TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL LIBRARY

OU_222169

UNIVERSAL LIBRARY

OUP—881—5-8-74—15,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵ ۳۳۳ Accession No. U. 3216 ۳۲۱۶

Author ریاض ارشد

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

انتساب

قارئین کے نام ۔۔!

ریاض ارشد

مصنف کا دوسرا ناول

نہ کلی
نہ پھول

ریاض ارشد

قیمت: 5/25

نئی دہلی کی ان چمکیلی اور روشن سڑکوں پر وہ نہ جانے کب سے گزرتا آ رہا تھا ۔۔
مگر آج ان سڑکوں پر سے گزرتے ہوئے جو اس کی کیفیت تھی ۔ وہ آج سے پہلے کبھی نہ تھی ۔۔ ،

بچپن سے لے کر جوانی تک ،

ایک طویل عرصہ ، ناقابلِ فراموش یادوں کو اپنے دامن میں سمیٹے آج اس کے سامنے ایک حرف میں محفوظ ہو گیا تھا ۔ ،

ماضی ۔۔ ،

وہ بڑی دھیمی رفتار سے اپنی گاڑی کو ڈرائیو کر رہا تھا ۔ اس کا ذہن برسوں پیچھے اِن ہی سڑکوں کی صبح ، شاموں میں الجھا ہوا تھا ۔ ۔ اچانک وہ چونک سا گیا ۔ ایک تیز رفتار بس اسے اوور ٹیک کر گئی تھی ۔۔ ،

وہ یک لخت گھبرا سا گیا ۔۔ ،

حالانکہ دہلی کی سڑکوں پر اب ٹرامیں نہیں تھیں جو پھنکارتے اور دہاڑتے اژدہاؤں کی طرح ان سڑکوں پر دوڑا کرتی تھیں اور جنھوں نے ٹریفک میں بیشتر جان لیوا حادثوں کا اضافہ کر دیا تھا ۔ اس کے باوجود بھی وہ تیز ترین اور بے اصول ٹریفک سے گھبرا گیا تھا ۔۔ ،

"دہلی ___"

برِ صغیر کا ایک عظیم شہر ___"

خوب صورت، تاریخی، ہنگامہ خیز، جمنا کے کنارے یہ شہر۔ جو بچپن سے اس کی آماجگاہ تھا۔ آج اسے اداس اور مغموم نظر آرہا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا ___ جیسے وہ پھر کبھی اس شہر میں لوٹ کر نہیں آئے گا۔

"چاندنی چوک ___"

"کناٹ پلیس ___"

"گیٹ آف انڈیا ___ بارہ کھمبا ___"

"یہ خوب صورت دروازے ___ یہ بلند بالا عمارتیں ___"

"یہ چوک ___ یہ شاہراہیں ___"

"قطب مینار ___"

"لال قلعہ ___"

"اور جمنا ___"

یہ سب کچھ اُسے خالی خالی نظروں سے دیکھ رہے تھے ___"

وہ مسکرا دیا اور دل ہی دل میں کہہ اُٹھا ___"

"اے میرے شہر! مغموم اور اُداس نہ ہو ___ میں بہت جلد لوٹ آؤں گا ___ سات سمندر پار جا کر بھی مجھے تیری یاد چین نہ لینے دے گی ___"

اُس نے سگریٹ سلگایا اور گاڑی کو ایک شاہراہ پر ڈال دیا۔ بہت جلد ہی اُس کی خوب صورت کار ایک جدید قسم کے فیشن ایبل بنگلے کے پورچ میں جا کر ٹھہر چکی تھی ___"

اُن کی آواز پر دوسرے لمحے رام کشن برآمدے میں نمودار ہو چکا تھا ___ گاڑی سے اُسے نکلتے دیکھ کر وہ چہچہاتے لہجے میں بولا ___

"ہیلو ___ راجن ___؟"

"ہیلو —!"

"کیا حال ہے —؟"

"ٹھیک ہے —!"

"بہت اُداس ہو —؟"

"نہیں تو...!" وہ زبردستی مسکرا دیا،

"پھر بھی — کہیں — بیوی بچوں کی جدائی کے خیال سے پریشان تو نہیں ہو —؟"

"نہیں کرشن — ایسی بات تو نہیں — لیکن —!"

کہتے ہوئے وہ صوفے پر بیٹھ گیا —،

بات کو یوں نامکمل پا کر کرشن نے لقمہ دیا،

"لیکن کیا —؟"

"سوچ رہا ہوں، میرے بعد انھیں کوئی پریشانی نہ ہو —!"

"ارے چھوڑو یار — ابھی ہم مر گئے ہیں — جیسے تمہارے بچے — ویسے اپنے —!"

"اسی لئے آیا تھا —!"

"شکر ہے — تم نے کسی خدمت کے قابل تو سمجھا —!"

"یہ تو بہت کچھ سمجھتا ہوں —!"

"چھوڑو یار — اور سناؤ — کب جا رہے ہو —؟"

"اس سوموار کو —!"

"انڈین ایئرلائنز سے —؟"

"ہاں —!" کہتے ہوئے راجن نے سگریٹ سلگایا۔

"کیا پیو گے —؟"

"کچھ نہیں —!"

"بکو بھی یار ـــ تکلف کیوں کرتے ہو ـــ؟
"کوفی ـــ!"
"اور کچھ نہیں ـــ؟" کشن مسکراتے ہوئے بولا۔
"نہیں اور کچھ نہیں ـــ!" راجن سمجھ گیا تھا۔
"کب تک پرہیز کرو گے ـــ؟ ـــ اور پھر لندن میں بھی ـــ؟"
"دیکھا جائے گا ـــ!"
"خیر ـــ!"
کہتے ہوئے کشن نے نوکر کو آواز دی اور کوفی بنانے کو کہا۔
"واپسی کب ہے؟" کشن نے دوبارہ سلسلۂ گفتگو جوڑتے ہوئے کہا۔
"تقریباً چھ ماہ بعد ـــ!"
"بمعہ ایک پری جمال ـــ؟"
"نہیں یار ـــ!" راجن مسکرا دیا۔
"بہت پسند ہے؟" کشن کا اشارہ مسز راجن کی طرف تھا۔
"ظاہر ہے ـــ!"
"خوش قسمت ہیں وہ ـــ کہ انہیں ایک ایسا وفا شعار خاوند ملا ہے ـــ!"
"وہ بھی ہے ـــ لیکن اس سے کہیں زیادہ میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا ہوں!"
"یار راجن ـــ!" کشن سگریٹ سلگا کر بات کا رخ بدلتے ہوئے بولا "جی تو اپنا بھی چاہتا ہے ـــ کہ سمندر پار کے اس رنگین شہر کے سفر میں تمہاری رفاقت کی جائے۔ مگر کچھ مجبوریاں ہیں ـــ!"
"میں سمجھتا ہوں ـــ!"
"بھابی کو بھی ساتھ لے آئے ہوتے ـــ؟"
"دراصل میں سوچ کر نہیں نکلا تھا ـــ کہ تمہاری طرف آؤں گا ـــ!"
"کیوں ـــ؟"

"نجانے کیوں ——— وہاں چھوڑتے ہوئے میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ میں زندگی چھوڑ کر جا رہا ہوں ——— !"

"جذباتی ہونا —— !"

"نہیں ——— ایسی تو کوئی بات نہیں ——— لیکن میرا دل اداس ہے —— !"

"وہاں کی رنگین فضاؤں میں بہل جائے گا —— !"

"شاید ——— !"

"شاید یہ نہیں بلکہ یقیناً ——— !" کشن سگریٹ کا کش لیتے ہوئے بولا —— لیکن میرے ساتھ ساتھ سچائی کو نہ بھلا دینا —— !"

"سچائی کو بھلا سکتا ہوں کشن ——— ! لیکن شاردا کو نہیں —— !"

"خوب ——— !"

"وہ میرا جیون ہے کشن ! —— ماضی، حال، مستقبل —— !"

"مجھے احساس ہے ——— !"

اتنی دیر میں نوکر کوفی لے آیا —— کوفی بنا کر راجن کو پیالی دیتے ہوئے کشن نے پھر کہا ——

"اپنے لئے نہ سہی میرے لئے ہی سہی ——— ایک پری جمال لیتے آنا —— ؟"

"ناممکن ——— !" راجن مسکرا دیا ۔

"کیوں —— !"

"تم شادی کیوں نہیں کر لیتے —— کشن —— !"

"فائدہ ——— ؟"

"زندگی میں سکون مل جائے گا —— !"

"سکون ——— !" کشن نے ظرافت سے مسکرا دیا اور ہنستے ہوئے بولا ——

"سکون تو سگریٹ دان کی پیالی سے ملتا ہے ——— راجن ! اگر وہ پولی آ-ای سے دستیاب ہوتی تو وہ واحد جنس ہوتی ——— جو بین الاقوامی کرنسی ہوتی یا جس کی پیداوار کیٹ

ہوتی ہے!"

"تو ــــ کشن تمہیں کبھی سکون میسر نہیں ــــ؟"

"کیا تم خوشی اور آرام کا دوسرا نام سکون سمجھتے ہو ــــ؟"

"شاید ــــ!"

"شاید یا یقیناً ــــ؟"

"کچھ بھی سمجھ لو ــــ!"

"خیر ــــ!"

وہ ایش ٹرے میں سگریٹ کی راکھ جھاڑتے ہوئے بولا۔

"سکون تو ایک عجیب ہی شے ہے ــــ انمول، قیمتی، نایاب، کبھی نہ ملنے والی چیز۔

دو میرے لفظوں میں جیسے بھگوان ــــ!"

"حیرت ہے ــــ!" راجن بولا۔

"حیرت کی کوئی بات نہیں ــــ یقین جانو ــــ اگر آج کہیں سکون کا کوئی ڈسٹری بیوٹر کھل جائے ــــ تو بڑے بادشاہ، لینڈ لارڈ، رئیس آدمی لائن باندھ کر کھڑے ہو جائیں گے ــــ!"

"تو سچ سکون کی تلاش عبث ہے؟"

"ہاں ــــ میرے نزدیک تو یہی حالت ہے، سکندر آب حیات تو پا سکتا ہے سکون نہیں ــــ!"

"اچھا کشن ــــ! کل دوپہر کی چلے تم میرے ہاں پی رہے ہو ــــ؟"

"کھانا نہیں ــــ؟"

"کیوں نہیں ــــ پسند کرو تو ضرور ــــ!"

"ہاں ــــ مجھے بھابی کے ہاتھوں کا کھانا بے حد پسند ہے ــــ!"

"شکریہ ــــ!" راجن بولا ــــ۔

"بیوی کی طرف سے خاوند کو شکریہ ادا کرنے کا کوئی حق نہیں ــــ!"

"میرے نام جملہ حقوق محفوظ ہیں ۔۔۔!"

"ہوں ۔۔۔!" کشن مسکرا دیا ۔۔ ایک معنی خیز سی ہنسی ۔۔

"پھر آپ نے یہ ۔۔۔؟" راجن اُچکتے ہوئے بولا ۔

"ہاں ہاں ۔۔۔! لیکن میجر تو نہیں ۔۔۔ ایسی جرأت کس کی کیا ہے ۔۔!"

"خاطر داری میری منتظر ہوگی ۔۔!"

"پھر مجھے کوئی حق نہیں ۔۔!"

"شکریہ ۔۔!" راجن بولا ۔۔

اندر باہر نکل آیا ۔۔ کشن نے بھی ہوٹل کا راستہ لیا ۔۔

"سمجھا کہ میرا رشتہ ہوتا ۔۔!"

"اوہ ۔ شکریہ ۔۔!"

کہتا ہوا راجن گاڑی میں جا بیٹھا ۔۔۔ دونوں ہی دوست مسکرائے اور رخصت ہوگئے ۔۔!

"زندگی بھی تو اس جمنا کی طرح ایک بہتا پانی ہے — شاردا — ؟"

"ہاں راجن — !" وہ آہنی جنگلے کو سنبھالے کہیں دور سے بولی —

"کیا بات ہے — تم کچھ اداس اور مغموم سی ہو — ؟" وہ اس کے قریب سمٹ کر اپنا ہاتھ اس کے شانے پر ٹکاتے ہوئے بولا —

"کچھ — ؟" یکبارگی پلٹ کر اس نے راجن کی آنکھوں میں جھانکا —

اور راجن کو جیسے اُس کے "کچھ" کہنے سے احساس ہوا کہ وہ سرتا پا غم اور یاسیت ہے — "کچھ" کہنا تو اس کے خلوص اور پیار کی توہین ہے —' راجن بات بناتے ہوئے بولا —،

"میرا مطلب ہے کہ میں بہت جلد ہی لوٹ آؤں گا — !"

"راجو — !"

سنجلانے نہ کب سے جذباتی تھی کہ سسکتے ہوئے وہ اس کے سینے سے چمٹ گئی راجو نے اُسے یوں اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا — جیسے جمنا کی لہریں اُس سے شاردا کو چھین لینا چاہتی ہوں —،

"راجو — ! وہ بھیگی ہوئی آواز میں بولی — تم مت جاؤ — بھگوان کیلئے کہیں مت جاؤ — !"

"پاگل — !" اس نے پیار سے کہا — اور اس کی پیٹھ سہلانے لگا —،

"ہاں راجو — ! میں پاگل ہوں — سچ مچ پاگل ہوں — لیکن تمہارے بغیر تو میں مر جاؤں گی —"

"موت کی کیا مجال ہے — شاردا — ! کہ وہ میری غیر موجودگی میں تمہارے قریب بھی آئے — !"

"راجو — ! تم مرد ہو — تمہیں اپنی محبت پر اندھا بھروسہ ہے — اور میں — میں — !"

وہ کچھ نہ کہہ سکی —،

"ایک عورت ہوں — یہی نا — ؟"

"ہاں راجو — !"

"عورت تو خلا کے مانند غیر محدود ہے — شاردا ! اور یوں بھی بدن اور سمن تو تمہارے پاس رہیں گے — !"

"بدن اور سمن کو دیکھ کر تم شدت سے یاد آؤ گے — ؟"

"ان ہی میں کھو جایا کرنا ۔ شاردا ۔ تمہیں سکون مل جائے گا ۔ !"

"ان نے تمہیں دیا ہے مجھ کو ۔ راجو ! اب سکون تمہاری ہی آغوش میں ہے !"

"اور کہیں نہیں ۔ ؟" وہ مسکراتے ہوئے بولا ۔

"ہاں ان لہروں میں بھی ہے ۔ !"

"کون سی لہروں میں ۔ ؟"

"جمنا کی ۔ !"

"سچ ۔ ؟"

"ہاں ۔ راجو ۔ !"

"چلو ۔ اگر کبھی سکون کی تلاش کرنی پڑے تو تمہاری کہی ہوئی بات پر ضرور تجربہ کروں گا ۔ !"

"بھگوان نہ کرے ۔ راجو ۔ !" وہ ساڑھی کے پلو سے اپنی آنکھیں خشک کرتے ہوئے بولی ۔

"مسکراؤ ۔ شاردا ۔ ؟ ہنسو ۔ اتنا ہنسو ۔ کہ یہ بوجھل بوجھل سی کیفیت فرار ہو جائے ۔ تمہاری مسکراہٹ ہی تو میری زندگی ہے ۔ !"

"راجو ۔ ؟" وہ کہیں دور سے ہی بولی ۔

"کہو ۔ ؟"

"جلد لوٹ آؤ گے نا ۔ ؟"

"تمہاری قسم ۔ !"

"مجھے ڈر ہے ۔ راجو ! کہیں میرے ساتھ ساتھ تم سنگم اور پانی کو بھی نہ بھول جانا ۔ ؟"

"آخر عورت ہو نا ۔ !"

"مجھ کو [illegible] ۔ !"

"بس یہی [illegible] ۔ شاردا ۔ ! میری محبت ! ہوں کہ شاردا مجھ سے لپٹ کر اٹک گئی۔

ہم ایک رات کے لئے بھی جدا نہیں ہوئے ـــــ لیکن اب کیا کیا جائے۔ یوں بھی میں نے کشن کو کہہ دیا ہے ـــــ وہ تمہارا خیال رکھے گا۔ کل وہ چائے پر بھی مدعو ہے ـــ"

"راجو ـــ! تمہاری جدائی میرے لئے سوہانِ روح ہے ـــ!"

"میری جان ـــ میں سمجھتا ہوں ـــ!"

"یاد ہیں ـــ وہ دن ـــ؟ کبھی انہی لہروں کو گواہ بنا کر ہم نے محبت کے مینار تعمیر کئے تھے ـــ؟

"ماضی بھلایا نہیں جا سکتا ـــ!"

"راج ـــ! وہ شہر بے حد رنگین ہے ـــ کہیں اس کی رنگینیوں میں میرا راجو نہ کھو جائے ـــ اگر ایسا ہو گیا تو میں ـــ میں ـــ ان لہروں میں آ کر سما جاؤں گی!"

"پھر وہی پاگل پن ـــ؟ وہ اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے بولا ـــ اب تو تم دو بچوں کی ماں ہو ـــ تمہیں یہ نہیں سوچنا چاہیئے ـــ؟"

"کیوں نہ سوچوں ـــ میرا راج چھ ماہ کے لئے مجھ سے جدا ہو رہا ہے ـــ ایک طویل قیامت میرے سامنے ہے ـــ اس پر ستم یہ ـــ کہ حکم ہے ـ کہ سسکا جائے نہ رویا جائے ـــ؟

"شاردا ـــ!" تو کیا تم یہ سمجھتی ہو ـــ کہ مجھے خوشی ہے ـ؟"

"خوشی نہیں تو اور کیا ہے؟" وہ ایک جان لیوا ادا سے بولی ـــ

"میری جان ـــ! تمہیں اپنے راجن پر بھروسہ نہیں ہے ـــ!"

"ہاں نہیں ہے ـــ بالکل نہیں ہے ـ!"

"بے وقوف ہو ـــ!"

"ہاں ـــ میں بے وقوف ہوں ـــ پاگل ہوں ـــ جانے کیا کیا ہوں ـــ!"

"اچھا ـــ اب واپس چلو ـــ!"

"ایسی جلدی بھی کیا ہے ـــ؟"

"سمن اور لون بے چینی سے منتظر ہوں گے ۔ !"

"ہونے دو ۔ !"

"تو تمہیں بچوں سے بھی پیار نہیں ہے ؟"

"تمہارے سامنے کسی کی بھی کوئی اہمیت نہیں ہے ۔ !"

"بھگوان کی بھی ۔ ؟" راجن مسکراتے ہوئے بولا ۔

"ہاں ۔ بھگوان کی بھی نہیں ۔ !"

"بھگوان روٹھ جائے گا ۔ !"

"روٹھنے دو ۔ مجھے پرواہ نہیں ۔ !"

"اتنی شدت سے نہ چاہو ۔ شارد ا ! ۔ کہیں میں خوشی سے مر ہی نہ جاؤں ۔ !"

"تم بڑے سخت جان ہو راجو ! ۔ تم نہیں مر سکتے ۔ !"

"سچ ۔ ؟"

"ہاں ۔ اور نہیں تو کیا ۔ !"

"اچھا چلو ۔ کسی ریستوران میں چائے پئیں گے ۔ !"

اور وہ گردن جھکائے اس کے ساتھ چلنے لگی ۔ یوں جیسے وہ منزل اور راستوں سے بے خبر اپنے رفیق اور ہمسفر کی رفاقت کی متمنی ہے ۔"

شام ڈوبی — رات گہری سے گہری تر ہوگئی —،
جمنا سے لے کر شبنم کے قطرے تک اندھیری رات کے سیاہ دامن میں ڈوب
گئے — ایک کائنات دھڑکنوں کے سینوں میں جا نکلی —،
ایک راجن تھا —،
جو چھت سے نگاہیں لگائے نجانے کن بجھے چراغوں میں روشنی کا منتظر تھا۔
سمن اور پون بھی سو گئے تھے —
شاردا بھی گہری نیند سو رہی تھی — اور راجن کی خوابناک آنکھوں میں ماضی
کے پُر اسرار سے گیت لہرا رہے تھے —،
ایسے گیت جن کی جھنکار رات کی سحر انگیز سی خاموشی میں قیامت مچا رہی تھی۔
دور کہیں بہت دور —،
اس اندھیری اور سحر زدہ رات سے کہیں بہت دور —،
راجو نے ایک چراغ روشن کر ہی لیا ہے —،
یادوں کے وہ چراغ —
جو ماضی کی منڈیروں پہ آج بھی آنسوؤں کے تیل کے منتظر تھے —،
جمنا کے کنارے وہ چاندنی رات کتنی حسین اور عظیم تھی — [illegible] کی عظیم

ترین عمارت یوں محسوس ہو رہی تھی، جیسے کسی نے ننھی سی آبنوسی میز پر کوئی چاندی کا بنا ہوا مجسمہ رکھ دیا ہے ——

جمنا کی لہریں ——،

تاج محل کی دیواریں ——،

"اک شہنشاہ نے دولت کا سہارا لے کر
ہم غریبوں کی محبت کا اڑایا ہے مذاق"

تاج محل وقت کے رخسار پر ڈھلکا ہوا ایک آنسو ہے ——!

راجن بھی اس رومان پرور ماحول میں تنہا گھوم رہا تھا —— جانے کیوں وہ دن ایسے عجیب سے کیوں تھے ——

تنہا راجن ——

اتنا گراں گراں اور کھویا کھویا سا کیوں تھا۔ نہ جانے کیوں اس عظیم یادگار کے پہلو میں گھومتے گھومتے کھو گیا تھا —— اداس ہو گیا تھا —— شاید اس لیے کہ جیون میں یہاں کمی اس کے بھی تو تھی

معصوم سی محبت ——،

چاہ کی تمنا ——،

کس کا جی نہ چاہتا تھا یہ خواہش نہیں کرے گا —— کہ وہ محبت کی آنچ میں پگھل جائے ——،

تاج محل سچ مچ محبت کے رخسار پر ڈھلکا ہوا ایک ایسا آنسو تھا —— جو ہر ایک کی پلکوں پر ... لگتا ——

اس سحر انگیز سے ماحول میں نہ جانے کون کون پیاسا تھا —— کس کس کو محبت کی تشنگی تھی —— چاہے جانے کی تمنا تھی ——،

جب وہ بے حد اداس سا ہو گیا تھا —— تو وہ سنگ مرمر کے چبوترے پر بیٹھ کر تنہا جمنا کے کنارے آ گیا تھا ——،

شفاف پانی میں تاج محل کا عکس تھرتھرا رہا تھا ـــ جیسے سینے میں دل،
کیا سچ مچ تاج محل ـــ سچ مچ جمنا کا دل تھا ـــ تا روح ـــ،
اور پھر اُس نے دیکھا ـــ کہ ایک سایہ درختوں کے قریب جمنا کی لہروں
کے تماشے میں محو تھا ـــ،
"کون ـــ؟
ننھا سا سوال اُس کے ذہن میں اُبھرا ـــ وہ آہستگی سے چلتا ہوا اُس کے
قریب آگیا تھا ـــ،
وہ سفید ساڑھی میں ملبوس ایک روح تھی ـــ
جیسے ممتاز کی روح ـــ،
وہ چپ چاپ تماشا دیکھتا رہا ـــ وہ گم سُم کھڑی ہوئی سی روح پیاسی
نظروں سے بے چین لہروں کو دیکھتی رہی ـــ جانے کیوں ـــ؟"
وہ سگریٹ سُلگائے چھوٹے چھوٹے کش لیتا رہا ـــ وہ تنہا تھی ـــ وہ
خود بھی تنہا تھا ـــ
تاج محل بھی تنہا تھا ...
جمنا کی لہریں پیاسی تھیں ـــ بھری بھری ـــ،
سفید ساڑھی میں ملبوس ایک ننھی سی شے پڑی ہوئی تھی ـــ بغور دیکھا ـــ تو
وہ تاج محل کا ماڈل تھا ـــ،
ہاتھی دانت کا بنا ہوا تاج محل ـــ،
اور اس تاج محل کے پیچھے آہستہ ایک کہانی لہراتی نظر آئی ـــ جیسے جمنا کا
پانی یا تاج محل کا عکس ـــ،
اور اچانک وہ روح اُٹھ کھڑی ہوئی ـــ اندھیرے جنگلے پر جھک گئی ـــ اور وہ
چونک سا گیا ـــ،
"کیا اس کہانی کا انجام خودکشی ہے ـــ ایک خاموش اور پُر احتجاج موت ـــ،

وہ کانپ سا گیا ـــــ کیونکہ اس کا خیال صحیح تھا ـــــ دوسرے لمحے وہ کودنا چاہتی تھی ـــ لیکن راجن نے تیزی سے آگے بڑھ کر اُسے تھام لیا تھا ـــ ،

وُہ روح سرتا پا ایک خوب صورت لڑکی تھی ـــ

جو گُم سُم سی پھٹی پھٹی نظروں سے اُسے دیکھ رہی تھی ـــ ،

"کون ہو تم ـــــ ؟" وہ گھبرائی ہوئی سی آواز میں بولی ـــ

"فرشتہ ـــ !"

"فرشتہ ـــ !" وہ بڑبڑائی ـــ

"ہاں ـــ !"

"چھوڑ دو مجھے ـــ ؟" سکتہ ٹوٹ سا گیا ـ ،

"ایسی موت گناہ ہے ـــ !"

"مجھے گناہ ثواب نہ سمجھاؤ ـــ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو ـــ ؟"

"تو کیا سمجھاؤں ـــ ؟"

"کچھ نہیں ـــ ؟"

"کیا مرنا چاہتی ہو ـــ ؟"

"ہاں ـــ !"

"جیون راس نہیں آیا ـــ ؟"

"ہاں ـــ ہاں ـ ہاں ـــ !"

"بُزدل ہو ـــ !" وہ مسکرا دیا ـــ

وہ بغور اُسے دیکھنے پر مجبور ہو گئی ـ !

"چلو ـــ چھوڑو ـــ فی الحال ارادہ ملتوی کر دو ـــ ؟"

"بھگوان کے لئے آپ جائیے ـــ !"

"بھگوان ہی نے تو مجھے بھیجا ہے ـــ !"

"پاگل ہے بھگوان ـــ ؟"

"وہ پاگل ہوگا — مگر میں نہیں — !"

کہتے ہوئے اس نے اُسے بازو سے تھام لیا اور بولا۔

"آؤ — چائے پیتے ہیں — !"

"نہیں مجھے ضرورت نہیں — !"

"مجھے تو ہے — !"

"تو آپ پیجئے — !"

"دیوی جی — ! چلئے — ضد نہ کیجئے — ممتاز محل اور شاہجہاں کی آتما تڑپ جائے گی — "

"اور میں جو زندہ درگور ہوں — ؟"

"حماقت ہے — !"

"آپ کون ہیں — ؟"

"تم کون ہو — ؟"

"ایک بدنصیب لڑکی — !"

"میں ایک خوش نصیب لڑکا — !"

"تو تمہارا میرا کیا جوڑ ...... — ؟"

"بحث مت کرو — بتاتا ہوں — یہاں سے تو ہٹو — "

وہ جھکی اور تاج محل اٹھا کر بولی۔

"چلئے — !"

"یہ کیا ہے — وہ اس کے ہاتھوں میں تاج محل کا ماڈل دیکھتے ہوئے بولا۔

"تاج محل — !"

"محبت کی نشانی ہے — ؟"

"ہاں — !"

"کس کی — ؟"

"کس کی — !"

"کون ہے وہ — ؟"

"کوئی تھا — !"

"تب مرنا نکلا — ؟"

"خودکشی پھر کیوں کرتی — ؟"

"جذباتی ہوگی — !"

"ناج بھی جذبات کا اظہار ہے — !"

"یہ تو پتھر ہے — !"

"تب ہی تو پتھر دل بنا چھوڑا! — !"

"زندگی پتھر نہیں — ؟"

"ٹھکرائے جانے پر وہ پتھر ہی ہے — !"

"تراشے جانے پر وہ کندن ہے — !"

"جو کسی کو راس نہیں آتا — !"

"وہ مقدر ہیں — "

"لڑنے کی ہمت نہیں — !"

"صبر — !"

"حوصلہ نہیں — !"

"لڑکی ہوتا — !"

"تم جیسے لڑکے کی مہربانی ہے — "

"مقدر بھگوان کی مہربانی ہے — !"

"اسی لئے یہ راستہ اپنایا ہے — !"

"غلط ہے — !"

"ختم تو ہے — !"

"پاگل —!"

"کون —؟"

"دنیا —!"

وہ مسکرا دیا — وہ اُسے یوں دیکھنے لگی — جیسے وہ سچ مچ کوئی بہت بڑا پاگل ہے —

"آپ کون ہیں —؟"

"راجن —!"

"کیا کام کرتے ہیں —؟"

"عمارتیں بناتا ہوں —!"

"تاج محل جیسی —؟"

"میں محبت کی یادگاریں تعمیر نہیں کرتا — زندگی کی حفاظت اور سکون تعمیر کرتا ہوں —!"

"تھوڑا سا سکون مجھے بھی دے دو —"

"میرا گھر حاضر ہے —!"

"وہ کہاں ہے —؟"

"دہلی —!"

"یہاں کیسے آئے تھے —؟"

"پیاسا تھا —!"

"پھر —؟"

"پیاس بجھ گئی —!"

"وہ چشمہ —؟"

"تم —!"

"میں —؟"

"ہاں ــــ!"

"نہیں ــــ بالکل نہیں ــــ!" اُس نے گردن جھکالی ــــ،

"مجھ پر بھروسہ کرو ــــ؟"

"سمجھ گیا ــــ!" وہ سسکی ــــ،

"وہ پتھر کا ہے ــــ مجھ سے بات کرو ــــ؟"

"راجن صاحب ــــ آپ جائیے ــــ؟"

"میں لہروں سے زیادہ ظالم نہیں ــــ!"

"کون جانے ــــ!"

"آزمالو ــــ؟"

اُس نے اس کی آنکھوں میں جھانکا ــــ چاندنی ــــ تاج محل ــــ تشنگی ــــ ڈھارس ــــ،

آنکھیں ــــ آنکھیں ــــ

ملتجی ــــ پُر امید ــــ یاس انگیز ــــ،

"میں تمہیں کس نام سے پکاروں ــــ؟"

"شاردا ــــ!"

"شاردا ــــ؟"

"ہاں ــــ!"

"تو آؤ چلیں ــــ؟"

"کہاں ــــ؟"

"اس تاج محل اور جمنا سے دُور ــــ!"

"کیوں ــــ؟"

"یہ جذباتی بنا دیتے ہیں ــــ!"

"پھر تم کیسے ملتے ــــ؟"

"اگلے جنم میں ــــ!"

"راجن ــــ!"

وہ بہکی اور دوسرے لمحے اُس کے بازوؤں میں تھی ــــ، جیسے جمنا کی لہروں میں تاج محل ــــ اور تاج محل میں ممتاز کی روح ــــ،

○

شاردا اُسی کے ساتھ واپس دہلی آگئی ــــ،

جہاں راجن کا اپنا گھر تھا ــــ پُرسکون، خاموش اور رومان پرور سا ــــ جمنا دہلی تک ان کے ساتھ چلی آئی تھی ــــ،

اور وہ شام بڑی ہی پیاری تھی ــــ جب وہ دونوں اُس کے کنارے تھے، راجن کہہ رہا تھا ــــ،

"شاردا ــــ! جیون بھی تو ایک دریا ہے ــــ؟"

"ہاں ــــ راجو ــــ!" وہ اُس کو گھورتی ہوئی بولی ــــ،

"کبھی دہلی ــــ کبھی آگرہ ــــ!"

"ہاں ۔۔۔!"
"کبھی دُکھ ۔۔۔ کبھی سکھ ۔۔۔ کبھی سکون کبھی بے زاری ۔۔۔!"
"ہاں ۔۔۔ راجن ۔۔۔!"
"آؤ ۔۔۔ اب ان پانیوں میں کھو یا جائے ۔۔۔؟"
وہ خاموش رہی ۔۔۔ وہ پھر بولا ۔۔۔،
"شاردا ۔۔۔! اب یہ دیواریں ڈھے جانی چاہئیں ۔۔۔؟"
"راجن ۔۔۔! میرا خیال ہے کہ اس راستے سے اپنا خیال ہٹا لو ۔۔۔؟"
"آخر کیوں ۔۔۔ شاردا ۔۔۔ کوئی وجہ بھی تو ہے ۔۔۔!"
"میرا خاندان ۔۔۔ میرا ماضی ۔۔۔؟"
"سب کچھ جہنم میں جائے ۔۔۔ مجھے کسی بات کی پرواہ نہیں!"
"مگر یہ سماج ۔۔۔ یہ لوگ ۔۔۔ یہ دنیا ۔۔۔؟"
"کہا تو ہے کہ سب جہنم میں جائیں ۔۔۔!"
"لیکن ہمیں رہنا تو اسی دنیا میں ہے ۔۔۔؟"
"الگ تھلگ ۔۔۔!"
"لاکھ سہی ۔۔۔ لیکن پھر بھی ۔۔۔؟"
"شاردا ۔۔۔! پہلو نہ بچاؤ ۔۔۔ فیصلہ کر دو ۔۔۔!"
"عورتیں تو صرف خواہش کیا کرتی ہیں ۔۔۔ راجو! فیصلہ کرنا تو صرف مردوں کا مقدر ہے ۔۔۔!"
"تو میرا ۔۔۔ فیصلہ یہ ہے کہ میں اب تمہیں اپنانا چاہتا ہوں ۔۔۔!"
"میری بھی یہی خواہش ہے ۔۔۔!"
"پھر ۔۔۔؟"
"پھر کیا ۔۔۔؟" وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی ۔۔۔!
"آج سے تم میری ہو ۔۔۔ شاردا ۔۔۔!"

کہتے ہوئے اُس نے اُسے اپنی سمت سمیٹ لیا ۔۔۔ وہ اس کے بازوؤں میں آگئی ۔۔۔!"

"شاردا ۔۔۔!" وہ جذباتی لہجے میں بولا ۔۔۔

"راجو! ۔۔۔ وہ خود اُس ہی بھنور میں ڈوب گئی ۔۔۔ جہاں راجن ہچکولے کھا رہا تھا ۔۔۔

"تاج محل عظیم بھی ہے اور مقدس بھی ۔۔۔!"

"ہاں راجو ۔۔۔! تم ایسی ہی دین ہو ۔۔۔!"

"شاردا ۔۔۔!"

کہتے ہوئے ۔۔۔ اُس نے انتہائی جذباتی طور پر اُسے اپنے سینے سے چمٹا لیا ۔۔۔ اور قطعی بے ساختگی میں اپنے ہونٹوں کو اُس کے ہونٹوں پر چسپاں کر دیا ۔۔۔

اور جب وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے تو جمنا کی لہروں نے نجانے کیوں کنارے سے ٹکرانا بند کر دیا ۔۔۔

وہ رات دیر تک باہر ہی گھومتے رہے ۔۔۔

کناٹ پیلس کے ایک ریستوران میں انہوں نے کھانا کھایا ۔ اور شاپنگ کی ۔۔۔ چند ساڑھیاں خریدیں ۔۔۔ بلاؤز خریدے ۔۔۔

اور نجانے کیا کیا تھا ۔۔۔ کہ وہ خریدتا رہا ۔۔۔

شاردا کے لئے ۔۔۔

اُس شاردا کے لئے جو تاج محل کی مانند تھی ۔۔۔

جو اس کی بن گئی تھی ــــ،

جمنا کی پوتر لہروں کے سامنے اُس نے عہد کیا تھا ــ،

رات خواہ مخواہ ہی حسین اور خوب صورت تھی ــــ اتنی کہ جیسے وہ آماوس کی رات ــ،

پونم کی رات ــــ،

برسات کی ایک بھیگی ہوئی رات ــــ جب بادلوں سے اچانک چاند نکل آئے ــ جب وہ واپس گھر پہنچے تو رات بھیگ گئی تھی ــــ،

ڈرائینگ رُوم کی ہلکے رنگ کی سبز روشنی میں وہ اُس کے قریب ہی بیٹھی تھی ــ ــ مسرور ــــ چپ چاپ ــــ جیسے اُسے آج رات لُٹ جانے کا خطرہ ہو ــــ ــ آج کی رات راجن ایک بار پھر جذباتی تھا ــــ،

لیکن یہ جذبات تو آگ کا الاؤ تھا ــــ جس میں وہ اپنا آپ جلتا محسوس کر رہا تھا ــــ،

"شاردا ــــ!" اس نے اپنا ہاتھ اُس کے شانے پر ٹکا دیا ــــ،

وہ خاموش رہی ــ،

دوسرے لمحے وہ اس کی آغوش میں تھی ــــ وہ اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے بولا۔

"شاردا ــ! یہ رات اگر میری زندگی کی آخری رات بھی ہو ــــ تو مجھے کوئی غم نہ ہو ــــ!"

شاردا نے خاموشی سے شکایت آمیز نظروں سے اُسے گھورا ــ،

"بولو ــــ شاردا ــ! کیا آج کی خواہش پر پچھتاؤ گی تو نہیں ــ؟"

"پچھتانا ہی اگر میرا مقدر ہے ــ راجو! پھر کسی کا کیا دوش ــ؟"

"اب تمہارا مقدر مجھ سے وابستہ ہے ــ!"

"میں مطمئن ہوں ــ!"

"سچ ــ؟"

"ہاں ـــ راجو!" وہ پلکوں کو جھپکاتے ہوئے بولی ـــ،
اور دوسرے لمحے پھر وہ اس کی آغوش میں سمٹی ہوئی تھی ـــ اور اُس نے دیوانوں اور وحشیوں کی طرح اُس پر بوسوں کی بھرمار کر دی ـــ،
"راجو ـــ!" وہ تلملائی ـــ،
"شاردا ـــ!"
"چھوڑ بھی ـــ؟"
اور دوسرے لمحے وہ اس کی آغوش سے باہر نکل گئی ـــ،
"شاردا ـــ!" وہ اٹھا اور بولا ـــ،
"راجو ـــ! میں کہیں سچ مچ تو نہیں جاؤں گی ـــ"!
"کیا بھروسہ ـــ!"
"راجو ـــ! پاگل نہ بنو ـــ!"
"آج میں دیوانہ ہوں ـــ شاردا ـــ!"
وہ مسکراتا ہوا بولا ـــ یوں محسوس ہوتا تھا ـــ جیسے وہ اپنی وحشت اور دیوانگی پر قابو پا چکا ہے ـــ
"تم وحشی ہو ـــ!"
"اور تم جل پری ـــ!"
"ہاں ـــ تمہارے ہاتھ نہ آنے والی ـــ!"
"کیا اُڑ جاؤ گی ـــ؟"
"ہاں ـــ اُڑن کھٹولے پر اُڑ جاؤں ـــ تیرے ہاتھ نہ آؤں ـــ آں ـــ!"
"آں ـــ؟"
"تیرے ہاتھ نہ آؤں ـــ!"
"سچ ـــ؟" راجو بولا ـــ،
"جی جناب ـــ!"

"بہت اچھا جناب ـــ!" کہتا ہوا وہ صوفے پر بیٹھ گیا ـــ۔ اور بے حد گہری نظروں سے اُسے دیکھنے لگا ـــ،

وہ منٹ بھی کے قریب کھڑی ہو گئی ـــ۔ اُس نے سگریٹ سلگایا ـــ اور لمبے کش لینے لگا ـــ نجانے پھر کس جذبے کے تحت اُس نے گردن جھکالی اور کہیں دور کھو گیا ـــ دوسرے لمحے وہ اُس کے قریب آ گئی ـــ اور اُس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے بولی ـــ،

"راجو ـــ! کیا بات ہے ؟"

"کچھ بھی تو نہیں ـــ!"

"پھر بھی کیا بات ہے ـــ؟"

"سوچ رہا ہوں ـــ کہ جیون میں ایک ہی کمی تھی ـــ وہ پوری ہو گئی ـــ!"

"میں ـــ؟"

"ہاں ـــ شاردا ـــ!"

"تو کیا میرے بغیر جیون ادھورا رہتا ـــ؟"

"ہاں ـــ شاردا ـــ!"

"جھوٹ ـــ!"

"مجھ پہ وشواش نہیں ـــ؟"

"نہیں ـــ!"

"ہوں ـــ!" وہ جان بوجھ کر اداکاری کے طور پر اداس ہو گیا ـــ،

"ایک بار پھر وہ اُس کی آغوش میں تھی ـــ اور نہ جانے ان عشووں اور اداؤں کا ہی اثر تھا ـــ کہ وہ خود بے حد جذباتی سا ہو گیا ـــ اُس نے اُس کو اپنے بازوؤں میں سمیٹا اور پھر بے حد بے تحاشا رخساروں، بالوں، گردن، آنکھوں پر بوسوں کی بھرمار کر دی ـــ،

وہ کسمسائی ـــ،

تلملائی ـــــ،

"چھوڑو ـــــ راجن! چھوڑ دو مجھے ـــــ"

مگر اس کی گرفت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی گئی ـــــ جیسے لینٹر میں کنکریٹ ڈالا جائے اور وہ لمحہ بہ لمحہ سخت ہو جائے ـــــ،

رات کی تاریکی میں شوخی پھیلتی گئی ـــــ،

ساڑھی کے بل کھلتے گئے ـــــ،

وہ جارحیت سے دفاع پر آگئی ـــــ اور دفاع کے بعد وہ تھکن سے چور ہو گئی ـــــ

اور پھر اُس پر ایک نشہ سا چھا گیا ـــــ!

غنودگی ـــــ،

مدہوشی ـــــ،

"شاردا ـــــ!" اُس نے اُس کے بالوں کو سہلایا ـــــ

"راجو ـــــ!" اس نے جذباتی ہو کر اپنے بازوؤں کو اس کے گلے میں حمائل کر دیا ـــــ

"میں نے غلط کہا تھا ـــــ کہ تمہارے بغیر جیون میں کمی ہے؟"

"ہر مرد یہی کہتا ہے ـــــ!"

"میں اُن مردوں سے مختلف ہوں ـــــ!"

"جھوٹ ـــــ!"

"جھوٹ اور سچ کیا ہے ـــــ یہ تو وقت ہی بتائے گا ـــــ!" کہتے ہوئے اُس نے ایک بار پھر اُس کے رخسار کو کاٹ کھایا ـــــ،

وہ تلملائی اور غرائی ـــــ،

"راجن ـــــ! تم سخت وحشی ہو ـــــ!"

"تمہارے ساتھ رہ کر کون ہے جو وحشی نہ ہو جائے ـــــ!"

"تو پھر یہ وحشت اُتار دو ـــــ!"

"سچ ـــــ؟"

"ہاں —!"

اور دوسرے لمحے وحشی اپنا نیزہ تانے افریقہ کے گھنے اور تاریک جنگلوں میں نکل گیا ۔

روندتا —،

کچلتا —،

مسلتا —،

جھاڑیوں اور دلدلوں میں نیزہ چلاتا وہ بڑھتا ہی چلا گیا — اس نے ایک نیزہ سے کئی شکار کیئے —،

زمین پر خون کے دھبے تھے —،

وحشی شکاری نیزہ تانے ہوتے تھا —،

شیرنی زخمی تھی —،

یہ آخری مقابلہ تھا —،

کوئی بھی ہار ماننے کو تیار نہ تھا — فولادی نیزہ پینترا بدل بدل کر وار کر رہا تھا۔

شیرنی تڑپ رہی تھی — غرا رہی تھی — اور آخر وہ بے دم ہو کر رہ گئی۔

نیزہ انتڑیوں میں پھنس کر رہ گیا —،

تھکا ہارا شکاری بھی ڈھیر ہو گیا —،

روشنی بجھ گئی —،

تاریک جنگل میں خاموشی پھیل گئی — اور شبنم رات کے آنچل کو نم آلود کرنے لگی —،

اور یہ رات شاردا کی بدبختی کی آخری رات تھی —،

دونوں ہی ایک بندھن میں بندھ گئے ۔ کہتے ہیں عورت سہاگوان ہوتی ہے — وہ لکشمی ہوتی ہے —،

شاردا بھی لکشمی تھی —،

سہاگوان —، راجن کے جیون میں جیسے انقلاب آگیا ہو — خوشیاں ہی خوشیاں —،

دولت —،

سکون —،

کیا کچھ نہ تھا — جو کہ اُسے نہ ملا —،

چھ سال کی مدت میں دو بچے بھی ہو گئے —،

پون اور سمن —،

نیا خوب صورت بنگلہ نما مکان — ایک اوسط درجے کی گاڑی — یہ تھی راجن کی کہانی —،

اب شاردا گہری نیند سو رہی تھی —

سمن اور پوَن بھی محوِ خواب تھے ۔

ان دس بارہ سالوں کی قربت نے اُسے جسمانی و روحانی طور پر شاردا کے کس قدر قریب کر دیا تھا —— یہ وہی جانتا تھا ۔

یہ رات کس قدر کٹھن تھی ۔

پہاڑی کی یہ رات گذرتی ہی نہیں رہی تھی —— اور وہ اس ہی جان لیوا خیال سے بے حال ہوا تھا —— کیونکہ کچھ ماہ کی طویل مدت گذار پائے گا ۔

شاردا میں بہت کشش تھی —— اس کا ثبوت یہ تھا کہ کچھ سال بیت جانے کے باوجود وہ اُس سے بیزار تو درکنار —— اپنی چاہ میں بال برابر بھی کمی محسوس نہیں کر رہا تھا ۔

وہ جنسی طور پر تو قیامت تھی ۔

اُس کا رنگ روپ ۔

اُس کے اعضاء —— اُس کے نقوش —— اُس کا بھرا بھرا سینہ ۔ وہ تو جیسے اُس کا دیوانہ تھا ۔

اُس کا بھی دنیا میں کوئی نہ تھا —— جس کے لئے ہوتے ہوئے وہ اُسے چھوڑ کر جاتا ۔ یوں تو جاتے ہوئے اُسے بے حد دُکھ تھا ۔

مگر وہ اُس فرم کی طرف سے بھیجا جا رہا تھا —— جس میں وہ ملازم تھا —— ملازمت اُسے شاردا کے بعد دوسرے نمبر پر عزیز تھی ۔

یہ ملازمت ہی تھی —— جس نے اس قدر اُسے عزت ، دولت اور سکون عطا کیا تھا ۔

فرم کے ڈائرکٹر نے اُسے مزید ٹریننگ کے لئے باہر بھیجنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا ۔

طالب علمی کے زمانے میں ایک بار اُس نے سات سمندر پار اس شہر کو دیکھنے کی ضرور خواہش کی تھی —— اور آج جب کہ یہ خواہش پوری ہو رہی تھی —— وہ چاہنے کے باوجود بھی خوشی سے باہر نہیں جا رہا تھا ۔

یہی بے چینی اور اداسی تھی ـــــ جو اُسے کشن کے پاس لے گئی تھی ـــــ،
کشن اس کا قابلِ اعتماد دوست تھا ـــ،
جس کی رفاقت میں کم از کم شاردا بور تو نہ ہو گی ـــ شاردا صحیح معنوں میں ایک
بے ڈرتا عورت تھی ـــ،
ایک ایسی عورت جسے انتہا سے زیادہ ٹھکرائے جانے کے بعد جا ہا گیا تھا، اب
وہ زندگی کے کسی موڑ پر بھی اُسے دھوکہ نہ دے سکتی تھی ـــ،
یقیناً وہ کبھی یہ دن بے کیف گذارے گی ـــ اس پر کبھی خاموشی کا پردہ تانے
ایک قیامت گذر جائے گی ـــ،
یونہی سوچتے سوچتے وہ جذباتی سا ہو گیا ـــ،
وہ اپنے بستر سے اٹھا اور شاردا کے قریب آگیا ـــ جو نیند کے گہرے سپنوں
میں کھوئی ہوئی تھی ـــ
اُس نے آہستگی سے اُس کے بالوں کو سہلایا ـــــ چند ہی لمحے بعد وہ جاگ اٹھی
"راجو ـــ؟" وہ مخمور سی آواز میں بولی ـــ
"ہاں ـــ!" وہ اُس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے بولا ـــ،
"کیا بات ہے؟"
"نیند نہیں آتی ـــ"
"میرے پاس سو جاؤ ـــ؟"
"سو جاؤں ـــ؟" وہ بولا ـ
"ہاں ـــ!" جواب میں شاردا نے بڑے کافرانہ انداز میں پلکوں کو جھپکا دیا ـ
"میں تمہیں جگانا چاہتا ہوں ـــ اور تم سپنوں کی بات کرتی ہو ـــ؟"
"بہت اُداس ہو ـــ؟"
"ہاں شاردا ـــ! اس رات سے کچھ بھی زیادہ ـــ!"
وہ انگڑائی لیتے ہوئے اٹھ بیٹھی ـــ اور اس نے اُسے اپنی گرفت

میں سمیٹ لیا ــــ،
رات جوان تھی ــــ،
اندھیری تھی ــــ،
اور پھر دو دل دھڑکنے لگے ــــ،

انڈین ایئر لائنز کے طیارہ کی پرواز میں ایک گھنٹہ باقی تھا ــــ
سمن اور پون دونوں ہی اپنے پتاجی کی کرسیوں کے بازوؤں پر بیٹھے بڑے سوچ سوچ کر نت نئی فرمائشیں کر رہے تھے ــــ،
کشن اور شارداؔ دوسری کرسیوں پر بیٹھے تھے ــــ
شاردا کا چہرہ سپاٹ اور ستا ستا سا تھا، اس کے باوجود اس کے لبوں پر ایک پھیکی سی مگر خوب صورت مسکراہٹ تھی ــــ،
کشن چائے بناتے ہوئے بولا ــــ،
"واپسی میں کوئی ساتھی نہ لے آنا ــــ"!
"پھر وہی بات ــــ؟" راجن بولا ــــ"

شاردا نے پُر اعتماد نظروں سے راجن کی طرف دیکھا ——— جو بڑی با اعتماد نظروں سے شاردا کی طرف دیکھ رہا تھا ———

"ضرور لائیے ——— !" شاردا بولی ———

"تو اس کا مطلب ہے کہ تم کو مجھ پر بھروسہ نہیں ——— ؟"

"بھروسہ ——— ؟" شاردا بولی ———

"جی ——— !" راجن نے کہا ———

"میں اپنے راجو کو شک کی نظروں سے نہیں دیکھ سکتی ——— بھگوان کو دیکھ سکتی ہوں ——— !"

"سچ ——— ؟"

"تو اب تمہیں کوئی شک ہے ——— ؟" شاردا بولی ———

"نہیں ——— بالکل نہیں ——— !"

"ہوں ——— !" وہ اپنی اس ننھی سی جیت پر مسکرادی ———

"خوش قسمت ہیں آپ لوگ ——— !" کشن بولا ——— کوئی نہ جان سکا ——— کہ ایک دوست کی آواز میں رشک تھا ——— یا حسد ———

"تم بھی شادی کر ہی لو کشن ——— ؟"

"نہ پیارے لعل ——— !" وہ بولا ——— اپن کو تو اس تجربے کی سِرے سے ہی ضرورت نہیں ——— !"

"بزنس مین جو ٹھہرے ——— !"

"شاید ——— !"

"کشن بھیا ——— !" شاردا براہِ راست کشن سے بولی ——— اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں کوئی بھابی ڈھونڈلاؤں ——— !"

"نہیں شکریہ ——— !" کشن بولا ———

"خیر ——— !" راجن بولا ——— مجھے امید ہے کہ تم اپنی بھابی کو رنجیدہ نہیں ہونے دوگے !"

"ہر ممکن کوشش کروں گا ــــ!" کشن بولا ــ

"شکریہ ــــ!" راجن بولا ــ

"شکریہ واپس پر ادا کرنا ــــ فی الحال کیا ضرورت ہے ــــ!"

"پیشگی سہی ــــ!"

"چلو قبول کر لیتے ہیں ــــ!"

"تھینک یو ــــ!"

اور پھر ایک فرمائشی سا قہقہہ اُبھرا اور ڈوب گیا ــــ،

"پتاجی ــــ میرے لئے ایک گن اور کیمرہ ضرور لانا ــــ،؟

"اور پتاجی ــ میرے لئے ــــ میرے لئے ــــ!" وہ سوچنے لگی ــ!"

"میرے لئے ــــ میرے لئے ــــ!" پون نے سمن کی نقل اُتاری ــــ،

"فکر نہ کر ــــ!" پتاجی تمہارے لئے کچھ نہیں لائیں گے ــــ!" سمن نے چلتے ہوئے کہا ــــ،

"ٹھیک ہے بھئی ــــ اگر تم دونوں آپس میں لڑو گے ــــ تو میں تم دونوں کے لئے کچھ بھی نہیں لاؤں گا ــــ!"

"اچھا پتاجی ــــ! ہم نہیں لڑتے ــــ!"

"بس ٹھیک ہے ــــ!" راجو بولا ــــ!"

اور ایک بار پھر وہ کشن کی طرف متوجہ ہوا ــــ اور بولا ــــ

"کشن ــــ! ان بچوں کا خیال رکھنا ــــ!"

"تم نہیں ایک لاکھ مرتبہ کہہ لو ــــ مگر وہاں سے نہ لکھتے رہنا ــــ!"

"ہاں ــــ!"

"سو بار کہا ہے ــــ کہ میری جان تم فکر نہ کرو ــــ فکر نہ کرو ــــ!"

"بہت بہتر صاحب ــــ!"

اور پھر ایک بار گہری خاموشی سی چھیل گئی ــــ،

شاردا نے یاسیت میں ڈوبی نظروں سے راجن کو گھورا ۔۔۔ تب راجن نے سگریٹ سلگایا اور بولا ۔۔۔

"مجھے اپنی خیریت سے باخبر رکھنا ۔۔۔ شاردا ۔۔۔؟"

"اور آپ ۔۔۔؟"

"مجھے نصیحت کی ضرورت نہیں ۔۔۔!"

"جی نہیں ۔۔۔! شاردا محبت بھرے انداز میں اتراتے ہوئے بولی ۔۔۔

"مجھے ڈر ہے کہ آپ کہیں اور دھوئیں میں ہی نہ کھو جائیں ۔۔۔!"

"مر سکتا ہوں ۔۔۔ شاردا ۔۔۔! لیکن تمہیں سمجھا نہیں سکتا ۔۔۔!"

"بھگوان نہ کرے راجو ۔۔۔!" تمہاری موت مجھے آجائے ۔۔۔!"

"بھگوان کرے آپ دونوں ہی جینے میں ایک دوسرے کا طویل مقابلہ کریں ۔۔۔!" کشن نے گرہ لگائی ۔۔۔

وہ دونوں ہی مسکرا اُٹھے ۔۔۔

چند ہی لمحے بعد مائیکروفون پر مسافروں کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے کاغذات اور سامان چیک کرائیں ۔۔۔

وہ سب کے سب اُٹھ کھڑے ہوئے ۔۔۔ راجن نے دونوں بچوں کو پیار کیا ۔۔۔ کشن سے گلے ملا ۔۔۔

اور پھر سب سے آخر میں شاردا کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے بولا ۔۔۔

"اچھا ۔۔۔ شاردا! اُداس نہ ہونا ۔۔۔ چھ سال بیت گئے ۔۔۔ تو کیا یہ چھ ماہ نہ گذریں گے ۔۔۔!"

"ضرور گذریں گے راجن! مگر چھ صدیوں کی مانند ۔۔۔!"

"پاگل ۔۔۔!"

"آپ کے نزدیک تو میں ہوں ہی پاگل ۔۔۔!" شاردا ایک ادا سے بولی ۔۔۔

"پاگل بھی اور بے وقوف بھی ۔۔۔!" وہ مزید چھیڑتے ہوئے بولا ۔۔۔

"پہنچتے ہی ٹیلی گرام دیجئے ——؟"

"کوئی اور نصیحت، ؟"

"اپنی صحت کا خیال رکھیئے —— ؟"

"کچھ اور —— !"

"شراب اور آوارہ عورتوں سے ہمیشہ دور رہیئے گا —— !"

"کوشش کروں گا —— !" وہ مسکرا دیا ——، مگر شاردا پھر بولی ——،

"وعدہ کر کے جایئے —— ؟"

"بھگوان قسم —— !"

"نہیں —— میری قسم کھایئے —— ؟"

"چلو تمہاری قسم —— !" وہ بولا ——،

"اچھا —— !"

"اچھا —— !"

نہ جانے کیوں وہ ایک دوسرے سے کچھ بھی نہ کہہ سکے —— شاردا کی آنکھوں میں آنسو تھے ——،

"راجو —— !" شاردا نے جذباتی لہجے میں کہا ——،

"بچوں کا خیال رکھنا —— !" راجن نے قریب آکر آہستگی سے کہا ——،

"مجھے بھول نہ جانا —— !"

"پاگل —— !" راجو پھر بولا ——

اور زبردستی مسکراتا ہوا اسٹیم آفس کی طرف بڑھ گیا —— !

تھوڑی دیر بعد راجو کا طیارہ آسمان کی بلندیوں میں گم ہونے کی سعی کر رہا تھا، اور کشن اپنا ہاتھ شاردا کے شانے پر ٹکاتے ہوئے کہہ رہا تھا ——،

"چلیئے —— !"

"انکل —— !" پون بولا —— ٹھہریئے نا —— ابھی تو جہاز نظر آ رہا ہے —— !"

"بہت اچھا بیٹے ——!"

یہ تھیں وہ لندن کی عالمی فضائیں ——،
جن کی رنگینیوں اور خوشیوں کی داستانیں دُنیا کے گوشے گوشے میں پہنچی ہوئی تھیں —— اور راجن آج جن فضاؤں میں آ نکلا تھا ——،
دہلی کی شاہراہوں اور رونقوں سے دُور ——،
شاردا، پون اور سمن سے دُور —— کشن سے دور ——
اپنے گھر اور وطن سے دُور ——،
یہ اُن انگریزوں کا دیس تھا —— جو دو صدیوں تک برِّ صغیر ہند پر حکومت کر گئے تھے —— جو تاجروں کا لبادہ اوڑھے ہندوستان کی بندرگاہ پہ اُترے تھے، اور شہنشاہوں کی طرح ہندوستانیوں کو آزادی بخش کر چلے گئے تھے ——
یہ اُس عظیم قوم کا عظیم شہر تھا —— جن کی حکومت اتنی وسیع اور عریض تھی کہ سورج تک ڈوب نہ سکتا تھا ——
"گوروں" کا دیس ——

پیرمحل کا دیس ——
دنیا کی عظیم ترین جمہوریت کا مسکن ——
لنڈن ——،
جو دنیا کا عظیم شہر تھا ——
جہاں پر مزدوری کے لئے افریقہ، ہندوستان اور پاکستان سے مزدور بھرتی کئے جاتے تھے ——،
مشینی شہر ——،
ایٹمی شہر ——،
جو دنیا کا ترقی یافتہ شہر تھا ——،
جس کی عمارتیں، شاہراہیں، بازار، ہر وقت دھندلے دھندلے اور گاڑھے دھوئیں اور کہر میں ڈوبے رہتے تھے —— جہاں سورج کبھی کبھی نکلتا تھا —— اور چمکیلی دھوپ جہاں ایک ناقابل فراموش نعمت تھی ——
راجن آج اسی شہر میں تھا ——،
لنڈن کی مضافاتی آبادیوں میں انجینئرنگ فرم ایک بہت بڑا انسٹی ٹیوٹ تعمیر کرنے کا ٹھیکہ لے چکی تھی —— اور راجن وہاں پر ایک اسسٹنٹ انجینئر کی حیثیت سے آیا تھا ——
وہ ذہین تھا —— محنتی تھا ——،
یہ انگلش فرم تھی —— جس نے آسے اپنے مطلب کے لئے لنڈن بھیجا تھا۔ شاید آسکا مقدر تھا —— کہ وہ دن بدن ترقی کرتا جا رہا تھا —— ہندوستان میں بھی بعض عمارات کی تعمیر میں اس نے کچھ ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے۔ کہ وہ ملک کے اچھے اور ذہین انجینئروں میں شمار ہونے لگا تھا ....
حالانکہ اس نے رڑکی (سہارنپور) کی انجینئرنگ یونیورسٹی سے سند لی تھی۔ لنڈن پہونچکر وہ دیگر کالی نسل کے لوگوں کی مانند مزدور نہ تھا۔ وہ بے شمار

گوری نسل کے لوگوں پر بھی افسر تھا ___ ،
کار تھی ___ فلیٹ تھا ___ ایک دو نوکر تھے ___ معقول تنخواہ تھی۔ جس میں سے کافی حد تک وہ اپنی بیوی بچوں کے نام ٹرانسفر کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا ___
اس مشینی اور اجنبی شہر میں پہونچ کر اُس نے پہلے ہی دن اپنے آپ میں ایک تغیر محسوس کیا تھا ___
کچھ ہندوستانیوں نے اس لئے ہندوستانی نو وارد کو " بلومسبری " میں مدعو کیا تھا ___ جہاں کی دنیا ہی کچھ اور تھی ___ ،
ایشیائی اور دوسرے ملکوں سے آنے والے سیاح، طالب علم، رنگ برنگ لوگ، دیس بدیس کی گفتگو، بذاتِ خود لندن کے اعلیٰ دماغ، آرٹسٹ، انقلابی مصنف اور جانے کیا کیا ___ ؟
ریستوران ___ ،
ہوٹل ___ ،
شراب خانہ ___ ،
ہر جگہ کا کھانا اور تقریباً ہر جگہ کی عورت ،
یہاں پر اسکا کافی لوگوں سے تعارف ہوا ___ ،
جن میں پنڈت اور سعید اُسے پسند تھے ___ ،
پنڈت دہلی سے ہی وابستہ تھا ___ اور سعید لاہور کی بخشش ___ وہ دونوں آپس میں گہرے دوست تھے ___ ،
پنڈت فلسفہ کا طالب علم تھا ___ جو ڈاکٹریٹ کی ڈگری لینے آیا تھا ___ اور سعید قانون کا طالب علم تھا ___ ،
دونوں کے ہی مزاج ہم آہنگ تھے ___ ،
زندہ دل ___ ،
ہنس مکھ ___ ،

"مہمان نواز ــــ"
راجن کو دونوں نے ہی متاثر کیا تھا ــــ
اور یہ مشینی شہر کی پہلی کرامات تھی ــــ
کہ اُس نے سعید اور پنڈت کے ساتھ بیئر پی تھی ــــ راجن نے انکار کیا
ــ تو پنڈت بولا ــــ
"یار راجن ــــ ! میں پنڈت ہوں ــــ مگر بادہ نوشی ــــ اور پھر ستم یہ کہ
طالب علم ــــ"
"لیکن ــــ ڈیئر ــــ ! راجن بولا ــــ
"لیکچر مت جھاڑو ــــ یار یہاں تو بڑے بڑے صوفی اور گھاؤ مشین
بن جاتے ہیں ــــ اور یوں بھی صحت اور موسم کی وجہ سے یہاں بن پیئے زندہ
رہنا بڑا ہی کٹھن کام ہے ــــ !"
نہ جانے وہ کردار کہاں چلا گیا ــــ وہ پہلی ہی بار بیئر کے دو گلاس اور وسکی کا
ایک پیگ چڑھا گیا ــــ
پنڈت نے شام کو کھانے پہ مدعو کیا اور اپنے گھر لے گیا ــــ

پنڈت جس مکان میں رہائش پذیر تھا ___
وہ ایک بوڑھی بیوہ انگریز عورت کی ملکیت تھا ___ باہر ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی تھی ___ موسم بے حد خنک تھا ___

کہر اور دھوئیں سے بھری فضاؤں میں کمرے کی فضا بھی گھٹی گھٹی سی تھی ___
آتش دان گرم تھے ___ اور ماحول بھی اس حرارت سے خاصا گرم تھا ___

باتیں کشمیر کی برف باری سے شروع ہوئیں تو دریائے ٹیمز کی کہر پہ آکر ختم ہو گئیں ___ بنگالی لوک گیتوں سے شروع ہوئیں تو مس بوائیز کے رقص پہ ٹھہریں۔

محفل میں خاصہ ہنگامہ تھا ___

پنڈت کے دیگر دوست بھی مدعو تھے ___،

جن میں ایک انگریز لڑکی بھی تھی ___،

ریٹا ___،

پتلی دبلی سی ایک انگریز لڑکی سچ مچ ہی خوب صورت تھی۔ سنہرے بالوں اور نیلی آنکھوں والی یہ دوشیزہ یقیناً قابلِ کشش تھی ___ گو اس کے چہرے کے نقوش میں کوئی جنسی کشش نہ تھی ___ لیکن جسمانی اعضاء ایک دعوت نامہ تھا ___

سنہری، ریشمی ربن والا ___

ریٹا نے انتہائی تپاک سے اس کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا ___

"مسٹر راجن —! کہئے — لندن کا موسم پسند آیا — ؟"

"بالکل — ہم مشرقی لوگوں کو اس موسم سے والہانہ پیار ہے —!"

کیا آپ کوی شاعر ہیں — ؟

"اوہ — نہیں مادام! — راجن نے تردید کرتے ہوئے کہا — میں تو ایک انجینئر ہوں — لوہا، پتھر، سمینٹ، نیٹیں — ہماری زندگی ہیں —!"

"دراصل — راجن!" پنڈت نے دونوں کی جان خلاصی کرتے ہوئے کہا۔

"یہاں کی لڑکیاں ہر ہندوستانی کو راجہ، مہاراجہ اور شاعر کہتی ہیں — ؟

"اوہ — خوب —!" راجن مسکرایا —،

لیکن ریٹا نے ذرا مزید تشریح کی —،

"اوہ — مسٹر پنڈت! انہوں نے بالکل شعر کہا تھا —،!"

"تمہاری زندگی مشینی ہے — مگر ہم لوگ ابھی اس قدر حقیقت پسند نہیں ہوئے —!"

"ہوں —!" جیسے وہ سب کچھ سمجھ گئی تھی —

یہ تھی پہلی ملاقات کی گہری بات — جس کی وجہ سے ریٹا راجن سے اُلجھی تھی — اور یہ اُلجھنا ہی ایک کشش تھی —،

پنڈت کے دوستوں میں ایک لکیش تھی —

لکیش انگلش میں پی۔ ایچ۔ ڈی کرنے آتی تھیں — ایک مدراسی سیٹھ کی لڑکی، مدراسی ساڑھی میں ملبوس — اُسے وسطی ہند کی نمائندگی حاصل تھی —،

اُن میں ایک مناسبت تھی —

یہاں پر بھی وہی ہنستی گاتی اور ہنگامہ خیز زندگی تھی —،

شراب —،

رقص —،

رمبا —،

راکن رول —،

قہقہے ۔۔۔،

باتیں ۔۔۔، لطیفے ۔۔۔، تاج محل ۔۔۔، پکاڈلی ۔۔۔،

فرینک سناترا ۔۔۔، پاڈل نیومین، جینا لولو برجیڈا، دلیپ، لتا ۔۔۔،

ساڑھی ۔۔۔ سگریٹ، کرسٹائن کیلر اور نجانے کیا کیا ۔۔۔؟

رات بھیگتی رہی ۔۔۔،

وہ شراب میں ڈوبتے رہے ۔۔۔،

لیکن راجن محتاط رہا تھا ۔۔۔ تنہائی اور پھیلی ہوئی سڑکوں پر اسے ابھی تو
بھی گاڑی ڈرائیو کرنی تھی ۔۔۔،

سعید خان آؤٹ ہو چکا تھا ۔۔۔،

ریتا کی آنکھوں میں خمار جھلک رہا تھا ۔۔۔،

پنڈت البتہ سنجیدہ تھا ۔۔۔ حالانکہ پینے میں وہ بھی کسی سے کم نہیں تھا ۔۔۔
لیکن وہ بے حد سنبھلا سنبھلا سا تھا ۔۔۔،

راجن نے صبح سائیٹ پر بھی جانا تھا ۔۔۔ اس لئے وہ اٹھتے ہوئے بولا ۔

" اچھا مسٹر پنڈت ۔۔۔ مجھے اجازت دیجئے ۔۔۔؟ "

" بیٹھو یار ۔۔۔! "

" نہیں ۔۔۔ بھائی ۔۔۔! وہ ٹھہرے ہوئے پرسکون لہجے میں بولا ۔ " آپ
لوگ تو موج کر سکتے ہیں ۔۔۔ لیکن میں تو پابند ہوں ۔۔۔! "

" پھر مجبوری ہے ۔۔۔! "

" ہاں ۔۔۔ ویسے میں معذرت چاہوں گا ۔۔۔ "

اور اچانک ۔۔۔ دونوں نے دیکھا ۔۔۔ کہ ریتا بھی اپنا کوٹ پہن رہی ہے ۔۔۔،

" کیوں ۔۔۔ ریتا ۔۔۔ تم ۔۔۔؟ "

" ہاں ۔۔۔ ڈارلنگ ۔۔۔! میں بھی چلتی ہوں ۔۔۔ ممکن ہے مجھے بس نہ ملے ۔
کیوں نہ میں آپ کے دوست سے لفٹ لے لوں ۔۔۔ بشرطیکہ وہ برا نہ مان جائیں ۔۔۔! "

"نہیں — نہیں —!" راجن بولا —،

"پھر ٹھیک ہے —!" پنڈت نے آہستگی سے کہا —

"او — کے — پنڈت — گڈ نائٹ —!"

"او — کے —!"

اور دوسرے لمحے وہ رخصت ہو کر نیچے اتر رہے تھے —،

وہ اس کے پہلو میں ہی بیٹھ گئی تھی —،

باہر موسم واقعی سخت ابر آلود تھا — گاڑی اسٹارٹ کرنے سے پہلے راجن نے سگریٹ کیس نکال کر ریتا کی سمت بڑھاتے ہوئے کہا —

"سموک —!"

"او — تھینک یو —!"

کہتے ہوئے اس نے سگریٹ نکال لیا — اور ساتھ ہی پرس سے لائیٹر نکالا — راجن کا اور اپنا سگریٹ سلگاتے ہوئے وہ بولی —

"حیرت ہے کہ آپ شاعر نہیں — انجینئر ہیں —"

"اوہ — تو آپ ابھی تک اسی کے متعلق سوچ رہی ہیں —"

"ہاں —!" وہ مسکرا دی —

راجن نے اپنی نگاہیں سامنے سڑک پر پھیلا دیں — جو نہائی ہوئی تھی، سڑک کے دو رویہ کناروں پر جلتی ہوئی روشنیاں سیلابی سی تھیں۔ زرد زرد — — دھندلی دھندلی —،

بازاروں اور شاہراہوں پر ابھی تک رونق تھی — گو وہ زندگی دم توڑ رہی ہے — جو مزدوروں، ٹائپسٹوں، کلرکوں، تاجروں اور دیگر ایسے شعبے کے

اس کی وجہ سے ان شاہراہوں پر جنم لیتی ہے ۔

"آپ انڈیا سے کب آئے ہیں ۔۔۔؟"

"تقریباً ایک ہفتہ گزر چکا ہے ۔۔" !

"بس ۔۔۔؟"

"جی ۔۔۔!"

"اور یہ گاڑی وغیرہ ۔۔۔؟"

"میں انڈیا سے ہی بحیثیت ایک اسسٹنٹ انجینئر آیا ہوں ۔۔"

"اوہ ۔۔۔ تو یہ بھی ۔۔"!

وہ مسکرا دیا ۔۔۔ اُس کی مسکراہٹ میں ایک فخریہ جھلک تھی ۔۔۔ کہ وہ اپنے ہم وطنوں پر فوقیت رکھتا ہے ۔

"آپ کا پروگرام کتنا ہے ۔۔۔؟"

"جی ۔۔۔ میں سمجھا نہیں ۔۔۔!"

"میرا مطلب ہے کہ ۔۔ آپ لنڈن کب تک رہیں گے ۔۔۔؟"

"تقریباً چھ ماہ ۔۔۔!"

"بس ۔۔۔؟"

"جی ۔۔۔!"

خاموشی پھیل سی گئی ۔۔۔ بالآخر راجن نے ایک موڑ کاٹتے ہوئے خود ہی بات شروع کی ۔۔۔

"آپ بھی طالب علم ہیں ۔۔۔؟"

"جی نہیں ۔۔۔! میں ملازم ہوں ۔۔!"

"ملازم ہیں آپ ۔۔۔؟" راجن حیرت سے بولا ۔

"جی ۔۔!"

"کس آفس میں ۔۔۔؟"

"میں "ڈیلی میل" روزنامہ میں ٹائپسٹ ہوں ––"!
"اتنے خوب صورت ہاتھ اور ٹائپ مشین –– !" نجانے وہ کون سی وجہ تھی کہ راجن کہہ گیا ––'
"لندن ایک مشینی شہر ہے –– مسٹر راجن ! –– اور یہاں کا ہر آدمی ایک مشین"
"یہ صحیح ہے –– لیکن بہر کیف آدمی تو آدمی ہے –– وہ گوشت پوست کا ایک عام سا آدمی ہے –– جس کے جذبات بھی ہیں اور احساسات بھی –– !"
"پھر وہی شاعری ––!"
"اوہ –– ساری –– !" وہ خفیف سے لہجے میں بولا –– مگر ریٹا نے اُس کے احساس کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا ––
"ہمارے جذبات تو ملوں کی چمنیوں کے دھوئیں اور اس کُہر اور دھوئیں میں تحلیل ہو کر رہ گئے ہیں –– اور ہمارے وجود ان بھاری بھرکم مشینوں تلے دب کر رہ گئے ہیں –– !"
"ہوں –– !" وہ خاموشی سے اُسے دیکھنے لگا –– !
"آپ نے کس طرف جانا ہے ؟"
"میں –– رسل سکوائیر کے قریب ہی الفرڈ سٹریٹ میں مقیم ہوں –– !'
"تو پھر رفاقت اچھی رہی –– !"
"جی –– ؟"
"میرا مطلب ہے –– کہ میں آپ کے قدرے قریب ہوں ––!"
"مثلاً –– ؟"
"ڈی لکس پکچر ہاؤس کے قریب –– !"
"گڈ –– !"
"تھینک یو –– !"
وہ یونہی اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے –– اور پھر ریٹا نے کہا ––

"بس ٹھیک ہے ـــــ آپ مجھے یہاں اُتار سکتے ہیں!" ریٹا نے ایک موڑ کے قریب پہونچکر کہا ـــــ

راجن نے جان بوجھ کر گاڑی کو ایک تاریک اور پرسکون گوشے میں کھڑی کر دیا۔

"اچھا ـــــ مسٹر راجن ـــــ!"

"کیا ضروری ہے ـــــ؟"

"میں سمجھی نہیں ـــــ!"

راجن نے بے تکلف اُس کی کلائی تھام لی ـــــ اور بولا ـــــ،

"میرے ساتھ چلیئے ـــــ؟"

"اوہ ـــــ نہیں ـــــ!" مسٹر راجن! میں نے صبح ڈیوٹی پر جانا ہے ـــــ!"

"پھر کیا ہے ـــــ؟"

"کچھ نہیں ـــــ!" وہ مسکرا دی ـــــ،

"ہاں ـــــ ریٹا! آج لنڈن میں پہلی رات ہے کہ میں اپنے عہد اور اُصول سے پیچھے ہٹ رہا ہوں ـــــ اس بھیگی ہوئی رات نے، شراب کے جاموں نے اور تمہارے خوب صورت جسم نے میرے اندر ایک آگ لگا دی ہے ـــــ!"

"پھر فائر بریگیڈ کو اطلاع دوں ـــــ؟" وہ مسکراتے ہوئے بولی ـــــ،

"میرے لئے تم ہی فائر بریگیڈ ہو ـــــ!"

"سچ ـــــ؟"

"ہاں ـــــ ریٹا ـــــ!"

کہتے ہوئے راجن نے اُسے اپنے قریب سمیٹ لیا ـــــ اور اپنے لبوں کو اُس کے لبوں پر چسپاں کر دیا ـــــ،

راجن کی بہ نسبت ریٹا نے کہیں زیادہ جوش و خروش کا مظاہرہ کیا ـــــ

"پھر ـــــ؟" راجن نے اُس کی آنکھوں میں جھانکا ـــــ،

"چلیئے ـــــ!" وہ دھیرے سے بولی ـــــ،

اور گاڑی ایک بار پھر تیزی سے رات کی تاریکی کا سینہ چیرتی ہوئی ان سڑکوں پر دوڑنے لگی —— جہاں دھواں اور گہرا ہم رقصاں تھے —،

"تم ہندوستانی لوگ سچ مچ ہی جذباتی ہوتے ہو —!"

"ہاں —!"

"تمہارے ملک کا تاج محل بھی تو انہی جذبات کا مرہون ہے —؟"

"ہاں — ریٹا —!"

اور سنجلنے کیوں وہ کچھ سا گیا —— اداس ہو گیا —— وہ پل بھر میں جانے کہاں کا کہاں پہونچ گیا —

"کیا سوچنے لگے ہو —— مسٹر راجن —؟"

"کچھ نہیں —!" وہ چونک سا گیا —،

اور وہ لاتعلق ہی سگریٹ کے کش لیتی رہی —،

O

"اگر آپ پسند کریں تو کھڑکیوں کے ان پردوں کو ہٹا دیں —!"

"ضرور — ضرور —!" راجن بولا —

اور ایسے کہنے کے ساتھ ہی اس نے پردوں کو سمیٹ دیا — آتش دان روشن ہو گیا —— سبز روشنی میں راجن نے محسوس کیا کہ وہ بے حد خوب صورت لگ رہی

وہ اب اپنا کوٹ اور ٹوپی اتار چکی تھی ۔

"بیٹھ جائیے ۔۔۔ ؟" وہ بولا۔

"اوہ ۔۔۔ تھینک یو ۔۔۔!" کہتے ہوئے وہ بیٹھ گئی ۔

"پسند کرو تو کوئی بنواؤں ۔۔ ؟"

"بنواؤں ۔۔۔ ؟" ریٹا نے وضاحت چاہی ۔۔۔ تو راحمن نے بات کو سمجھ کر تشریح کرتے ہوئے کہا ۔۔۔

"میرے پاس ایک ملازم ہے ۔۔۔!"

"اوہ ۔۔۔ لیکن آپ اسے جگائیے نہیں ۔۔۔ ضرورت محسوس ہوئی، تو خود بنا کر پی لی جائے گی ۔۔۔!"

"او۔کے ۔۔۔!"

کہتے ہوئے اس نے خود بھی کوٹ اور نکٹائی اتار دی ۔۔۔ اور جوتے کے تسمے کھولتے ہوئے وہ ریٹا سے بولا ۔۔۔

"پسند آیا کمرہ ۔۔۔ ؟"

"ہاں ہاں ۔۔۔!" وہ مسکرا دی ۔۔۔

"آپ اپنی کرسی آتش دان کے قریب کر لیں ۔۔۔!"

"ہم عادی ہیں ۔۔۔ آپ اپنی بات کیجئے ۔۔۔!"

"ہم بھی آپ کی محبت میں عادی ہو ہی جائیں گے ۔۔۔!"

"خوب ۔۔۔!" وہ بولی اور کھلکھلا کر ہنس پڑی ۔۔۔

"کیا آپ شادی شدہ ہیں ۔۔۔؟"

"جی ۔۔۔ جی نہیں ۔۔۔!"

"حیرت ہے ۔۔۔!"

"حیرت کی کیا بات ہے ۔۔۔ ؟"

"کچھ نہیں ۔۔۔!" وہ جان بوجھ کر پہلو بچا گئی ۔۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے قریب آگئے - باتیں شروع ہو گئیں ـــ،

"ہندوستان ـــ پاکستان ـــ،

"پچھلی ـــ،

"ادب، آرٹ، فلسفہ ـــ ہندوستانی ـــ

وہ دونوں ہی جان بوجھ کر باتوں میں الجھے ہوئے تھے ـــ حالانکہ رات انہیں سمجھنے کی دعوت دے رہی تھی ـــ،

"مسٹر راجن! کیا خیال ہے ـــ ہم سوسائٹی کے ہاتھوں مجبور ہو کر رسمی گفتگو نہیں کر رہے ہیں ـــ؟"

"میں آپ کا ہم خیال ہوں ـــ!"

"پھر ـــ؟"

"پھر کیا ـــ؟"

کہتے ہوئے اس نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے صوفے پہ کھینچ لیا - اور رومانی سے لہجے میں بولا ـــ،

"میں خود چاہتا تھا ـــ کہ یہ گفتگو ختم ہو جائے اور ـــ اور ـــ!"

"اور کیا ـــ؟" ریٹا نے پیار سے اس کے بالوں کو سہلایا ـــ،

"یہ ـــ!"

کہتے ہوئے اس نے اسے اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا ـــ چند لمحے وہ مصنوعی تامل کرتی رہی ـــ،

اور پھر وہ برسوں کی بھر مار میں جیسے راجن کو شکست دینے پر تُلی ہو گئی ـــ،

رات حسین تھی ـــ،

جوان تھی ـــ،

اور بھیگی ہوئی ـــ،

لنڈن ایک شیشی شہر تھا ـــ،

جذبات اور لطیف احساسات سے بہت دور ـــــ جہاں صرف مشینیں تھیں ـــــ مشینیں ـــــ،
جن کے بوجھ تلے آدمی مرجاتا ہے ـــــ،
اُن دونوں کو ایک دوسرے کی ضرورت تھی ـــــ،
تاریخی پسِ منظر اس کمرے سے باہر تھا ـــــ،
گورے اور کالی نسل کے لوگوں کا فساد بھی باہر تھا ـــــ،
وہ دونوں ہی نشے میں چور تھے ـــــ،
انہیں جنسی طور پر ایک دوسرے کی ضرورت تھی ـــــ وہ قریب سمٹ آئے تھے ـــــ یوں، جیسے وہ ایک دوسرے کے لئے ہی ہیں ـــــ،
تاریخ ـــــ،
ٹیک ـــــ،
قوم ـــــ،
نظریات ـــــ،
عقیدہ اور مذہب وہ پیچھے چھوڑ آئے تھے ـــــ بہت پیچھے ـــــ،
وہ دونوں تھے ـــــ،
اُن کی ضرورت تھی ـــــ اُن کی پسند تھی اور اُن کی رضامندی ـــــ،
کون تھا ـــــ جو جلتی ہوئی اُن اُنگلیوں کو روک سکتا تھا جو ٹائپ کے حروف پر تیزی سے چلا کرتی ہیں ـــــ،
کون تھا ـــــ جو اُس انجینئر کو روک سکتا ـــــ جس کا بلڈوزر سائیٹ چلا کرتا تھا ـــــ،
"راجن ـــــ اب تم لوگ سویٹ ہوتے ہو ـــــ"!
"سویٹ ـــــ؟"
"ہاں ـــــ میرا مطلب ہے کہ تم لوگوں میں بے پناہ کشش ہے، ہم انگلش

عورتوں کے لئے ـــــ!"

"تو کیا میں نے تمہیں بھی متاثر کیا ہے ـــ ریٹا ـــ؟"

"ہاں ـــ راحن! تم کئی لحاظ سے اپنے ہم وطنوں پر فوقیت رکھتے ہو ـ!"

"مثلاً ـــ کار، آسائش ـــ اور نوکری ـــ؟"

"اوہ ـــ نہیں ـــ ڈارلنگ! ایسی بات نہیں، غلط نہیں سمجھو ـ!"

"پھر ـــ؟"

"پھر کیا، چھوڑو ـــ؟"

"بات تو کرو ـــ؟"

"بات بس اتنی سی ہے ـــ کہ تم نے مجھے متاثر کیا ہے ـــ!"

"پہلی ہی ملاقات میں ـــ؟"

"ہاں ـــ مسٹر راحن ـــ!"

"لیکن میں متاثر نہیں ہوا ـــ فریفتہ ہوا ہوں ـــ!"

"آخر ہندوستانی ہونا ـــ؟"

"کچھ بھی سمجھو ـــ!"

"یہی وجہ ہے ـــ کہ تم لوگ ابھی دنیا سے بہت پیچھے ہو ـــ!"

"ممکن ہے ـــ!"

"ممکن نہیں راحن، حقیقت ہے ـــ کہ تم لوگ حقیقت پسند نہیں ہو ـــ"

"پھر وہی الجھی الجھی سی باتیں ـــ!"

"خیر ـــ چھوڑو ـــ! آؤ! لشا مجھے ترغیب دے رہا ہے کہ میٹھی کی جھیل میں ڈوبا جائے ـــ؟"

"ہاں ـ ـ!"

"تو ڈوب جاؤ ـــ غوطہ خور ـــ!"

"کون سے سیپ مل جائیں گے ـــ؟" وہ ہنستے ہوئے بولا ـــ!

"عورت تو خود ایک سیپ ہے ــــ!"

"اور مرد موتی ــــ!"

"شاید ــــ!"

"سنا ہے کہ جب رات کو شبنم گرتی ہے تو سیپ اپنا منہ کھول دیتی ہے،
اور شبنم کا قطرہ اس میں گر کر موتی بن جاتا ہے ــــ"

"بچہ موتی ہی ہے ــــ"

"عورت، سیپ ہی ہے ــــ"

"اور قطرہ ــــ قطرہ ہے ــــ!"

"وہ شبنم کا ہو خواہ ــــ"

"مسٹر راجن ــــ!" مدہوشی کے عالم میں وہ کہیں دور سے بولی ــــ،

"ہوں ــــ!" اس پر غنودگی اور نشہ طاری تھا ــــ،

"رسل سکوائر کے گھڑیال نے دو بجا دیئے ہیں ــــ؟"

"سو جاؤ ــــ!"

"کہاں ــــ؟"

"یہیں ــــ!"

"لیکن ــــ!"

"لیکن کیا ــــ؟" وہ آنکھیں کھول چکا تھا ــــ،

"سیپ کا منہ کھلا ہے ــــ اور سنا ہے کہ ہمالیہ کی ترائیوں سے اترنے
والی فضائیں تو شبنم کے موتی بے دردی سے لٹاتی ہیں ــــ"

"یہ کہانیاں ہیں ــــ ریٹا ــــ!" وہ سگریٹ سلگاتے ہوئے بولا ــــ مجھے
خود یہ بات گوارا نہیں کہ قطرہ موتی بنے ــــ!"

"لیکن سیپ کی پیاس تو بجھے ــــ!"

"ریٹا ــــ!"

وہ اُس پر جھک آیا —،

موتیوں اور سیپیوں کی تلاش میں ماہی گیروں کا یہ جوڑا کھلے پانیوں میں اُتر گیا، جہاں نمی تھی —،

گہرائی تھی —،

وہ جال پھیلا چکا تھا — تازہ مچھلی بے حد خوب صورت تھی — اتنی جاندار مچھلی کہ دم تڑپ رہی تھی — ماہی گیر کا رستہ کانپ رہا تھا — مچھلی ماہیِ بے آب کی طرح تڑپ رہی تھی —،

خوب صورت دُم والی — چکنی — صاف — شفاف — سنہری مچھلی — مشرقی بندرگاہ کے ان نیلے پانیوں میں آکر دم بخود ہو گئی تھی —،

آخری کشمکش شروع ہو گئی —،

کھینچا تانی — دھینگا مشتی — کشتی ڈولنے لگی — اور آخر رسہ ٹوٹنے سے پہلے مچھلی نے دم توڑ دیا — اور وہ بے سُدھ ہو گئی —،

پکاڈلی میں وہ کافی دیر سے گھومتا رہا تھا —،

آج "گلوب" میں خاصہ پروگرام تھا — یہ ایک بہترین ہوٹل تھا، جولیا کا تعین آج کے پروگرام میں شامل تھا — کافی لوگوں سے وہ جولیا کے متعلق

سُن چکا تھا ۔۔۔ کہنے والے تو اُس کی تعریف میں یہاں تک کہہ گئے تھے ...

کہ اس کی آنکھیں الزبتھ ٹیلر کی ہیں ۔۔۔،

اس کی ٹانگیں شیرے سکان کی ہیں ۔۔۔،

اُس کا سینہ صوفیہ لورین کا سا ہے ۔۔۔،

اُس کا جسم جینا لولو بریجیڈا کا سا ہے ۔۔۔،

وہ ہالی وُڈ کی مشہور ترین اداکاروں کی خصوصیات کا البم تھی ۔۔۔ آج وہی ناچ رہی تھی ۔۔۔ اور یہ کتنی عجیب اور خوش قسمتی کی بات تھی ۔۔۔ کہ آج کئی ہفتوں بعد سورج بھی نکلا تھا ۔۔۔،

وہ اکثر تنہا گھومنے کا عادی تھا ۔۔۔،

پنڈت اور سعید تو اُس سے برٹش میوزیم کے پاس ہی الگ ہو گئے تھے ۔۔۔ اور وہ تنہا ہی اس طرف نکل آیا تھا ۔۔۔،

یورپین صحیح معنوں میں ایک زندہ دل، اور حقیقت پسند قوم تھی ۔۔۔ وہ بار میں گھس گیا تھا ۔۔۔ نجانے کیوں وہ اس قدر تبدیل ہو گیا ۔۔۔ حالات اور واقعات نے اُسے بالکل ایک نئی ڈگر پر چلنے کے لئے مجبور کر دیا تھا ۔۔۔،

ایک تنہا میز پر بیٹھ کر اُس نے ماحول کا جائزہ لیا ۔۔۔ اور پھر اُسے پتہ چلا کہ یہ اعلیٰ درجے کا بار ہے ۔۔۔ مختلف میزوں پر کچھ جوڑے، تنہا، اور گروپوں میں بیٹھے ہوئے تھے ۔۔۔ یوں ہی اُس نے سگریٹ سلگایا اور پھر اپنی نگاہوں کو میز کی شفاف سطح پر ٹکا دیا ۔۔۔،

ویٹر اُس کے قریب آیا ۔۔۔،

"سکاچ ۔۔۔!" وہ بولا ۔۔۔،

"بہتر ۔۔۔!" کہتا ہوا وہ چلا گیا ۔۔۔،

وہ یونہی بے مقصد بیٹھا ہوا تھا ۔۔۔ آج ہفتہ کا دن تھا ۔۔۔ اگلی صبح اُسے چھٹی تھی ۔۔۔،

ہر طرف گہما گہمی سی تھی ـــــ یہ انگریز قوم بھی کس قدر زندہ دل ہے ـــــ کہ ہفتہ بھر کماتی ہے اور ایک رات اور دن میں خرچ کر ڈالتی ہیں ـــــ ،

زندگی سے صحیح لطف اُٹھانے والے ـــــ ،

راحت ، سکون ، زندگی ـــــ ،

مشینی شہر ـــــ ،

مشینی لوگ ،

شاید یہی وجہ ہے کہ اس عجیب قسم کے موسم میں ڈوبے ہوئے شہر میں زندگی اپنی تمام تر رعنائیوں اور رنگینیوں کے ساتھ رقص کناں ہے ـــــ ویٹر سکاچ کی ہاف بوتل ، سوڈا اور گلاس اُس کی میز پر رکھ کر جا چکا تھا ـــــ ،

ابھی وہ پہلا پیگ بھی نہ بنا پایا تھا ـــــ کہ اُس کی نگاہ ہال میں داخل ہونے والی ایک لڑکی پر جم کر رہ گئی ـــــ جو بہترین لباس اور خوش ذوق میک اپ میں تھی ـــ غالباً ہال میں کوئی میز خالی نہ تھی ـــــ تب ہی تو اُس کی نگاہ ہال کا جائزہ لینے کے بعد اُس پر مرکوز ہو گئی تھی ـــــ ،

اپنی طرف اُس کی توجہ پا کر اُس نے گردن جھکا لی ـــــ چند لمحے بعد بھی نہ گذرے تھے کہ اُس کے کانوں سے ایک باریک سی آواز ٹکرائی ـــــ ،

"معاف کیجئے گا ـــــ اگر آپ برا نہ مانیں ـــــ میں اس کرسی پر بیٹھ سکتی ہوں؟"

وہ بے حد شستہ اور مہذب انگریزی میں اُس سے کہہ رہی تھی ـــــ ،

"ضرور ـــــ ضرور ـــــ!" وہ اخلاقاً بولا ـــــ ،

دوسرے لمحے وہ اُس کے قریب بیٹھ گئی ـــــ ،

"پسند کریں گی ـــــ؟" وہ بنا ہوا پیگ بڑھاتے ہوئے بولا ـــــ ،

"تھینک یو ـــــ!"

اس ہی دوران ویٹر دوسرا گلاس رکھ کر جا چکا تھا ـــــ راجن نے اپنا پیگ تیار کیا اور بولا ـــــ ،

"چیرز —!"

"چیرز —!"

اور ایک ایک گھونٹ کے بعد دونوں گلاس میز پر رکھے جا چکے تھے اور ایکبار پھر ایک آواز اُس کے کانوں سے ٹکرائی —!

"کیا میں اپنے میزبان سے متعارف ہو سکتی ہوں —؟"

"مجھے راجن کہتے ہیں —!" وہ پیگ اُٹھاتے ہوئے بولا —،

"معلوم ہوتا ہے — کہ آپ حال ہی میں لنڈن آئے ہیں —؟"

"جی —!"

"آج کا موسم بے حد پیارا رہا ہے —!"

"جی — یقیناً یہاں پر ایسا موسم ایک نعمت سے کم نہیں ہے —!"

"جی — بالکل — بالکل —!" وہ بولی —،

ایک بار پھر خاموشی سی چھِن گئی — ایک بار پھر اُس نے گفتگو شروع کرتے ہوئے کہا —،

"مجھے جینی کہتے ہیں —!"

"خوشی ہوئی ہے آپ سے مل کر —!" وہ بولا —،

"آپ طالب علم ہیں —؟"

"جی نہیں — میں انڈیا سے ہی بطور انجینئر لنڈن آیا ہوں —!"

"خوب —!" وہ بولی —،

اور جب وہ تیسرا پیگ بنا رہا تھا — تو وہ بولی —،

"آپ کے پروگرام میں تو میں مخل نہیں —؟"

"جی نہیں — بالکل نہیں —!"

"شکریہ —!" وہ بولی —،

"مس جینی —! آپ کا شغل —؟"

"شغل ——؟"

"جی ——!" وہ بولا ——،
"میں ایک اسٹور میں ملازم ہوں ——!"
"خوب ——!" دوسرے لمحے وہ سگریٹ پیش کرتے ہوئے بولا ——،
"سموک ——!"
"اوہ —— تھینک یو ——!"
دھوئیں کے مرغولے اڑاتے ہوئے اس نے بغور اس کا جائزہ لیا —— اور بولا۔
"آپ کا کوئی اپائنٹمنٹ ہے ——!"
"نہیں —— کوئی خاص تو نہیں ——!"
"تو پھر اگر پسند کریں —— تو میرے ساتھ رقص دیکھئے ——!"
"جولیا کا ——؟"
"جی ——!"
"اوہ —— مائی گاڈنس ——!" وہ خوشی سے تقریباً بے قابو ہوتے ہوئے بولی۔
"دراصل میں نے خود ایک دوست کو اسی پروگرام کے لئے مجبور کیا تھا —— مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہیں آئے گا ——!"
"تو پھر ٹھیک ہے —— تنہائی سے تو یہ بہتر ہے کہ ہم ایک دوسرے کی رفاقت قبول کر لیں ——!"
"مجھے خوشی ہو گی ——!"
"مجھے اس سے کہیں زیادہ ——!"

تھوڑی دیر بعد جب وہ بار سے باہر نکلے تو وہی دھندلی دھندلی سی روشنیاں

جگمگا رہی تھیں ـــــ بازاروں میں ٹریفک کا خاصا ہنگامہ تھا۔ فٹ پاتھ پر ایک
ہجوم تھا ـــــ انگریز قوم واقعی زندگی کا لطف اٹھاتی ہے ـــ،
گو عیاشی ایک محدود حد تک ہے لیکن عام ہے ـــ سستی کبھی اور مہنگی کبھی،
گو فرانس اس میدان میں لنڈن سے بہت آگے ہے ـــ لیکن اُن عورتوں میں
ریاکاری اور فریب کم ہے ـــ،
وہ عیاشی برائے ضرورت کرتی ہیں ـــ،
اور یہ عیاشی برائے عیاشی کرتے ہیں ـــ،
راحمن نے چلتے ہوئے آہستگی سے جین سے کہا ـــ،
"میرا خیال ہے ـــ پیدل ہی چلا جائے ـــ!"
"کیوں، آپ کا ارادہ ٹیکسی میں ہے ـــ؟"
"نہیں ـــ میرے پاس گاڑی ہے ـــ!"
"اوہ ـــ تو پھر گاڑی میں چلا جائے ـــ!"
"میرا خیال تو ہے کہ پکاڈلی نزدیک ہے ـــ!"
"نہیں ـــ مسٹر راحمن!" وہ نزاکت سے بولی ـــ مجھے ان ہنگاموں
سے وحشت ہوتی ہے ـــ!"
"لیکن یہ تو آپ کا وطن ہے ـــ!"
"تب ہی تو بور ہیں ـــ ہمارے لئے تو اب ان ہنگاموں اور سیر گاہوں
میں کوئی کشش نہیں ـــ!"
"ممکن ہے ـــ!" وہ مسکرا دیا ـــ،
اور پھر وہ دونوں چلتے چلتے گاڑی تک آ گئے ـــ!
"گڈ ـــ!" وہ گاڑی کو دیکھتے ہوئے بولی ـــ
"تھینک یو ـــ!" کہتے ہوئے وہ اپنی سیٹ پر جا بیٹھا
گاڑی چلاتے ہوئے اُس نے جین کو دیکھا ـــ

اور ننگی ٹانگوں کو دیکھا ۔۔۔،
اور سپلا گیئر بدلتے ہوئے اس نے سوچا ۔۔۔ کہ گاڑی ڈرائیونگ کے لئے بے حد پیاری اور موزوں ہے ۔۔۔ انہی خیالوں میں گم تھا ۔۔۔ کہ وہ بولی ۔

"کیا سوچنے لگے ہیں ۔۔۔ آپ ؟"

"آپ کے متعلق ۔۔۔!"

"کیا ۔۔۔؟"

"یہی کہ آپ کتنی خوبصورت ہیں ۔۔۔!"

"شکریہ ۔۔۔!" وہ مسکرا دی ۔

چند ہی لمحوں بعد وہ پیکاڈلی میں تھے ۔۔۔،

جہاں کا حسن اپنے شباب پر تھا ۔۔۔ دنیا بھر کے لوگ ، دنیا بھر کی شکلیں ، دنیا بھر کے لباس ۔۔۔،

ایک عجیب اور عظیم قسم کا امتزاج ۔۔۔،

ملی جلی قومیں ۔۔۔ تہذیبیں ۔۔۔ لوگ اور تمدن ۔۔۔،

پکاڈلی کی شام ویسے بھی رنگین اور دلفریب ہوتی ہے ۔۔۔ خاص کر ہفتہ کی رات تو بے حد گہما گہمی سے لبریز ہوتی ہے ۔۔۔،

گاڑی کو انہوں نے پارک کیا اور پیدل ہی چلتے ہوئے "گلوب" میں آ گئے ۔

"گلوب" کی عظیم الشان عمارت کو رنگین روشنیوں سے سجایا گیا تھا ۔ دروازے کے باہر ایک خاصا ہجوم تھا ۔۔۔ جسے دیکھ کر واقعی اس بات کا احساس ہوتا تھا ۔۔۔ کہ سچ مچ ہی جولیا ایک مشہور ترین رقاصہ ہے ،

وہ دونوں بھی اندر داخل ہو گئے ۔۔۔!

"گلوب" ایک ریستوران کی سجائی رقص گاہ تھی،

اور ہلکی ہلکی روشنیوں کے درمیان ناچنے کے لئے سٹیج بنا ہوا تھا۔ رقص میں ابھی کافی دیر تھی ـــــ تماشائیوں سے ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا ـــــ کہ جیسے یہ رقص گاہ لنڈن کی سب سے بہترین تفریح گاہ تھی ـــــ،

مرد تو مرد ـــــ جولیا کا رقص دیکھنے کے لیے عورتوں کی تعداد بھی خاصی تھی ـــ یوں محسوس ہوتا تھا ـــــ جیسے یہ "گلوب" کبھی کوئی پیرس کی کلب ہے ـــ،

آرکسٹرا کی ہلکی ہلکی دھنیں بج رہی تھیں ـــ،

اور وہ دونوں آپس میں محو گفتگو تھے ـــ،

جین نے اپنی سنہری زلفوں کو جھٹکتے ہوئے کہا ـــ

"آپ انڈیا کے کون سے شہر میں رہتے ہیں ـــ؟"

"دہلی ـــ!"

"ڈہلی ـــ؟" وہ انگریزی تلفظ میں بولی ـــ

"ہاں ـــ انڈیا کا دارالخلافہ ہے ـــ!"

"میرے انکل بھی انڈیا پانچ سال رہ آئے ہیں ـــ!"

"سچ ـــ؟"

"ہاں ـــ"

"کیا بتلاتے ہیں ـــ وہ اس ملک کے بارے میں ـــ؟"

"بہت کچھ ـــ اور کچھ بھی نہیں ـــ!"

"ہوں ـــ!" وہ ایک بار پھر سنجیدہ ہو گیا ـــ،

"وطن یاد آگیا ـــ؟"

"ہاں جین ـــ! وطن کسے یاد نہیں آتا ـــ!"

"میں معافی چاہتی ہوں ۔۔۔!"

"ایسی تو کوئی بات نہیں ۔۔۔!"

خاموشی پھیل گئی ۔۔۔ لیکن آرکسٹرا کی دھنیں تیز سے تیز تر ہوتی گئیں تماشائیوں کی بے چینی بڑھنے لگی ۔۔۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد ہلکے میوزک کے ساتھ جولیا عرب کے نسوانہ بدوی لباس کا ایک رقص پیش کر رہی تھی ۔

تیز روشنیوں میں اس کا جسم بجلی کی مانند متحرک رہا تھا ۔۔۔ میوزک کی دھیمی آوازوں کے ساتھ ساتھ دل کی دھڑکنیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔

لوگ محو خوابی کے سے عالم میں عربی رقاصہ کے روپ میں اس جولیا کو دیکھ رہے تھے ۔۔۔ جو مغربی رقصوں کی ماہر تصور کی جاتی تھی ۔

لیکن رباب اور طاؤس کی دھنوں میں جو جولیا ناچ رہی تھی ۔۔۔ وہ ہر دیکھنے والے کو مدہوش کر چکی تھی ۔

راجن تو پہلی ہی بار جیون میں ایسا قیامت خیز رقص دیکھ رہا تھا۔

"مسٹر راجن ۔۔۔!" جین سرگوشیانہ سے لہجے میں بولی۔

"جولیا ہے ۔۔۔ یورپ کی مانی ہوئی رقاصہ ۔۔۔!"

"میں قائل ہو گیا ہوں ۔۔۔!" وہ بھی سرگوشی کے سے انداز میں بولا۔ دیکھنے کا انداز ہی کچھ ایسا تھا ۔۔۔ کہ جین سمجھ گئی ۔۔۔ کہ وہ رقص دیکھنا چاہتا ہے۔

جین بھی رقص میں محو ہو گئی ۔۔۔

وہ متحرک رہی تھی ۔۔۔ ناچ رہی تھی ۔۔۔

"دف بج رہا تھا ۔۔۔ طاؤس بج رہا تھا۔

لندن سے سینکڑوں میل دور عرب کے ریگستانوں کی دوشیزہ کا یہ دلنشیں تہذیب کے اس شہر میں اتنا خوب صورت اور پیارا لگ رہا تھا۔

کہ جی چاہتا تھا ـــ کہ ان بلند بالا عمارتوں، چمکیلی اور روشن سڑکوں کو چھوڑ کر انہی
ریگستانوں میں جا کر رہا جائے ـ،

اب روشنیاں ٹھہر گئیں تھیں ـ،

موسیقی اب ایک ٹھہری ہوئی رفتار سے بج رہی تھی،

رقاصہ کے پاؤں بھی ایک جگہ جم کر رہ گئے تھے ـ اس نے کمر پیچھے کی سمت
جھکائی ہوئی تھی ـــ لیکن اس انداز سے کہ وہ ایک نامکمل دائرہ بن گئی تھی ـ

اس نے جو لہنگا پہنا ہوا تھا ـــ وہ اس قدر نیچے کی سمت باندھا
ہوا تھا ـ کہ اس کے کولہے برہنہ تھے ـــ،

پیٹ سے بالائی حصے پر موتیوں کی ایک جھالر پڑی ہوئی تھی ـ اور پر اس
نے صرف ایک انگیا پہنی ہوئی تھی ـــ

جو اس کے سینے کی گولائیوں کو پوری طرح نہ ڈھانپ سکی تھی ـ اس کی
زلفیں ایک خاص انداز سے گندھی ہوئی تھیں ـ،

اس کے پستان اندر کو نہیں متحرک تھے ـــ بلکہ بجلی کی مانند تھرتھرا
رہے تھے، اس کے پاؤں اپنی جگہ ساکت تھے ـــ ہر ایک جگہ ٹھہرا ہوا
تھا ـــ زلفیں قدرے متحرک تھیں ـــ لیکن اس کے کولہے اور پستان میوزک
کی آواز پر تھرک رہے تھے ـ،

روشنیوں کا عکس اب صرف انہی دو مخصوص جگہوں پر رہ گیا تھا ـ یوں
محسوس ہوتا تھا ـ،

جیسے انگیا پھٹ جائے گی ـــ

لہنگا گر جائے گا ـــ،

اور تماشائی اس پر ٹوٹ پڑیں گے ـــ ایک خونریز ہنگامہ ہوگا اور
لوگ آپس میں ایک ایک بوٹی بطور تبرک (پرشاد) بانٹ لیں گے

ہر تماشائی جذباتی ہو گیا تھا ـ،

جن مردوں کے ساتھ عورتیں تھیں ــــ وہ تو اپنے جذبات پر قابو پانے کیلئے ان کا سہارا لے چکے تھے ــ۔
وہ جن نے بھی قطعی ایسے ہی کیا ــ،
اس نے مضبوطی سے اس کا ہاتھ تھام لیا ــــ غالباً وہ خود بھی جذباتی تھی ــ جب ہی تو اس نے بھی گرمجوشی کا اظہار کیا ــــ رقص ابھی تک اسی مرحلے پر تھا ــــ یوں محسوس ہوتا تھا ــــ جیسے جولیا اس نازک ادا سے سب کو گھائل کیئے جا رہی تھی ــــ،
وہ اس وقت ایک بجلی تھی ــ
ایک تڑپ تھی ــ
وہ اب اپنے پاؤں کی ایڑیوں پر گھوم رہی تھی ــ اور رخ پہلے کہ مزید رنگ دے چکا تھا ــ،
قیامت در قیامت تھی ــ،
کیونکہ اب اور بھی گہرا ہوگیا تھا ــ اور اچانک ایک جھنجھناتا ہوا سحر ٹوٹا ــــ رقاصہ اچھلی ــ،
اور پھر سے رقص ایک نئے انداز میں آگیا ــ
وہ جنسیاتی طور پر اپنے جسمانی اعضاء کو اس طرح فن اور رقص کے سانچے میں ڈھال چکی تھی ــــ،
کہ دیکھنے والے پاگل ہوئے جا رہے تھے ــ
واقعی جولیا یورپ کی عظیم رقاصہ تھی ــ،
اس کی ٹانگیں واقعی عام عورتوں کی بہ نسبت زیادہ لمبی تھیں ــ شاید یہی وجہ تھی ــــ کہ وہ شرمیلی نہیں تھی ــ،
اس کا سینہ ایک عجیب ہی قسم کی ساخت کا تھا ــ پیٹ سے بالائی حصہ کچھ یوں محسوس ہوتا تھا ــــ کہ جی چاہتا تھا کہ بے ساختہ اس پہ

ٹوٹ پڑا جائے ۔

اُس کی آنکھیں واقعی یوں چمک رہی تھیں ۔۔۔ جیسے ان آنکھوں میں طلسم ہی طلسم ہے ۔۔۔ وہ الزبتھ ٹیلر کی آنکھوں سے مشابہت رکھتی تھیں ۔۔ مجموعی طور پر وہ انتہائی جنسی تھی ۔۔۔ اس قدر کہ یوں محسوس ہوتا تھا۔ کہ کوئی ساری زندگی لے لے ۔۔۔ لیکن جولیا ایک رات اپنے شبستان میں اُسے آنے کی اجازت دیدے ۔

وہ انہی سوچوں میں غرق تھا ۔۔

آخر رقص ختم ہو گیا ۔۔۔

روشنیاں جل اُٹھیں ۔۔۔ بیونڈ کا سب بالکل مدھم ہو گیا تھا ۔۔ یوں محسوس ہوتا تھا، جیسے سب کے سب لوگ ابھی ابھی چاند کی سیر سے اُترے ہیں ۔۔۔ یوں دیوانے ہو چلے تھے ۔۔۔ کچھ تو غیبطیوں اور سچ مچ پاگلوں کی طرح سٹیج کی طرف بڑھ رہے تھے ۔۔۔ خود راجن کی ایسی حالت تھی ۔ وہ گم سُم سا تھا ۔۔

عورت ۔

عورت ۔۔

عورت ۔۔۔

کیا ہے ۔۔۔ وہ شدت سے اُس رقص، جسم اور جولیا کے متعلق سوچ رہا تھا ۔۔۔ جو سب کو بے وقوف بنا کر چلی گئی تھی ۔۔۔

"مسٹر راجن ۔۔۔ خیریت ہے ۔۔۔؟" جینی نے اُسے چونکا دیا ۔

"اوہ ۔۔۔ ہاں ۔۔۔ بالکل خیریت ۔؟" وہ چونک سا گیا ۔ پہلے گھبرایا پھر ہنسا اور جینی کی آنکھوں میں ڈوب کر رہ گیا ۔۔

"سنا ہے ۔۔۔ مشرقی آپ بھی بے حد دلکش ہوتے ہیں ۔؟" جینی نے کہا ۔

"نہیں جینی ۔۔! جولیا قیامت ہے ۔۔۔ قیامت ۔۔!"

"سچ ——؟" وہ مسکرائی ——،

"ہاں ——!"

"لیکن آپ تو زندہ ہیں ——؟"

"تم ساتھ تھیں —— تو بچ گیا —— ورنہ ——!"

"ورنہ کیا ——؟"

"کون جانے کہ دل کی دھڑکن ہی بند ہو جاتی ——؟"

"کہیں دل تو نہیں دے بیٹھے ——؟"

"ارے نہیں —— مس جین! میں نے تاروں کی کبھی خواہش نہیں کی ——!" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

"اور سمپسن کی خواہش کی ہے ——؟"

"جن کی کی ہے —— وہ میرے ساتھ ہیں ——!"

"کون ——؟"

"تم میری جان ——!"

کہتے ہوئے اُس نے اُسی جگہ ایک پُرسکون سے گوشے میں اپنے ہونٹوں کو اُسکے ہونٹوں سے چسپاں کر دیا —— دونوں ہی جذباتی تھے —— اور اس آگ میں وہ اپنا آپ جلتا محسوس کرنے لگے ——،

اور جب وہ پکاڈلی سے واپس لوٹ رہے تھے —— تو جین نے اپنا سر اُس کے شانے پر ٹکایا ہوا تھا ——،

پگڈنڈی سے وہ جذبات، وحشت اور جنسیت اپنے ساتھ لائے تھے ——،
انہوں نے کلب کے بعد پھر شراب پی تھی —— ایک رستوران میں کھانا کھایا —— آج دھندلا دھندلا سا چاند بھی آسمان پر چمک رہا تھا ——
آج سورج بھی نکلا تھا۔
اور آج چاند بھی نکل آیا تھا —— لیکن تمام روشنیوں کی طرح چاند بھی دھندلا دھندلا سا تھا ——
دریا کے پتھر کے اوپر —— بہت دور بجھا بجھا سا نظر آ رہا تھا —— وہ کافی دیر تک گھومتے رہے ——
جین نے اسے کچھ گیت سنائے —— جو خاصے پیارے گیت تھے۔ وہ اسے اپنے گاؤں اور گھر کے بارے میں بھی بہت کچھ بتاتی رہی ——،
وہ سنتا رہا ——،
کبھی کبھی اسے شاردا یاد آ جاتی —— جسے گم سم سا پاکر جین فوراً ٹوک دیتی —— وہ خالص اخلاقی لہجے میں کہتی ——،
"مسٹر راجن —— آپ سوچ میں ڈوب جاتے ہیں؟"
"کچھ نہیں —— بس ——!" وہ اداس سا ہو جاتا ——

اور جب وہ رات ڈھلے واپس لوٹ رہے تھے ـــــ تو جلین خاصی نشے میں دھت تھی ـــــ خود راجن بھی سرور میں تھا ـــــ گمر وہ ہمیشہ ہی ایک حد میں رہتا تھا ـــــ

"مسٹر راجن ـــــ؟" جلین کی آواز میں کچھ بہکا بہکا پن سا تھا ـــــ،

"کیا میں جو لباس تم ہوں ـــــ؟"

"نہیں ڈارلنگ ـــــ کون کہتا ہے ـــــ!"

"کوئی یہی ہے ـــــ کہ میں اس کی مانند ناچ نہیں سکتی ـــــ اور بس ـــــ!"

"ناچنا بھی کون سی بڑی بات ہے ـــــ مس جلین! تم میں کیا کمی ہے ـــــ جوان ہو، خوب صورت ہو ـــــ اور ـــــ اور ـــــ؟"

"کیا ـــــ؟ جلین نے تعریف چاہی ـــــ،

"بے حد حسین ہو ـــــ!"

"سچ ـــــ؟"

"تو کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں ـــــ؟"

"نہیں ـــــ تم ہندوستانی لوگ اکثر غلط تعریف کرتے ہو ـــــ!"

"نہیں ـــــ ڈارلنگ! بالکل نہیں ـــــ!"

کچھ ہی دیر بعد وہ گاڑی نیچے گیراج میں کھڑی کر کے بنگلے کے اوپر آ گئے رات خوب صورت تھی ـــــ جوان تھی ـــــ راجن پر نشہ تھا ـــــ جوان اور خوب صورت عورت اس کے ہمراہ تھی ـــــ وہ ایک ایسا رقص دیکھ کر آ رہے تھے، جس رقص کو دیکھ کر بوڑھوں کی بھی جنس بیدار ہو سکتی تھی ـــــ،

کمرے میں داخل ہوتے ہی راجن نے روشنی آن کر دی ـــــ دونوں نے جذباتی اور مخمور نگاہوں سے ایک دوسرے کی سمت دیکھا ـــــ،

اور دوسرے لمحے وہ آئے وہ سکا دے کر دوسری سمت پھینک چکا تھا۔

"مسٹر راجن ـــــ؟ وہ آہستگی سے بولی۔۔

"ہاں — جبین — !"

"وحشی ہو تم ——— !"

"جولیا کو دیکھ کر اور تمہیں پا کر کون کمبخت ہے جو وحشی نہ ہو جائے — ؟"

"لیکن —— ؟"

"لیکن ویکن کچھ نہیں —— اب ہوش کی باتیں نہ کرو —— میں نے کافی دیر سے اس طوفان کو روکا ہوا تھا —— مگر اب وہ طوفان اپنے بس سے باہر ہے !"

اور پھر وہ بالکل دیوانے اور وحشی کی مانند اس پر ٹوٹ پڑا — یہ نشہ تھا کہ جنس کا بھوت — ،

راحت بولا —

"جبین — تم سچ مچ جولیا کی کاپی ہو — !"

"تو کیا میں نے جھوٹ بولا تھا —— ؟"

"نہیں — جبین — بالکل نہیں — !"

ہلکی ہلکی روشنی میں اس کا جسم سنگِ مرمر کا تراشا ہوا مجسمہ لگ رہا تھا۔ وہ نشے میں تقریباً بے سدھ تھی — ،

کافی دیر تک وہ یونہی اس کے ساتھ ایک کھلونے کی مانند کھیلتا رہا۔ اس کی آنکھوں میں بار بار جولیا کا خوب صورت اور متناسب جسم گھوم جاتا — اور وہ جذباتی اور بے خود سا ہو کر اس سے یوں چمٹ جاتا — جیسے سچ مچ ہی تو وہ جولیا ہے —— ،

وہ بالکل اٹلی کے سکوٹر کی مانند — ،

خوب صورت، دل نشین، آرام دہ — ،

اس کی سائیڈ میں بھی اتنی سڈول اور متناسب تھیں — کہ بغیر سیٹ کے بھی گاڑی چلانے کو جی چاہتا تھا — ،

وہ لیمپا تھی —— بالکل ویسپا سکوٹر کی مانند — ،

لبریٹا — نجانے کیوں اُسے ہنسی سی آگئی — اُسے یوں ہنستا پاکر جین نے دھیرے سے کہا —

"کیا بات ہے — راجن — ؟"

"کبھی خود پر کبھی حالات پر رونا آیا ہے —!" اُس نے شعر اُردو میں ہی پڑھ دیا —،

"مطلب — ؟ باوجود لفظ کے کبھی جین نے تحسین آمیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"یہی کہ کبھی اپنے پہ ہنسی آتی ہے — اور کبھی حالات پر —!"

"ہوں —!" وہ خود بھی مسکرائے بغیر نہ رہ سکی —،

"کیا خیال ہے — ؟" راجن اُس کی لٹ کو چھیڑتے ہوئے بولا —،

"ٹرائی —"

"شیور —!" وہ بولا —،

اور پھر اُس نے جو کک لگائی — تو پہلے ہی گیئر میں ایکسی لیٹر دبا دیا

دنیا کی ہی تو خصوصیت نہ ہے کہ وہ پہلے ہی گیئر میں موشن پکڑ لیتا ہے —"

خوب صورت —،

نازک اندام — آرام دہ —،

سکینڈ گیئر — تھرڈ گیئر —،

وہ دوڑتا چلا گیا —

رفتار بڑھتی گئی — سپیڈو میٹر کی سوئی سے ہندسے پھلانگنے لگی —،

سیٹیں بے حد آرام دہ تھیں — کون مسافر تھا، جو تھکتا —،

ایک منزل پر پہنچ کر انہوں نے دم لیا — ستائے اور پھر چل پڑے — پھر وہی کک، گیئر، ایکسی لیٹر —،

سکوٹر گرم ہو گیا — اور اس کا سنسر منگ کرنے لگا — راجن نے گھبرا

کر ساتھی مسافر سے کہا ــــ،

"کیوں ڈارلنگ ـــــ دل ہار بیٹھے ــــ؟"

"نہیں ـــــ ساتھی ــــ!" جواب میں آواز اُبھری ــــ،

"اگر پہیہ پنکچر ہو گیا تو ــــ؟"

"تو سپیئر وہیل کام آئے گا ـــــ وہ لیپٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی ــــ

"مجھے افسوس ہے کہ میں سپیئر وہیل پر ڈرائیو کرنے کا عادی نہیں ــــ!"

"ایمر جنسی بھی ــــ؟"

"کسی حالت میں بھی نہیں ــــ!"

"تو گھبراؤ نہیں ـــــ حوصلہ کرو ـــــ منزل پر پہنچ ہی جائیں گے ــــ؟

"او ــــ کے ــــ!"

اور سپر ٹاپ گیئر ـــــ فل ایکسی لیٹر ــــ،

"راجن ــــ پلیز سلو ــــ!"

"اوہ ــــ یو ڈونیٹ وری ــــ"

"اوہ ـــــ لو ــــ لی ــــ!"

"جین ــــ!"

وہ دھڑام سے لڑھک گیا ـــــ اور جھٹکے سے چوڑنگی زمین پر لیٹ گیا ــــ،

کشن نے آہستہ سے کال بیل دبادی —،

چند ثانیہ بعد دروازہ کھل گیا — پون دیکھتے ہی چلّایا —،

"ممی جی — انکل — !"

"ہیلو بھئی — پون — کیسے ہو —؟"

"ٹھیک ہوں — انکل — !"

"سمن اور ممی —؟"

"وہ بھی — !"

"تمہارے پتا جی کا کوئی لیٹر آیا —؟"

"صرف دو — !"

"اور کوئی نہیں —؟"

"نہیں — !"

"نمستے — کشن بھیا — !"

"نمستے — !"

"آگئے، آپ آج —؟"

"ہاں — ذرا مصروف رہا ہوں — !"

"بچے یاد کرتے رہے ہیں ـــ آپ کو ـــ!"

"فون کر دیا ہوتا ـــ؟"

"اسی خیال سے نہیں کیا ـــ کہ آپ مصروف ہوں گے ـــ اور یوں بھی یہ تو بس عندیہ ہیں ـــ"

"بچے جو ٹھہرے ـــ!" کشن مسکرا دیا ـــ

"بیٹھو نا ـــ؟"

"کیا بیٹھیں ـــ راجن ہی نہیں تو پھر کیا؟"

"تو کیا ـــ ہم جو ہیں ـــ!"

"شکریہ ـــ!" وہ بولا ـــ

"ممی ـــ انکل کے لئے چائے بناؤ نا ـــ؟"

"نہیں ـــ بیٹے ـــ!" کشن بولا ـــ تم سب لوگ تیار ہو جاؤ ـــ باہر چل کر ہی پئیں گے ـــ!"

"واہ ـــ انکل ـــ زندہ باد ـــ!" پون چلایا ـــ

شاردا مسکرا دی ـــ اور کشن نے بھی اُس کا ساتھ دیا ـــ اور تھوڑی دیر بعد کشن بولا ـــ

"راجن کو بے پروائی کا مظاہرہ تو نہیں کرنا چاہیئے ـــ!"

"کوئی بات نہیں ـــ!" وہ مسکرا دی ـــ

"آپ کو تو اُن کی جدائی بری طرح کھٹکتی ہوگی ـــ؟" وہ بے جھجک بولا ـــ

اور وہ شرما کر رہ گئی ـــ منہ سے کچھ نہ بولی ـــ

تھوڑی دیر بعد دونوں بچے تیار ہو گئے ـــ

"چلیئے ـــ؟" وہ اُٹھتے ہوئے بولا ـــ

اور پھر تینوں ماں اور بچے کشن کی بیوک میں بیٹھے دہلی کی سڑکوں پر نکل آئے ـــ شام بے حد خوشگوار اور رنگین سی تھی ـــ کشن آئینہ میں شاردا

کا چہرہ دیکھتے ہوئے بولا ۔
"آپ کچھ اُداس ہیں ۔۔ ؟"
"نہیں تو ۔۔۔ !" وہ بولی ۔
"یوں جان پڑتا ہے ۔۔ کہ جیسے راجن کے بغیر آپ ایک دن بھی نہیں رہ سکتیں ۔۔ ؟"
"نہیں ۔۔ نہیں ۔۔ ! ایسی تو کوئی بات نہیں ۔۔ !" وہ زبردستی مسکراتے ہوئے بولی ۔
"ممکن ہے ۔۔۔ میں نے غلط سمجھا ہو ۔۔ !" کشن مسکرادیا ۔
"جی ۔۔ !" شاردا نے دبے لہجے میں کہا ۔
"پکچر دیکھیں گی ۔۔ آپ ؟"
"جی نہیں ۔۔۔ !"
"کیوں ۔۔ ؟"
"میں نے آج تک اُن کے بغیر کبھی کوئی پکچر نہیں دیکھی ۔۔ !"
"آج دیکھ لیجئے گا ۔۔ !"
"بور ہو جاؤں گی ۔۔ !"
"کیوں ۔۔ ؟"
یوں محسوس ہوتا تھا ۔۔۔ جیسے کشن ہر بات پر جرح کرنے کا عادی ہے ۔
"عادت جو نہیں ہے ۔۔ !" وہ کچھ حقیقت کہہ گئی ۔۔
"کبھی کبھی انسان کو عادت کے خلاف بھی تو کام کرنا پڑتا ہے ۔ !"
"مجبور نہ کیجئے ۔۔ !" وہ پُر اعتماد لہجے میں بولی ۔
"ناراض نہ ہوئیے گا ۔۔۔ میں تو آپ کی دلجوئی کے لئے ایسا کہہ رہا تھا ۔"
"شکریہ ۔۔ !"
گفتگو رک گئی ۔۔۔ اب وہ کناٹ پیلس کی عظیم تفریح گاہوں اور

بارونق سڑکوں پر گھوم رہے تھے۔

"چائے تو پینا پسند کریں گی؟"

"جی ——! وہ بے وجہ مسکرادی۔!"

"شکریہ ——!" کشن بھی مسکرادیا۔

اور پھر کشن نے گاڑی کو ایک اچھے سے ریستوران کے سامنے پارک کیا۔ اور پھر دروازہ کھولتے ہوئے بولا۔

"آئیے ——!"

شاردا اس طرزِ عمل سے کوئی بھی غلط نتیجہ اخذ کرنے کے لئے ہرگز تیار نہ تھی ——کیونکہ کشن کے چہرے پر ایسی گفتگو کے علاوہ کوئی بھی ایسی بات نہ تھی۔ جس کی وجہ سے وہ کشن کو غلط سمجھ سکے —— اور یوں بھی یہ سب کچھ تو وہ راجن کی خواہش کے تحت کر رہا تھا۔

وہ انہی خیالوں میں غلطاں تقطعی لاشعوری طور پر چلتی اُن کے ساتھ کرسیوں پر بیٹھ چکی تھی۔

"کس خیال میں ڈوب گئی ہیں آپ ——؟" وہ بولا۔

"اوہ —— کچھ نہیں ——!" اس بار وہ سچ مچ گھبرا سی گئی۔

"ان کے لئے یوں سوچ سوچ کر اپنی صحت کو تباہ نہ کیجئے —— ورنہ میں راجن کو کیا منہ دکھاؤں گا ——!"

اور وہ صرف مسکرادی۔

ویٹر آرڈر لے کر جا چکا تھا —— کشن، پون اور سمن کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھے —— اور شاردا راجن کا روپ دیئے کشن کو دیکھے جا رہی تھی، کشن پوچھ رہا تھا۔

"آپ دونوں سوچ لیں کہ آپ نے کیا کیا چیزیں خریدنی ہیں ——؟"

اور پھر وہ مسکراتا ہوا شاردا سے بولا ——

"امید ہے اب آپ لنڈن سے واپس آ گئی ہوں گی ---!"
وہ بے ساختہ مسکرا دی ---،
کشن گمبھیر بولا ---،
"اگر آپ بہت پریشان ہیں --- تو لنڈن چلے چلتے ہیں --- یا پھر آپ بیٹھتے تک ٹھیک ہو جائے گا ---!"
وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی ---،
کشن اسے سنبھلنے کیوں گہری نظروں سے دیکھنے لگا - شاردا نے نظریں بچا لیں ---،
ویٹر سینڈوچیز اور چائے کا متعلقہ سامان میز پر چن کر جا چکا تھا،
"چائے بنائیے ---" کشن بولا ---
حالانکہ چائے کشن کو بنانی چاہیئے تھی --- مگر مجبوراً چائے شاردا کو بنانی پڑی ---
چینی ڈالتے وقت ہوئے اس نے استفہامیہ نظروں سے کشن کی سمت دیکھا - تو سٹپٹا سی گئی --- وہ پہلے ہی اسے دیکھ رہا تھا ---
"چینی کتنی ---؟" وہ پلکیں جھپکانے پر مجبور ہو گئی ---،
"اپنے جتنی ---!" عجیب سا جواب تھا --- شاردا سوچنے پر مجبور ہو گئی -
اس نے ڈیڑھ چمچ چینی ڈالی --- اور نگاہیں جھکائے پیالی اس کی سمت بڑھا دی لیکن بدستور اس کے ذہن میں کشن کے کہے ہوئے الفاظ گونجتے رہے ---
"اپنے جتنی ---،
اپنے جتنی ---،
اپنے جتنی ....،

"کیا اپنی پیالی جتنی ——؟"
"یا اپنے حسن جتنی ——!"
"یا اپنی کشش جتنی ——؟"
"آخر کیا —— ؟"
وہ اس ذو معنی جواب کے متعلق سوچتی رہتی اگر کشن پلیٹ میں سینڈوچ
ڈال کر اُس کی سمت بڑھاتے ہوئے یہ کہتا ——
"خوش قسمت ہے —— راجن ——!"
"جی ——!" بے ساختہ اُس کے منہ سے نکلا —— اور جب اس نے کشن
کی سمت دیکھا —— تو وہ مسکرا رہا تھا ——
نہ چاہنے کے باوجود بھی اُسے اس کی مسکراہٹ اچھی لگی —— اور وہ سینڈوچ
کی پلیٹ کی طرف متوجہ ہو گئی ——
اور جب وہ ریستوران سے باہر نکل رہے تھے تو شام خاصی گہری ہو چکی
تھی —— وہ کافی دیر تک یونہی گھومتے رہے —— شاردا کے بار بار منع کرنے
کے باوجود سمن نے کھلونے اور کپڑے خریدے —— پون نے گن، کیمرہ، ٹافیاں،
کپڑے اور نہ جانے کیا کیا خریدا —— اور جب تو شاردا مزید حیران رہ گئی ——
جب وہ اُسے ایک ساڑھیوں کی بہترین دوکان میں لے کر داخل ہو گیا ——
"میرا خیال ہے —— کشن بولا —— آپ اپنے لئے خود ہی ساڑھیاں
پسند کر لیں ——؟"
"لیکن ——!"
کچھ کہنے کے لئے شاردا نے لب کھولے ہی تھے ۔ کہ کشن بول پڑا ——
"آپ یہی کہیں گی —— کہ میرے پاس بے حد ساڑھیاں ہیں —— مجھے
ضرورت نہیں ——؟"
"جی —— جی —— بالکل یہی ——!" وہ کہہ کر اُٹھی ——

"اگر آپ نے میرے جذبات کا احترام نہ کیا ــــ تو میں یہ سمجھوں گا ــــ کہ آپ مجھے غیر سمجھتی ہیں ــــ دوسرے میں راجن سے بھی اس امر کی شکایت کروں گا ــــ کہ آپ نے اکثر میرے ساتھ زیادتی کی ہے ــــ!"

"خط لکھ ڈالیے ــــ؟" شاردا نے اُسے بہتر راستہ بتایا۔ لیکن کشن نے بھی مسکراتے ہوئے اُسی ٹون میں جواب دیا ــــ

"اگر آپ نے ساڑھی نہ خریدی ــــ تو میں دوکان سے نکلتے ہی پہلا کام یہ کروں گا ــــ کہ راجن کو ٹیلی گرام دوں گا ــــ کہ وہ واپس چلا آئے اور اپنے بیوی بچوں کو سنبھالے ــــ"

"ضرور ــــ ضرور ــــ!"

لیکن اتنی ہی دیر میں دُکاندار کشن کو دیکھ کر خود ہی کاؤنٹر پہ آگیا اور بولا۔

"جی سیٹھ صاحب ــــ؟"

"دیوی جی کے لئے ساڑھیاں ــــ!"

اور دوسرے لمحے کاؤنٹر پہ ساڑھیاں ہی ساڑھیاں بکھری پڑی تھیں۔

"پسند کیجئے ــــ؟" وہ بولا۔

"ضروری ہے ــــ تو ایک پیک کرا دیجئے ــــ!"

"کیوں ہم پر ظلم کرتی ہیں ــــ آپ ــ! دوکاندار نے فوراً کاروباری جواز پیش کیا ــــ اُس کی بات سے معلوم ہوتا تھا ــــ کہ دوکاندار کشن کو اچھی طرح جانتا ہے ــــ"

"میرا خیال ہے ــــ آپ کے رنگ پہ یہ ساڑھی خوب میچ کرے گی۔ اور یہ بھی ــــ!" دوکاندار نے دو ساڑھیوں کو بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اور یہ بھی ــــ!" کشن نے تیسری ساڑھی کا انتخاب کرتے ہوئے کہا ــــ

اور شاردا نے حیرت اور پریشانی کے ساتھ دونوں کی سمت دیکھا۔ اور بولی ــــ

"آپ زیادتی کر رہے ہیں — ؟"

"ایسی کوئی بات نہیں — !"

اور چند ہی لمحے بعد بمع بلاؤز کے کپڑوں کے ساڑھیاں پیک ہو چکی تھیں،

تھوڑی دیر بعد بل سامنے پڑا تھا —

"سات سو چالیس روپے — !"

"سات سو چالیس روپے — !" شاردا نے بغور بل کی طرف دیکھا۔ کشن اپنے بٹوہ سے سو سو کے نوٹ نکال کر میز پر پھینک چکا تھا —

"کوئی اور ضرورت — ؟" مالک دکان بولا —

"بس — تھینک یو — !"

اور جب وہ باہر آ گئے — تو کشن بولا —

"میں شرمندہ ہوں — کہ آپ کی اس کے علاوہ اور کیا خدمت کر سکتا ہوں — ؟"

"آپ میرے کندھوں پر بہت سارا بوجھ لاد چکے ہیں — !"

"فکر نہ کیجئے — میں آپ کو گرنے نہ دوں گا — !" کشن بولا،

وہ چپ ہو گئی — !"

اور پھر کشن اسے ساتھ لئے ایک ایسے سٹال پر ٹھہر چکا تھا۔ جہاں ہاتھی دانت کی بنی ہوئی بے شمار چیزیں تھیں —،

دکاندار نے انہیں متوجہ پا کر بے شمار چیزیں کاؤنٹر پر جا دیں — اور کشن کی توجہ کا مرکز جو چیز تھی — وہ تاج محل کا ماڈل تھا —،

کشن نے قیمت ادا کی اور بولا —،

"لیجئے — ؟"

لیکن شاردا کے جسم میں تو خون کی حرکت ٹھہر چکی تھی — بادلِ نخواستہ اس نے ماڈل اٹھا لیا — اور دھیرے دھیرے کشن کے ساتھ چلنے لگی۔

"میرا خیال ہے کہ آپ نے اس شاپنگ کو محسوس کیا ہے ۔۔ ؟" کشن چلتے چلتے بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا ۔

"جی نہیں ۔۔۔ !" وہ اُسی آہستگی سے بولا ۔

"میرا خیال ہے ۔۔۔ راجن کا دوست ہونے کی حیثیت سے میں نے اگر ایسا کیا ہے تو کوئی زیادتی نہیں کی ۔۔۔ !"

"نہیں ۔۔۔ نہیں ۔۔۔ میں صرف یہ سوچ رہی ہوں ۔۔ کہ آپ نے خواہ مخواہ اتنی رقم ضائع کی ہے ۔۔ !"

"نہیں ۔۔۔ نہیں ۔۔۔ میرا مطلب ہے ۔۔ کہ مجھے اس قدر ساڑھیوں کی ضرورت نہیں تھی ۔۔۔ آپ نے خواہ مخواہ تکلیف کی ہے ۔۔ !"

"چاہئے آپ انہیں تکلفاً قبول کر لیں ۔۔ ؟"

وہ خاموش رہی ۔۔۔

کشن بولا ۔۔۔

"کھانا کھائیے گا ۔۔۔ ؟"

"نہیں ۔۔۔ اب ضرورت نہیں ۔۔۔ !"

"پکچر ۔۔۔ ؟"

"پھر سہی ۔۔ !"

"پھر کیا پروگرام ہے ۔۔۔ ؟" وہ بولا ۔

"میرا خیال ہے ۔۔ آپ ہمیں گھر چھوڑ دیجئے گا ۔۔ !"

"جیسے آپ پسند کریں ۔۔ !"

کہتے ہوئے وہ یونہی چلتے چلتے گاڑی کے قریب آ گئے ۔۔۔

کشن کبھی کبھی اُسے دیکھ لیتا ۔۔

شاردا نے چوری نگاہوں سے کئی بار اس بات کو محسوس بھی کیا ۔۔۔ کہ کشن اُسے دیکھتا رہتا ہے ۔۔

جب وہ گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا تو بولا،

"راجن کا خط آنا چاہیئے ---- !"

"پرسوں شادی کی سالگرہ ہے ---- میرا خیال ہے ضرور خط آئے گا ---!"

"بمع تحفہ کے ----!" کشن بولا،

"اُن کا خط ہی بذاتِ خود میرے لئے ایک بہترین تحفہ ہے ---!"

"میں تو پہلے عرض کر چکا ہوں ---- کہ راجن انتہائی خوش قسمت ہے !"

"جی ----!"

وہ مسکرادی ----"

اور گاڑی دہلی کی تابناک سڑکوں پر دوڑتی رہی ---

O

شاردا کی آنکھوں میں نیند نہیں تھی ----

دونوں بچے سو چکے تھے ---- وہ جاگ رہی تھی مینٹل پیس پر رکھی ہوئی راجن کی تصویر اُسے بڑی دیر سے ٹکٹکی باندھے دیکھے جا رہی تھی ۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا ---- جیسے راجن کی گہری اور خاموش نگاہوں میں ایک شکایت ہے، ایک بہت بڑی شکایت،

وہ کافی دیر تک اُن بے جان آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سوچتی رہی! آخر وہ اپنی جگہ سے اُٹھی ---- اور مینٹل پیس پر رکھی ہوئی راجن کی تصویر کے سامنے

آ کھڑی ہوئی ـــ اور بے حد پیار بھرے لہجے میں بولی۔
"کیا ہے ـــ کیوں گھور گھور کر دیکھ رہے ہو۔؟ خود لنڈن میں جا کر بھول گئے ہو ـــ اور مجھے ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہے ہو ـــ جیسے کچی کو چبا جاؤ گے، تمہاری ہوں ـــ"
پھر اُس نے بے ساختہ تصویر کو اٹھا لیا ـــ اور پھیر چومتے ہوئے بولی ـــ،
"راجن ـــ تم میرے ہو ـــ اور میں تمہاری ـــ!"
کہتے ہوئے اس نے دوبارہ تصویر کو اُسی جگہ رکھ دیا اور بولی ـــ
"پرسوں سالگرہ ہے ـــ راجن! اور تم یہاں نہیں ہو ـــ جانے کیا کر رہے ہوؤ گے ـــ کہیں اُن فضاؤں میں اپنا راستہ نہ بھول جانا ـــ رنگین تتلیوں کی خوش رنگی میں مست ہو کر اپنی اس اداسی کو فراموش نہ کر دینا ـــ!"
اور ابھی وہ انہی خیالوں میں گم تھی ـــ کہ کال بیل بجی ـــ وہ چونک سی گئی، ۔ رات کے اس پہر کون تھا ـــ،
شب کے ساڑھے گیارہ بجے ـــ،
اُس نے جلدی سے گاؤن پہنا اور دروازے تک آئی ـــ آہستہ سے چٹخنی کھولتے ہوئے پوچھا ـــ
"کون ـــ؟"
"میں ہوں کشن ـــ!"
حیرت اور استعجاب سے اُس نے پوچھا ـــ
"آپ ـــ؟"
"جی ـــ!"
ایک لمحے کے لیے دونوں کی نگاہیں ٹکرائیں ـــ اور دوسرے لمحے کشن نے ہاتھوں میں تھامی ہوئی کوئی چیز اُس کی سمت بڑھاتے ہوئے کہا ـــ،

"وہ دراصل ـــ پون کا کیمرہ رہ گیا تھا ـــ گاڑی میں ـــ میں نے سوچا کیمرہ نہ پاکر وہ اُداس ہوگا ـــ اسی لئے ابھی چلا آیا ـــ!"

"لیکن اتنی رات گئے تکلیف کرنے کی کیا ضرورت تھی ـــ صبح آجاتا۔!"

"اوہ ـــ کوئی بات نہیں ـــ پون میرا ہی بیٹا ہے۔!"

"شکریہ ـــ!" شاردا کو مجبوراً کہنا پڑا ـــ،

دونوں نے چند ثانیہ ایک دوسرے کی سمت دیکھا ـــ شاردا اُسے اندر آنے کی دعوت دینا چاہتی تھی ـــ لیکن رات کے اس پہر وہ جھجک رہی تھی ـــ

"اچھا ـــ!" کشن نے خاموشی کو توڑا ـــ،

"اچھا ـــ!" وہ مسکرادی ـــ لیکن کشن نے اُس کی مسکراہٹ میں معذرت کو بخوبی محسوس کرلیا تھا ـــ،

"نمستے ـــ!"

"نمستے ـــ!"

وہ چلا گیا ـــ اور شاردا کافی دیر چٹخنی لگائے گم سم کشن کے بارے میں سوچتی رہی ـــ لیکن وہ کسی نتیجے پر نہ پہونچ سکی ـــ خیالوں سے پیچھے کے لئے وہ اندر آئی ـــ،

دونوں بچے گہری نیند سو رہے تھے ـــ،

سمن اور پون کے چہروں پر راجن کی پرچھائیاں رقصاں تھیں ـــ اُس نے دونوں کو باری باری پیار کیا ـــ اور ایک بار پھر وہ راجن کی تصویر کے پاس آکھڑی ہوئی ـــ،

"راجن ـــ! وہ جذباتی سے لہجے میں بولی ـــ بھگوان کے لئے جلد واپس آجاؤ ـــ میں کسی بھی امتحان میں پوری اترنے کے قابل نہیں ہوں ـــ راجن! میں مرجاؤں گی ـــ مجھے تمہاری ترقی یا دولت کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے صرف تمہاری ضرورت ہے ـــ صرف تمہاری ـــ اگر تم نہیں ہو۔ تو یہ زندگی

موت سے بھی بدتر ہے ـــــ سمجھو ان کے لئے جلد واپس آ جاؤ ـــ!"

وہ اس قدر جذباتی ہو چکی تھی ـــ کہ اس نے تصویر اٹھائی ـــ اور بستر میں آ گھسی ـــ سجانے وہ کب تک یونہی ادھر ادھر کی باتیں کرتی رہی ـــ،

اور کون جانے کب اُسے گہری نیند آ گئی ـــ راجن کی تصویر بدستور اُس کے سینے پر پڑی رہی ـــ

اور اس چہار دیواری سے ہزاروں میل دور دھوئیں اور کہرے کے شہر میں راجن کے بستر میں جین برہنہ لیٹی ہوئی تھی ـــ،

مشینی شہر ـــ،

مشینی لوگ ـــ،

اور راجن بھی ایک مشین بن کر رہ گیا تھا ـــ،

O

اور جس دن شادی کی سالگرہ تھی ـــ،

کشن بھی قیمتی تحفوں کے ساتھ راجن کے گھر پہنچ چکا تھا ـــ شاردا نے خوش اخلاقی کے ساتھ اُسے خوش آمدید کہا ـــ

ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر کشن نے شاردا سے پوچھا ـــ،

"تو کیا آپ سالگرہ نہیں منا رہی ہیں — ؟"

"ان کے بغیر کیا مزہ — !" وہ ہنستے ہوئے بولی —،

"کیا بات ہے — ؟" کشن مسکراتے ہوئے سگریٹ سلگا کر بولا — کسی کے سامنے اس کی خوشی منانا تو کوئی ایسی بات نہیں — جتنی کہ کسی کی غیر موجودگی میں کسی کی خوشی منانا ضروری ہے — ؟"

"ہوں — !" وہ خود ہی لاجواب سی ہو گئی — وہ پھر بولا —

"ہم سالگرہ منائیں گے اور ضرور منائیں گے — !"

اسی لمحے لوآن اور سمن اندر داخل ہوتے ہی چلائے —،

"ہیلو — انکل — !"

"ہیلو — !" کشن بھی مسرت بھرے لہجے میں بولا —،

وہ دونوں بچے کشن کے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے — اور اپنے بازو کشن کے گلے میں حمائل کر دیے — !"

"کیوں بچو — !" کشن بولا — تم اپنے پتاجی کی سالگرہ نہیں مناؤ گے ؟"

"ضرور منائیں گے — انکل ! کیوں نہیں — !" وہ دونوں بیک زبان ہو کر بولے —

زندہ باد — ! پھر وہ انہی دونوں سے بولا — اپنی ممی کو مناؤ — کہ وہ پھر تیاری کریں — !"

"کیوں ممی — آپ پتاجی کی سالگرہ نہیں منائیں گی — ؟"

"ضرور منائیں گے — بیٹے — !"

"اوہ — گڈ — ویری گڈ — !" وہ بولا —،

اور پھر شاردا سے براہِ راست مخاطب ہوا —،

"تیاری کیجئے — !"

"لیکن اتنی جلدی — !"

"ہاں — ! بس چند ضروری دوستوں کو مدعو کر لو — ؟"

"ہوں — !"

وہ اُس کی طرف دیکھنے پر مجبور ہو گئی،

"پھر وہی سوچنا — ؟ آپ سے کئی بار کہا ہے۔ کہ مت سوچا نہ کیجئے۔ لیکن آپ ہیں کہ اپنی خو ہی نہیں چھوڑتیں — !"

"آخر آپ چاہتے کیا ہیں — ؟" وہ مسکراتے ہوئے بولی —،

"ہنسو، گاؤ، مسکراؤ — دھوم مچاؤ — !"

"بچوں کی طرح — ؟"

"نہیں — بلکہ پاگلوں کی طرح — !"

"خوب — !"

"خوب نہیں تو اور کیا — ؟"

"بہتر جناب — !"

اور پھر اُسی لمحے سالگرہ کی پارٹی منانے کی تیاری شروع کر دی گئی۔ — گھر سجایا گیا — دوستوں کو مدعو کیا گیا — اور شام کو پہلی بار اس گھر میں راجن کے جانے کے بعد قہقہے گونجے — لطیفے ہوتے —،

شام بڑی ہی رنگین اور پُر کیف گذری آہستہ آہستہ سب ہی دوست اور سہیلیاں رخصت ہو گئے —،

شاردا تھکی ہاری صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی — کشن بولا۔

"کہیئے — پھر پارٹی کیسی رہی — ؟"

"سچ — بے حد پیاری — !"

"دعائیں دیجئے — پھر آپ ہمیں — ؟"

"کتنی — ؟"

"چاہے جتنی — !"

"بہتر ــــ!"

"لیکن آپ تھک تو بہت گئیں ہوں گی ــــ؟"

"ہاں ــــ!" وہ بولی ــــ،

"راجن کبھی کیا یاد کرے گا ــــ کہ میرے پیچھے اکیلے ہی اکیلے سا لگرہ منالی تھی ــــ!"

"ہاں ــــ راجن! ہمیں کیوں یاد کرنے لگا ــــ؟" وہ مغموم سی آواز میں بولی۔

"کیوں ــــ؟"

"نہ کوئی خط ــــ نہ کوئی تحفہ ــــ!"

"بھول گیا ہوگا ــــ آپ کو ــــ!" کشن جان بوجھ کر چھیڑتے ہوئے بولا ــــ،

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا ــــ!" وہ پر اعتماد لہجے میں بولی ــــ

"یقیناً نہیں ہو سکتا ــــ!" کشن خود بھی بولا ــــ،

اور سگریٹ سلگا کر طویل طویل کش لینے لگا ــــ شاردا کو یوں چپ چاپ اور گم سم پا کر وہ بولا ــــ

"راجن یاد آ گیا ہے ــــ؟"

"ہاں ــــ!" وہ اُداس لہجے میں بولی ــــ،

بھول جائیے ــــ!"

"کیسے ــــ؟"

"ناچیں ــــ گائیں ــــ مسکرائیں ــــ!"

"ہوں ــــ!" وہ مسکرا دی ــــ،

"آئیے ــــ؟" کشن اٹھ کر اُس کے قریب آ گیا ــــ اور بولا ــــ میں آپکا ساتھ دیتا ہوں ــــ!"

"چھوڑیئے ــــ؟"

"نہیں ــــ میں کم از کم آپ کو مغموم نہیں دیکھ سکتا ــــ راجن میری بھی ڈیٹی

لگا کر گیا ہے ــــ!"

"پاگل ہیں وہ تو ــ!"

"راجن پاگل ہے؟"

"ہاں ــــ!" کہتے ہوئے وہ مسکرا دی ــ،

"تو اس کا مطلب ہے ــــ کہ آپ کو نیند نہیں آئے گی!"

"شاید ــــ! وہ بولی ــ،

"تو پھر اس کا سہارا لیجئے ــ!" کشن جیب سے وٹ نمبر نکالتے ہوئے بولا ــ،

اور وہ مسکرا دی ــــ،

"جائیے گلاس لائیے ــــ؟"

"آپ کے لئے ــــ؟"

"چلئے میرے لئے ہی سہی ــ!"

وہ بادل نخواستہ اٹھی اور اندر چلی گئی ــ کشن نے جاتے ہوئے آواز دی۔

"سوڈا تو ہوگا نہیں ــــ جگ میں تھوڑا پانی بھی لیتے آیئے گا ــ؟"

اور جب وہ اس کے سامنے آئی ــــ تو ایک ہاتھ میں جگ اور دوسرے میں گلاس تھا ــ، چھوٹی میز پر رکھتے ہوئے بولی ــ،

"بس ــــ؟"

"نہیں ــــ!"

"تو پھر ــــ؟"

"بنا کر دیجئے ــ!"

"میں ــــ؟"

"ہاں ــــ کبھی راجن بنا کر دیا کرتا تھا ــــ آج آپ بنا کر دیجئے ــ!"

"لیکن ــــ؟"

"لیکن کبھی آپ نے راجن کو بنا کر نہیں دیئے —؟"

اور وہ مجبوراً پیگ تیار کرنے پر مجبور ہو گئی — اور جب پیگ بنا کر اس نے اس کی سمت بڑھایا — تو وہ بولا —

"ایسے نہیں —!"

شاردا نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا —

"اس میں سے ایک گھونٹ لے لیجئے —؟"

"نہیں — شکریہ —!"

"میرے لئے —؟"

"سوری —!"

"راجن کے لئے —!"

"جی نہیں —!"

"اس کی یاد میں —؟"

وہ سوچ میں ڈوب گئی —

"ایک گھونٹ — ایک پیگ — راجن کی جدائی میں — راجن کی یاد میں — راجن کے غم میں — اس کے دوست کے لئے —؟"

اور دوسرے لمحے وہ غٹاغٹ گلاس خالی کر گئی —!

"اوہ — زندہ باد —!"

اور پھر دوسرا گلاس اس نے کشن کو بنا کر دیا — کشن نے گلاس تھام کر آہستہ سے کہا —

"شکریہ —!"

اور گلاس خالی کر کے میز پر رکھ دیا — شاردا نے تیسرا گلاس بنایا، اور کشن کی سمت دیکھا —،

"جب قسم ہی ٹوٹ گئی — تو پورا پورا ساتھ دیجئے —؟"

"ضروری ہے — ؟" وہ نیم سرور کی سی کیفیت میں بولی۔
"ہاں — !"
"یہ لیجئے — !"
کہتے ہوئے وہ پہلے سے بھی زیادہ جوش میں گلاس بھی خالی کر گئی۔

بچے سو چکے تھے —،
شاردا نیم مدہوشی کے عالم میں صوفے پر لیٹی ہوئی تھی — اور خمار آلود نظروں سے کشن کو دیکھ رہی تھی —،
"رات کافی بیت چکی ہے — شاردا !" وہ اُٹھ کر بالکل اُس کے پہلو میں آگیا —،
"ہاں — !" وہ کہیں بہت دُور سے بولی —،
"میرا خیال ہے — اب تمہیں راجن یاد نہیں آئے گا — !"
"اُس کی یاد آئے گی بھی — تو میں اُسے کہہ دوں گی — کہ وہ میرے قریب نہ آئے — !"
"کیوں — ؟" کشن نے اُس کے بالوں کو سہلایا —،
"راجن بے وفا ہے — !"
"ہاں — یہ راجن کی زیادتی ہے — کہ اُس نے شادی کی سالگرہ پر تحفہ تو درکنار — خط بھی نہ لکھا — !"
"میں اس کے خط کا جواب نہ دوں گی — !"
"ضرور —، اور پھر اُسے اٹھاتے ہوئے بولا — آئیے — آپ کو آپ کے بستر تک چھوڑ آؤں — ؟"

"نہیں — شاربہ — میں چلی جاؤں گی —!"

"میرے سہارے پہ بھروسہ کیجئے —!"

"آج اُس سہارے سے بے سہارا ہوں — جو مجھ کو سہارا دیے!"

وہ میرے لئے وہ۔ اُن کے بازوؤں کا سہارا لیتی آ رہی تھی۔ ساتھ بیڈ روم تک آ رہی تھی —

"میں آپ کی احسان مند ہوں —" اُس کی آواز میں بھاری پن تھا —

"وہ کس سلسلے میں —؟"

"سالگرہ کے سلسلے میں —!"

"یہ میری ڈیوٹی تھی — اور فرض بھی —!"

"بہرکیف اس کے باوجود بھی میں آپ کی ممنون ہوں —!"

"ایسی کوئی بات نہیں —!"

"خیر —!"

وہ بستر پہ بیٹھ گئی — کرشن قریب پڑی ہوئی کرسی پہ بیٹھ گیا — اس کی پلکیں شراب کے نشے میں بوجھل تھیں —

"آپ سلیپنگ سوٹ نہیں پہنیں گی —"

"ضروری نہیں —!"

"میرا خیال ہے بدل لیجئے — آپ زیادہ آرام سے سو سکیں گی —!"

"ہوں —!"

وہ سوچ میں ڈوب گئی — نشے کی کیفیت اس پہ اس قدر طاری ہو چکی تھی — کہ وہ کوئی بھی فیصلہ کرنے سے قاصر تھی —

اس کیفیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ اٹھا اور سامنے لٹکا ہوا سفید ساٹن کا سلیپنگ سوٹ اٹھا لایا — اور بولا —

"لیجئے —!"

"آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں — !"

"میری جان — !" وہ رومانی لہجے میں بولا — "میرے لئے تو یہ سب کچھ باعثِ راحت ہے — آپ اسے تکلیف کہہ رہی ہیں — !"

شاردا نے حیرانگی سے اس کی سمت دیکھا — لیکن وہ ابھی قدر مدہوش تھی — کہ لفظوں کی گہرائی تک نہ پہنچ سکی — دوسرے لمحے وہ اس کی بانہوں میں تھی — اور وہ اپنے ہونٹوں کو اس کے لبوں پہ پیوستہ کر چکا تھا۔

"کشن — ؟" وہ علیحدہ ہوتے ہوئے تڑپی — لیکن اس کے بعد وہ اس کی گرفت میں مکمل طور پہ آ چکی تھی —،

جیسے شراب کی بوتل — کیف آور — نشہ آور —،

وہ سچ مچ شراب کی بوتل تھی —،

اب وہ ریشمی پیکنگ سے باہر تھی — وہ قطعی، شفاف، سڈول، خوبصورت نشے میں چور — ڈوبی، بدمست — وہ قطعی نہیں سوچ سکی تھی۔ کشن نے اسے پانے کے لئے کیا کیا نہ جتن کئے تھے۔ کتنی آہستگی اور سیاست سے اسے حاصل کیا تھا — اور آج وہ اس مقام پر پہنچ گیا تھا جب وہ

شراب کی بوتل اُس کی میز پر تھی ۔

وہ اُسے اپنے ہاتھوں میں نچاتا رہا ــــ کھیلتا رہا ــــ وہ میز کی چکنی اور ملائم سطح پر ڈولتی رہی ــــ رینگتی رہی ــــ ،

جانے کیوں کشن اُس شرابی کی مانند تھا ــــ ،

جو شراب پینے کی بہ نسبت اُس سے کھیلنا زیادہ پسند کرتا ہے ۔ بوتل بالکل کوکاکولا کے ڈیزائن پر تھی ــــ ،

بلکہ اُس کو عورت کا روپ کہنا زیادہ اچھا لگے ــــ ،

بوتل بالکل عورت کی جسمانی ساخت کی تھی ــــ وہی اعضاء ــ وہی خطوط ہلکی روشنیوں میں وہ بغور اس بوتل کی ساخت کو دیکھ رہا تھا ۔ جو دیکھنے میں ہی اس قدر پیاری اور خوب صورت تھی ــــ کہ جی چاہتا تھا ــ کہ اُس کا کاک نہ اڑایا جائے ــــ ،

رات آہستہ آہستہ گزر رہی تھی ــــ ،

کشن اُسے پہلو بدلتے ہوئے کافی دیر تک کھیلتا رہا ــــ اور بالآخر بوتل میں اُبال آگیا ــــ اور مجبوراً اُسے کاک اُڑانا پڑا ــ اور سرا (ڈھکنی) ڈال کر آہستہ آہستہ گھونٹ بھرنا شروع کر دئے ــــ ،

جھاگ سے یوں محسوس ہوتا تھا ــــ جیسے بوتل پھٹ جائے گی ۔ بلکہ ٹوٹ جائے گی ــــ ،

اور پھر ایک پیگ ــــ ،

دوسرا پیگ ــــ ،

تیسرا پیگ ــــ ،

بوتل ٹوٹ گئی ــــ ،

سرا ٹوٹ گیا ــــ ،

نشے کی حالت میں شرابی کی حرکت سے میز کی چولیں ہل گئیں ــــ رات

آہستہ آہستہ گزرتی گئی ـــ کوئی نہ جان سکا ـــ کہ جمنا کے کنارے تاج محل ڈھے گیا ـــ،

کوئی نہ جان سکا کہ مخمل کو آگ لگ گئی ـــ،

کسی کو خبر نہ ہوئی ـــ کہ مٹی کے گھڑے میں دراڑ پڑ گئی ـــ،

کوئی دھوئیں اور کہرے کے شہر میں ڈوب گیا ـــ

کوئی اپنے ہی شہر میں، اپنے ہی آنگن کے ہاتھوں لٹ گیا ـــ

کسی کو خبر نہ ہوئی ـــ،

مہمان نے ہی میزبان کی دھجیاں اڑا دیں ـــ

خلوص ـــ،

دوستی ـــ،

محبت،

اور اعتماد کا جنازہ نکل گیا ـــ انسانیت رات کے سیاہ دامن میں لپیٹ کر شبنم رونے لگی ـــ کوئی دبے پاؤں کسی دوست کے گھر سے ایک راہزن بن کر نکلا ـــ اور دنیا کی آنکھ روشنیوں میں کھو گیا ـــ جہاں ہر شخص کے کئی لبادے ہیں ـــ،

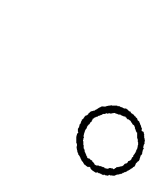

وہ ریتا تھی — جو ہندوستان سے تھکی ہاری آئی اور اس کے کمرے تک آ کر سیدھی
جا کر ڈیلی میل کی ٹائپ مشین میں سما گئی —

جگن تھی — جو پیار سے لی — گو سب میں رقص کرتی اسی کمرے میں آتی
اور سٹور میں جا کر چھپ گئی —

یہ لندن تھا —

جہاں ریتا تھی، جگن تھی — اور جو آپ کا رقص تھا —

آج ریتا اسے تھپتھپا رہی تھی —

ریتا اسے بے حد پسند آئی — اس کے جسم میں ایک عجیب قسم کا ٹھہراؤ
تھا — جو راجن کو پسند آیا تھا — وہ گھر بیٹھے سلگاتے اپنی گاڑی
میں برٹش میوزیم کے پاس ریتا کا انتظار کرتا تھا —

لوگ، عورتیں، بچے اس کے بڑے شیدائی رہتے تھے — ہم انتہائی
زیادہ پیار اتنا —

کبھی کبھی اسے شاردا یاد آ جاتی تھی —

شمن اور پون کی شکلیں اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم جایا کرتی تھیں، تب
وہ اپنا دل مسوس کر رہ جاتا — تڑپ سا جاتا ہے — ایک ہوک سی اس کے

سینے میں اٹھتی ـــــ تب اُس کا جی چاہتا کہ وہ یہیں ہی کسی پرواز سے دہلی پہنچ جائے۔
اُسے یاد آیا ـــ کہ اس نے انہیں کئی ہفتوں سے خط بھی نہیں لکھا۔ اور پھر یونہی خیالوں کی پروازوں میں اُسے جانے کیا کیا یاد آ گیا ـــ
اور پھر اچانک جیسے اُسے جھٹکا سا لگا ـــ جیسے لندن کی عمارتیں کانپ گئی ہوں ـــ جیسے فضاؤں میں سرسراہٹ ہو ـــ اس نے اپنا سر اسٹیرنگ کے مرکز میں ٹکا دیا
شادی کی سالگرہ گزر چکی تھی ـــ
شاردا ـــ
" تاج محل ـــ آگرہ ـــ جمنا، پون ـــ "
یہ ساتویں سالگرہ جب کہ وہ نہ صرف غیر موجود تھا ـــ بلکہ کوئی تحفہ تو درکنار خط بھی نہ لکھ سکا تھا ـــ
اور آج وہ لندن جیسے شہر میں آ کر بے حس اور بے پتھر ہو گیا تھا ـــ
کاش وہ اس شہر میں کبھی نہ آتا ـــ وہ اس نوکری کو چھوڑ دیتا ـــ ان مستقبل فریب میں کبھی نہ آتا ـــ
اپنے بچے ـــ اپنا گھر ـــ اپنی بیوی۔
جانے کیوں آہنی یادوں کے ساتھ اُس کا دل دھڑکنے سا لگا ـــ کانپنے لگا۔
لاشعوری طور پر اُس کا جی چاہنے لگا ـــ کہ اس ہی لمحے اُس کے پر لگ جائیں، اور وہ اڑ کر اپنے شہر پہنچ جائے۔
وہ کافی دیر سے بیٹھا انتظار کر رہا تھا ـــ مگر وہ فضول سی انگریزی لڑکی ابھی تک نہیں آئی تھی ـــ
ایک ٹائپسٹ لڑکی ـــ
جو رنگ کی گوری تھی ـــ جس کے بال سنہرے تھے ـــ جس کا جسم جنسی تھا۔
جو نجانے کہاں کہاں ٹائپ ہوتی ہے ـــ جو ربڑ کی مانند کھنچ پٹ گئی تھی۔

وہ ابھی تک اُس کا منتظر تھا — وہ یکایک جذباتی سا ہو گیا — یوں جیسے
اُس کے تن بدن میں آگ لگ گئی ہو —،

وہ بھول گیا — کہ اُس نے کسی کو ملنے کا وقت دیا ہے —،

اُس نے نظر انداز کر دیا — کہ ریشیا نے آنا ہے — وہ اگر لیٹ ہو بھی گئی ہے تو کیا ہوا — آ ہی جائے گی ۔ اُس نے گاڑی اسٹارٹ کی — اور انتہائی تیز رفتاری سے چلتا ہوا وہ بازاروں کے تیز ٹریفک میں کھو گیا —

یوں — جیسے وہ پاگل ہو گیا ہو — وحشی ہو گیا ہو — بنگلے وہ کن کن جنرل اسٹوروں میں گھوما — لیکن کہیں بھی تو اُسے کوئی ایسی چیز نہ ملی — جو یہاں اور صرف اپنی شاردا کے لئے پسند کرتا — بالآخر چند کپڑے، انگوٹھی، نیکلس، سیچوں کے کھیلنے کھلونے — نہ جانے وہ جذباتی ہو کر کیا کیا خرید لایا تھا رہا — شام تک اس نے پارسل بنایا — اور اُسے انڈیا کے لئے پارسل کر دیا —۔

پارسل بھیجنے کے بعد اُسے قدرے سکون ملا — یوں محسوس ہوا — جیسے اُس کے تن بدن میں لگی ہوئی آگ بجھ گئی ہے —،

ایک خلش تھی — جو ختم ہو گئی تھی — ایک جلن تھی — جو مٹ گئی تھی —

اور پھر وہ شاردا کو خط لکھنے لگا — وہ بھول گیا — کہ وہ لندن میں ہے — ایک ایسے شہر میں — جہاں اُسے ریتا ملی — جہاں اُسے جین ملی — جہاں اُس نے جولیا کا رقص دیکھا —

وہ دھوئیں اور کہرے کے کثیف ماحول سے نکل گیا — مشینوں کے شہر کو اُس نے تیاگ دیا — وہ صرف ایک ہندوستانی بن گیا — جذباتی اور حساس تاج محل اس کی آنکھوں میں لہرانے لگا — بالکل جمنا کے پانیوں کی مانند —

وہ لکھ رہا تھا —،

شاردا —!

بھگوان کرے کہ تم سکھی ہو —!

تم یقیناً میرا خط نہ پا کر پریشان ہو گی ——— اور اپنے راجن کے متعلق
نجانے کیا کیا سوچتی رہی ہو گی ——— تم نے سمجھا ہو گا ——— کہ تمہارا راجن
تمہیں بھول گیا ہے ——— لیکن میری شاردا ——— ایسا ہرگز نہیں
ہوا ——— اگر تم نے سمجھا ہو گا ——— تو یہ تمہاری زیادتی ہو گی ——— ،
تمہارا راجن ——— تمہیں کبھی نہیں بھول سکتا ——— شاردا ! میرے
متعلق کبھی ایسی باتیں نہ سوچنا ——— تم جانتی ہو ——— راجن تمہارا
ہے اور صرف تمہارا ——— دراصل پچھلے کئی ہفتوں سے میری طبیعت
ٹھیک نہیں ——— موسم اور شہر کی آب و ہوا کی تبدیلی کی وجہ سے
میری صحت پر تھوڑا سا اثر پڑا ——— کام کی زیادتی کی وجہ سے بیمار بھی
ہو گیا - یہی وجہ ہے کہ میں تمہیں خط نہ لکھ سکا ——— ممکن ہے میں
تمہیں عید تک اور خط نہ لکھ سکتا ——— لیکن اچانک مجھے یاد آیا
کہ میں تمہیں سالگرہ پر نہ ہی تو کچھ بھیج سکا ہوں اور نہ [illegible] پہنچا
میرا ذہن بالکل [illegible] سا ہو گیا ہے ——— اور اب جب کہ میں تمہیں یہ
خط لکھ رہا ہوں - مجھے قدرے سکون ملا ہے - ابھی ابھی تمہیں
اور بچوں کے لیے تحفے بھیجے ہیں ——— ، بھگوان کے لیے اپنے
راجن کو معاف کر دینا ——— تم یقیناً میرے متعلق ادھر ادھر
کی باتیں سوچتی رہی ہو گی ———

دراصل اب میں تمہیں کیسے سمجھاؤں گا ——— جیون میں پہلی
بار تم اور بچوں سے دور رہ کر مجھ پر کیا بیتی ہے ——— کیا بیت رہی
ہے ، یہ چھ ماہ تو میرے لیے چھ سال تو کیا - چھ صدیوں کی
مانند ہیں ——— نہ جانے شاردا ! یہ قید کب ختم ہو گی - میں کب
اپنے وطن واپس لوٹوں گا ——— سچ سچ مجھ سے تو اس شہر میں ایک
دن بھی نہ رہا جائے گا اگر مجھے اپنے متعلقین کا خیال نہ ہو ——— اور

یہ تم اچھی طرح جانتی ہو کہ میرا مستقبل تم سے وابستہ ہے ۔ میری زندگی کی جدوجہد کا مقصد تم اور صرف تم ہو ۔
بھگوان کے لئے مجھے جواب دو ۔ تم نے کبھی تو کوئی شکایت آمیز خط نہیں لکھا ۔ کیا تمہیں مجھ سے کوئی شکایت نہیں ؟ کوئی گلہ نہیں ؟ شاردا ۔! اپنے راجو سے خفا ہو جاؤ گی کیا ۔ ؟ یہ راجو تو تمہیں خلاء میں بھی گم ہو کر نہ بھولے گا ۔
سمن اور پون تو جب یاد آجاتے ۔ میں کلیجہ تھام کر رہ جاتا ہوں ۔ بھگوان کے لئے اپنے راجو کو معاف کر دو ۔ سمن اور پون کیسے ہیں ۔ ؟ ۔
کشن آتا ہے ۔ کہ نہیں ۔ مجھے امید ہے کہ وہ دوستی کا حق ضرور ادا کر رہا ہو گا ۔ اور تمہاری ضروریات اور آسائش کا خیال رکھتا ہو گا ۔
مجھے یہاں ڈیڑھ ماہ تو گزر چکا ہے ۔ باقی ساڑھے چار ماہ رہتے ہیں ۔ شاردا ۔ وہ بھی گزر جائیں گے ۔ نجانے کیوں وہ ملن کے دن دور نظر آتے ہیں ۔ جب میں ہوائی اڈہ پر اتروں گا اور تم ، سمن اور پون مجھے لینے کے لئے آؤ گے ۔
شاردا ۔ تمہارا راجو بیمار تھا ۔ جس کی وجہ سے تمہیں خط نہیں لکھ سکا ۔ بھگوان کے لئے ۔ حالات اور واقعات سے پریشان نہ ہونا ۔ جب کبھی مجھے بھول جانے کی کوشش کرو ۔ تو آگرہ کی وہ رات یاد کر لینا جب ہم اور تم ملے تھے ۔
تاج محل ۔ ممتاز اور شاہجہان کی تو آخری آرام گاہ ہے ۔ لیکن شاردا ! وہاں ہمارا سنگم ہوا تھا ۔ سنگم جو انمٹ ہے ۔ جو غیر فانی ہے ۔
بھگوان کے لئے کوئی خیال نہ کرنا ۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اب تمہیں باقاعدگی سے خط لکھتا رہوں گا ۔ مجھے امید ہے ۔ کہ تم بھی فوری جواب دو گی ۔

ستی اور پون کا خیال رکھنا ــــ،

وہ اگر مجھے یاد بھی کریں تو ان کو اُداس نہ ہونے دینا ــــ،

کشن کے متعلق ضرور لکھنا۔ اُسے میری نمستے بھی کہنا۔ ویسے
میں اُسے بھی کوئی خط ضرور لکھوں گا ــــ،

میں ہوں تمہارا

"راجن"

فوری طور پر اُس نے خط پوسٹ کیا ــــ اور واپسی پر اس نے بار سے
جانی واکر خریدی ــــ اور اپنے کمرے میں آگیا ــــ،

وہ اُداس تھا ــــ،

تنہا تھا ــــ،

نجانے کیوں ــــ اس کا جی چاہتا تھا ــــ کہ آج وہ اتنی پیئے ــ
اتنی پیئے، کہ سارا شہر اُس میں ڈوب جائے ــــ،

O

دروازے پر دستک سے اُس کی آنکھ کھل گئی ــــ،

اُس نے گاؤن پہنا اور دروازہ کھول دیا ــــ وہ سمجھا کہ پنڈت ہوگا۔

لیکن اس کے سامنے جبین کھڑی تھی ۔۔۔،
تبسّم ۔۔۔،
نکھری، نکھری ۔۔۔ یوں ۔ جیسے وہ کسی خاص موڈ میں آتی ہو ۔۔۔
" ہیلو ۔۔۔ راجن ۔۔۔ !"
" ہیلو ۔۔۔ !"
" سو رہے تھے ۔۔۔ ؟"
" ہاں ۔۔۔ !"
" باہر دیکھو ۔۔۔ موسم کتنا پیارا ہے ، اور تم ہو ۔ کہ کمرے کی گھٹی گھٹی فضا میں دَم سادھے پڑے ہو ۔۔۔ ؟"
" آجاؤ ۔۔۔ اندر آجاؤ ۔۔۔ ! وہ بولا ۔۔۔"
" شکریہ ۔۔۔ ! وہ داخل ہوتے ہوئے بولی ۔۔۔ میں مخل تو نہیں ہوئی ہوں ؟"
" ارے نہیں ۔۔۔ ! وہ مسکرایا اور پھر سگریٹ سلگاتے ہوئے بولا ۔
" میں خود آج اس قدر بور ہوں ۔۔۔ کہ خدا کی پناہ ۔۔۔ !"
" جب ہی آپ نے داکرے جی بہلایا گیا ہے ۔۔۔ ؟"
" ہاں ۔۔۔ یہ تو جب جی چاہے حاصل کی جا سکتی ہے ۔۔۔ مگر ۔۔۔ !"
" مگر ۔۔۔ ؟"
وہ قریب ہی دوسری کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا ۔۔۔
" اپنی مرضی سے جب چاہے پی جاؤ ۔۔۔ اور اگر ضرورت پڑ جائے تو مارے مارے پھرو ۔۔۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوگا ۔۔۔ کہ تم لوگ پیو ۔ !"
" جی ۔۔۔ !"
مسکراتے ہوئے وہ بیٹھ گئی ۔۔۔ اور بغور نیند اور نشے میں ڈوبے راجن کو دیکھنے لگی ۔۔۔ جو اس کے سامنے بیٹھا تھا ۔۔۔،
" کچھ سپیشل پڑیں ۔۔۔ اس طرف ؟" وہ بولا ۔

"موسم پیارا تھا ۔۔۔ تنہا تھی ۔۔۔ دوست کی ضرورت محسوس ہوئی۔ تو انتخاب تم پر پڑا ۔۔۔ تو ادھر چلی آئی ۔۔۔"

"شکریہ ۔۔۔ ! کیا میں سچ مچ انتخاب کے قابل تھا ۔۔۔ ؟"

"ہاں ۔۔۔ مسٹر راجن! تم کس کس کے قابل ہو ۔۔۔ یہ تم کیا جانو ۔۔۔ !" کہتے ہوئے اُس نے اپنا بازو اُس کے گلے میں حمائل کر دیا ۔۔۔،

"واقعی ۔۔۔ ؟"

"تو کیا میں جھوٹ بول رہی ہوں ۔۔۔ ؟"

"ہاں ۔۔۔ !"

لیکن دوسرے لمحے وہ اُسے ایک زبر کِس کر رہی تھی ۔ اور جب وہ علیحدہ ہوئی تو راجن بولا۔

"کیا آج پھر جولیا کا رقص تو نہیں دیکھ آئی ہو ۔۔۔ ؟"

"نہیں جناب ۔۔۔ !"

"پھر ۔۔۔ ؟"

"موسم پیارا ہے ۔۔۔ تم پیارے ہو ۔۔۔ !"

"اور تم ۔۔۔ ؟"

"میں کیا جانوں ۔۔۔ !"

لیکن اس بار راجن نے آہستہ دلبیچ لیا تھا ۔۔۔ وہ شاید آئی ہی اسی لیے تھی ۔۔۔ کہ یوں جذباتیت کے سمندر میں ڈوبا جائے ۔۔۔ وہ خود بور تھا۔ نشے نے اُسے ایک اور موڈ میں اُتار دیا تھا ۔۔۔،

چند لمحے وہ یوں ہی ایک دوسرے سے کھیلتے رہے ۔ اچانک جبین کی نگاہ گوشے میں پڑی ہوئی چھوٹی میز پر چلی گئی ۔ جہاں جانی واکر میں ابھی کافی شراب موجود تھی ۔۔۔،

"کیا مجھے بھی اجازت ہے ؟" جبین نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

راجن نے سگریٹ سلگایا ــــ اور آہستہ آہستہ کش لینے لگا۔ تھوڑی دیر بعد پھر جین کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی ــــ وہ کہہ رہی تھی ــ،

"راجن ــ کوفی پینے کو جی چاہتا ہے ــ!"

"تو بناؤں ــ؟"

"نہیں ــ تم کیوں تکلیف کرتے ہو ــ مجھے بتاؤ۔ سامان کہاں ہے، میں بناتی ہوں ــ!"

"تو پھر دونوں بناتے ہیں ــ؟"

اور جب وہ کوفی بنا رہے تھے ــ تو جین بولی ــ،

"راجن ــ! انڈے ہیں ــ؟"

"ہاں ــ میرا خیال ہے ــ دو تین ہیں ــ!"

"بس بہت ہیں ــ!"

"اب تم پوچھو گی ــ کہ ڈبل روٹی ہے ــ؟"

"ہاں ــ اگر تم خود نہیں کرتے ــ تو وہ بھی پوچھتی ــ!"

"خیر ــ میں عرض کئے دیتا ہوں ــ کہ ڈبل روٹی کم ہے ــ!"

"اوہ ــ تھینک یو ــ تھینک یو ــ!" وہ خوشی سے چلائی ــ،

اور پھر دونوں نے کوفی بنائی ــ انڈے بنائے ــ اور کھاتے پیتے رہے ــ دونوں ہی کپڑوں سے بے نیاز تھے ــ

جین ہنستے ہوئے بولی ــ،

"راجن ــ کیوں نہ ہم ننگوں کے کلب کے ممبر بن جائیں ــ؟"

"ہاں یہاں پر انجینئر بنے آیا ہوں ــ ننگا ہونے نہیں آیا ــ!" راجن ہنستے ہوئے بولا ــ

"لیکن ــ اب تو تم ننگے ہو ــ؟"

"تم بھی ننگی ہو ــ میں بھی ننگا ــ ایک دنیا یوں پرائیویٹ راتوں

میں ننگی ہوتی ہے ـــــ خواہ وہ کسی ملک کی وزیر اعظم عورت ہو ـــــ اور اسٹور کی ملازم لڑکی ـــــ کسی ملک کا انجینئر ہو ـــــ یا ٹائپسٹ ـــــ ہر کوئی ننگا ہے، اور یوں بھی انسان تو فطری طور پر ننگا ہے ـــــ ستر پوشی تو اس نے خود کی ہے،

"میرا خیال ہے ـــــ راجن! جینے کے لئے ایک بہترین طریقہ یہ بھی ہے کہ انسان اس تہذیب اور تمدن کے لباس کو اُتار پھینکے ـــــ!"

"شاید ـــــ!"

"شاید ـــــ! راجن ـــــ یہ سب کچھ بکواس ہے ـــــ؟"

"جذباتی زندگی میں یہ باتیں خوب صورت ہیں ـــــ!"

"نہ مانو ـــــ!"

"ہوں ـــــ!" وہ مسکرا دیا ـــــ وہ بولی ـــــ

"ویسے راجن ـــــ! تم سویٹ ہو ـــــ!"

"تم سے کم ـــــ!"

"میں تو سینڈوچز ہوں ـــــ!"

"اپنی تعریف آپ ہی ـــــ!"

"خود اعتمادی ہے ـــــ!" کہتے ہوئے وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی ـــــ،

"اچھی خود اعتمادی ہے ـــــ!"

"راجن ـــــ! وہ بولی ـــــ کھڑکیوں کے پردے ہٹا دو ـــــ خوشگوار ہوا کو اندر آنے دو ـــــ!"

"تاکہ لوگ دیکھ سکیں ـــــ دو برِ اعظم ـــــ دو قومیں ـــــ دو ملک کے لوگ ایک ہی کمرے میں ننگے ہیں ـــــ برہنہ ہیں ـــــ؟"

"تم میری تضحیک کر رہے ہو ـــــ!" وہ مصنوعی اداکاری سے بولی ـــــ،

"ایسی کوئی بات نہیں ـــــ!"

"خیر ـــــ!" وہ بولا ـــــ

"آؤ ——!"

"کیوں ——؟"

"انڈے گرم ہیں —!"

"جسم سرد ہیں ——!" راجن بولا۔

"یوں تو رات بھی سرد ہے —— جذبات میں آگ ہے —!"

"بہت جذبی ہو ——!"

"ہاں ——! تم ہندوستانیوں کے جنس بھر جاتی ہے ——!"

"سچ ——؟"

"اور نہیں تو کیا ——!"

"ہوں ——!"

"آؤ نا ——؟"

کہتے ہوئے اس نے اپنے بستر میں کھینچ لیا — اور اس بار جاگ اٹھا تھا۔ نیچے لیٹا ہوا تھا —— وہ اس کے بالوں سے کھیلتے ہوئے بولی۔

"راجن ——! مجھے انڈیا دیکھنے کا شوق ہے —!"

"پھر ——؟"

"اپنے ساتھ لے چلو ——!"

"یہ کیسے ممکن ہے ——؟"

"تو کیا تم صرف پردیس میں اپنی راتیں گرم رکھنا چاہتے ہو ——؟"

"تو کیا تم میرے ساتھ انڈیا کی سیر کرنا چاہتی ہو ——؟"

"خواہش تو یہی ہے ——!"

"لیکن ہر خواہش پوری نہیں ہو سکتی —!"

"لیکن میں تمہیں مجبور کر دوں گی ——!"

"میں مجبور نہیں ہوں گا ——"

"تو کیا تم مجھے پسند نہیں کرتے ؟"

"پسند کرنے کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں ہے کہ میں تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں ۔۔۔ ؟"

"میں وہاں مزدوری کر لوں گی ۔۔۔ تم پر بوجھ نہ بنوں گی ۔!"

"وہ ہندوستان ہے ۔۔۔ پیاری ! انگلستان نہیں ۔!"

"راجن ۔۔۔ !" وہ اُس کے ہونٹوں کو چومتے ہوئے بولی ۔۔۔ "میں محبت کا دعویٰ تو نہیں کرتی ۔۔۔ لیکن اتنا ضرور کہوں گی کہ میں تمہارے ساتھ بہترین نباہ کروں گی ۔۔۔ !"

"لیکن ۔۔۔ ڈارلنگ ! میں تمہیں اپنا نہیں سکتا ! کیونکہ انڈیا میں میری بیوی میری منتظر ہے ۔۔۔ !"

"ہوں ۔۔۔ !" وہ سوچنے لگی ۔۔۔

"لیکن تم کسی اور کو بھی دوست بنا سکتی ہو ۔۔۔ ؟"

"یوں تجربے کرتی رہوں گی ۔۔۔ تو ایک عبرت ناک تجربہ بن کر رہ جاؤں گی ۔۔۔ !"

"ڈیئر ۔۔۔ !" وہ اسے اپنے بازوؤں میں سمیٹتے ہوئے بولا ۔۔۔ "مجھے افسوس ہے کہ میں تمہاری خواہش پوری نہیں کر سکتا ۔۔۔ !"

"خیر ۔۔۔ !" وہ چپ سی ہو گئی ۔۔۔

"آؤ ۔۔۔ چلو ! باہر گھوم کر آتے ہیں ۔۔۔ !"

"کہاں ۔۔۔ ؟"

"کہیں بھی ۔۔۔ !"

"گاڑی پر ۔۔۔ ؟"

"ہاں ۔۔۔ !" وہ بولا ۔۔۔

"لیکن ایک شرط ۔۔۔ ڈرائیونگ ۔۔۔ یہاں پہنچ کر ہوا کیے ۔۔۔ وہ گاڑی میں نے چلائی

ہے ــــ یہ تم چلاؤ ــــ ؟"

"لیکن ــــ مجھے تمہاری ڈرائیونگ پیاری لگتی ہے ــــ !"

"میں تھک گیا ہوں ــــ !" ڈارلنگ ! ایک ٹرائی تم لو ــــ !"

"میں اناڑی ہوں ــــ !"

"کوئی بات نہیں ــــ !"

وہ ہنسی ــــ اور پھر اپنی سیٹ پر سنبھل کر بیٹھ گئی ــــ اس نے گاڑی کو گیئر سے نکالا ــــ اور گاڑی کو سیلف مارنے لگی ــــ

لیکن انجن اسٹارٹ نہ ہو سکا ــــ جین نے بے بسی سے راجن کی سمت دیکھا ــــ راجن نے کہا ــــ

"کاربیٹر میں کچرا آ گیا ہوگا ــــ !"

"کاربیٹر میں یا پلگ میں ــــ ؟"

"کچھ بھی کھول لو ــــ !"

"میرا خیال ہے کہ کرنٹ کمزور ہو گیا ہے ــــ !"

"ایسی بات نہیں ــــ !"

"پھر ــــ ؟"

"دھکا لگا لو ــــ !"

"ہوں ــــ !" وہ مسکرائی اور بولی ــــ

"ایسی گاڑی سے تو میری جان جاتی ہے ــــ جو دھکے سے اسٹارٹ ہو"

"کبھی کبھی گذارہ کرنا ہی پڑتا ہے ــــ !"

"ہوں ــــ !" وہ مسکرائی ــــ اور تھوڑی دیر کے بعد اس نے گاڑی کو گیئر میں ڈال دیا اور دھکا دیا تو انجن اسٹارٹ ہو گیا ــــ

گاڑی نے اپنا موشن پکڑ لیا ــــ

پہلا گیئر ــــ !"

دوسرا گیئر ــــ،

تیسرا گیئر ــــ،

اور پھر ٹاپ گیئر میں گاڑی دوڑنے لگی ــ،

راجو خاموشی سے ایک بہت بڑے ڈرائیور کی مانند اس کے گٹس، موڈ

ٹرک اور ایکشن دیکھتا رہا ــ،

وہ بار بار گیئر بدلتی رہی ــ،

ایکسی لیٹر ــ،

سپیڈو میٹر کی سوئی تیزی سے بڑھتی رہی ــ،

اور آخر وہی ہوا جو ہونا تھا ــ،

گاڑی نے کئی بار مسنگ کی ــ،

اور بالآخر انجن بے حد گرم ہو گیا ــ اور رنگ لپسٹن ٹوٹ گیا ــ،

اور گاڑی ایک جھٹکے سے رک گئی ــ،

وہ دونوں اپنی سیٹوں پر بے ہوش ہو گئے ــ،

جب انہیں ہوش آیا ___ تو وہ تھکن سے چور تھے ___،

"راجن ___؟" اس نے اسے جھنجوڑا ___

"ہوں ___!"

"ہوش میں آؤ ___؟"

"مار ڈالا ___ ظالم ___!"

"سچ ___؟" وہ خوشی سے بولی ___،

"اور نہیں تو کیا ___!"

"مانتے ہو ___ کھیر ___؟"

"ہمیں داد دو ___ جس نے اتنی مار سہی ___!"

"تم ہیرو ہو ___ ہیرو ___!"

"شکریہ ___!"

"اب دیکھو کیا بج رہا ہے ___؟"

"بارہ سے زیادہ بج چکے ہیں ___!"

جینی نے اپنا انڈرویئر اور انگیا پہن لی ــــ راجن نے گاؤن پہن لیا۔
اندر کی روشنی بجھادی گئی ــــ دونوں نے سگریٹ سلگائے ــــ دروازے کھولے اور بالکونی میں آکھڑے ہوئے ــــ باہر موسم قدرے ابر آلود ہی تھا۔ دور آسمان پہ کہیں کہیں کوئی ستارہ ضرور جھلملا رہا تھا ــــ۔

جینی نے آہستگی سے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا ــــ،

" دیکھو راجن ــــ! لنڈن کی رات کتنی پیاری ہے ــــ!"

" ہوں ــــ! وہ دور آسمان پر تیرتے ہوئے بادلوں میں جھانکنے لگا ــــ
فضا وہی کثیف سی تھی ــــ،

وہی دھندلی دھندلی سی روشنیاں تھیں ــــ،

ہر طرف دھوئیں اور بادل تھے ــــ موسم سرد تھا ــــ لیکن اتنا کہ خوشگواری کی حد تک ــــ یا پھر رومان کی وجہ تھی ــــ کہ ہر چیز وہ خواہ کتنی بھی عجیب سی ہو ــــ پیاری لگتی ہے ــــ،

راجن کو بھی ہر چیز لشہ آور دل نشیں لگ رہی تھی ــــ نیچے ــــ کافی نیچے سڑک پر ابھی ٹریفک دوڑ رہا تھا ــــ اچانک انہوں نے دیکھا کہ نیچے ٹیکسی رکی ہے ــــ ایک نوجوان جوڑا باہر نکلا ہے ــــ آپس میں انہوں نے انتہا سے زیادہ پیاری کس (KiSS) کی ہے اور پھر لڑکی اپنے مکان میں داخل ہو گئی ہے ــــ اور وہ نوجوان ٹیکسی میں بیٹھ کر چلا گیا ہے،

نجانے راجن کو کیا ہوا ــــ کہ اس نے پھر جینی کو تھام لیا اور سینے سے چپٹانے کے بعد اتنی وحشیانہ کس (KiSS) کی ــــ کہ وہ اپنا آپ چھڑانے پر مجبور ہو گئی ــــ،

" وحشی ہو ــــ تم ــــ!"

" جانور ہوں ــــ!" وہ بولا ــــ"

" ابھی تک جی نہیں بھرا ــــ؟"

"نہیں ——!"

"نہیں —— ؟" اُس نے پوچھا ——

"ہاں ——!"

"غیرت ہے ——؟"

"غیرت ہی ہے ——!"

کہتے ہوئے وہ کھسک کر اس کی طرف بڑھا ——— اور وہ بالکنی میں جھک گئی ——!"

"راجن ——! میں گر جاؤں گی ——!"

"میں بھی تمہارے ساتھ کود جاؤں گا ——"

"اور تمہاری ——— وہ ہندوستان والی —— محبوبہ ——؟"

"وہ بھی جمنا میں کود کر مر جائے گی ——!"

"جمنا —— ؟"

"ہاں ——— دریائے جمنا ——!"

"اور ——!" وہ مسکرائی ——— اندھیرے میں اس کے سفید سفید دانت یوں چمکنے لگے ——— جیسے آب دار موتی —— یا آسمان پر ستارے ——

"راجن ——— چلو ——!" وہ قدرے سنجیدگی سے بولی ——

"کہاں ——؟"

"باہر سیر کرنے ——!"

"ضروری ہے ——؟"

"ہاں ——! تھوڑی تازہ ہوا کھا کر آتے ہیں ——

"چلو ——!"

"ایسے ہی ——؟"

"پھر کیا ہے ـــ!" وہ بولا ـــ،
"میرا خیال ہے ـــ پھر ہمیں کسی سمغانے میں ہی رات بسر کرنی پڑے گی!"
"تمہارے ساتھ تو جہنم بھی قبول ہے ـــ!"
"بہت خوش قسمت ہوں ـــ میں ـــ!"
"یقیناً ـــ!"

اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں گاڑی لئے لنڈن کے مضافات کی طرف نکل رہے تھے ـــ رات حقیقتاً پیاری تھی ـــ خوشگوار ہوا کے جھونکے گاڑی کے اندر آ رہے تھے ـــ،

"راجن ـــ! تم کب واپس جاؤ گے ـــ؟"
"میرا خیال ـــ کہ میں لنڈن چار ماہ اور رہوں گا ـــ!"
"بس ـــ؟"
"ہاں ـــ! میں صرف چھ ماہ کے لئے ہی آیا ہوں ـــ!"
"تم دہلی میں رہتے ہو ـــ نا ـــ؟"
"ہاں ـــ دہلی ـــ!"
"کبھی یاد کرو گے ـــ؟"
"کیوں نہیں ـــ!" وہ بولا ـــ،
اور پھر سگریٹ کا پیکٹ بڑھاتے ہوئے بولا۔
"سگریٹ سلگاؤ ـــ اور یہ بتاؤ ـــ کہ تم کون ہو ـــ؟"

"ایک عورت ـــ!"

"میں جھوٹ کب کہہ رہا ہوں ـــ!"

"میں بھٹکی ہوئی روح ہوں ـــ!" اس نے کہا ـــ اور پھر خود ہی کھلکھلا کر ہنس پڑی ـــ،

"جینی ـــ!" وہ بولا ـــ "میں تمہیں ہمیشہ یاد رکھوں گا ـــ!"

"کس حیثیت سے ـــ؟"

"ایک دوست کی حیثیت سے ـــ!"

"شکریہ ـــ!"

وہ پھر بولا ـــ،

"جینی ـــ! تم گھر میں تنہا رہتی ہو ـــ؟"

"نہیں ـــ میری بوڑھی والدہ میرے ہمراہ ... ـــ!"

"والد ـــ؟"

"وہ دوسری جنگِ عظیم میں مارے گئے تھے ـــ!"

"اوہ ـــ!" راجن نے قدرے افسوس بھرے لہجے میں کہا ـــ،

"میں پیدائشی ہی بدقسمت ہوں ـــ!"

"ایسا سوچنا اور سمجھنا سخت بے وقوفی ہے ـــ جینی ـــ!"

"کیوں نہ سوچوں ـــ راجن!" وہ قدرے جذباتی سے لہجے میں بولی ـــ "گاؤں سے لے کر یہاں تک دکھوں نے پیچھا نہیں چھوڑا ـــ راجن ـــ!"

"دکھ ہم انسانوں کا مشترکہ مسئلہ ہے ـــ تم کیا جانو ـــ کہ میں کس قدر دکھی ہوں ـــ!"

"تم ـــ؟" وہ حیرت سے بولی ـــ،

"ہاں ـــ جینی! تم سمجھتی ہو ـــ کہ میں خوشحال ہوں ـــ تو مجھے کوئی دکھ اور غم نہیں ـــ؟"

"میں تو یہی سمجھتی ہوں ——!"

"لیکن حقیقتاً ایسا نہیں —!"

"لیکن —— راجن! وہ بولی —— بظاہر تو تم بے حد خوشحال نظر آتے ہو اور یوں بھی تمہیں زندگی کی ضروری آسائشیں جو میسر ہیں ——!"

"ہاں —— جین! شاید تم ٹھیک کہتی ہو ——!"

"راجن —! وہ کہیں دور سے بولی —— مجھے خوشی ہے کہ تم عام انسانوں کی طرح جذباتی اور عاشق نہیں ہو —— حقیقت پسند ہو ——!"

"اس تعریف کے لیے شکریہ ——!" وہ مسکرایا۔

"مذاق نہیں اڑاؤ —— راجن! میں سنجیدہ ہوں —!"

"میں خود بھی سنجیدہ ہوں ——!"

"شکریہ ——!" وہ بولی ——

اس نے مسکرا کر اس کی سمت دیکھا اور سگریٹ کا تمام دھواں اس کے چہرے پر پھینک دیا —— جین بولی ——

"راجن ——! زندگی کے دکھوں کی تپش کیا کم ہے —— جو سگریٹ سے جلاتے ہو ——؟"

"خود بھی خوبصورت ہو —— اور باتیں بھی خوبصورت کرتی ہو ——!"

"لیکن زندگی خوبصورت نہیں!"

"تم میرا خیال ہے کہ زندگی سے دل برداشتہ ہو چکی ہو ——؟"

"ہاں —— راجن!" وہ بولی ——

"لیکن مایوسی گناہ ہے —!"

"یہ عام سی بات ہے —— جو دل بہلانے کے لیے ہے —!"

"جین —— کاش میں کسی سے وعدہ نہ کرتا —— ورنہ میں تمہیں ضرور ساتھ لے چلتا ——!"

"راجن ـــ !" وہ سگریٹ کا آخری کش لیتے ہوئے بولی۔ "تم ہندوستانیوں کو یورپ دیکھنے کی تمنا ہوتی ہے ـــ اور مجھے بچپن سے انڈیا دیکھنے کی تمنا ہے، اور میرا دل کہتا ہے ـــ کہ میری یہ خواہش ایک نہ ایک دن ضرور پوری ہوگی !"

"اگر انڈیا آؤ ـــ تو مجھ سے ملنا پسند کرو گی ـــ ؟"

"بشرطیکہ ـــ تم پہچان لو ـــ !"

"میں تمہیں قیامت کے دن بھی پہچان لوں گا ـــ !"

"سچ ـــ ؟"

"ہاں ـــ !" وہ بولا ـــ

"خیر ـــ راجن ! میں انڈیا ضرور آؤں گی ـــ خواہ بوڑھی ہو جاؤ ـــ اور تمہیں ملنے کی بھی کوشش کروں گی ـــ !"

"میں تمہارا ہمیشہ انتظار کروں گا ـــ !"

"شکریہ ـــ !" وہ بولی ـــ

"لیکن ـــ جین ! تم یورپ چھوڑ کر انڈیا کیوں آنا چاہتی ہو ـــ ؟"

"میں جانتی ہوں ـــ کہ یہ پاگل پن ہے راجن ! مگر یورپ نے مجھے کچھ نہیں دیا ـــ میں مرنا پسند نہیں کرتی ـــ لیکن اگر تم یقین کرو ـــ تو یہ حقیقت ہے کہ میں کبھی کی مر چکی ہوں ـــ میرے دل میں اب ایک آرزو کے سوا کچھ نہیں۔ کہ کوئی اچھا سا ساتھی مل جائے ـــ تو میں یہ ملک چھوڑ دوں ـــ !"

"جین ـــ ! تم انڈیا ضرور آنا ـــ اور میرے پاس بھی ضرور آنا۔ اگر حالات نے اجازت دی ـــ تو میں تمہیں ایک بہترین دوست کا درجہ ضرور دوں گا ـــ !"

"شکریہ ـــ راجن !" کہتے ہوئے اس نے ایک بار پھر اپنا سر اس کے شانے سے ٹکا دیا ـــ اور اس کی گردن پر کس کیا ـــ

"راجن ـــ ؟ وہ بولی ـــ

"گاڑی کا رخ اس طرف کر دو ـــ ؟"

"کیوں ——؟" راجن نے پوچھا ——
"دریائے ٹیمز کی طرف چلتے ہیں ——!"
"رات کے اس پہر ——؟"
"ہاں ——!"
"اور —— کے ——!"

اور گاڑی کا رُخ اُس طرف موڑ دیا گیا —— راجن نے گاڑی چلاتے ہوئے ایک بار پھر گزشتہ گفتگو کا سلسلہ جوڑا —— اور آہستگی سے کہا۔

"میرا خیال ہے —— کہ ہم ہندوستانی زیادہ جذباتی ہوتے ہیں —— اور ہماری زندگی میں دُکھوں کی اکثریت ہے —— لیکن تم لوگ بھی حقیقت پسند ہونے کے باوجود دکھی ہو ——!"

"ہاں —— راجن ——!"

"لیکن —— میں یہی کہوں گا —— زندہ رہنا ایک بہت بڑی نعمت ہے، دُکھ سکھ زندگی کا اُتار چڑھاؤ ہے —— ان کے بغیر زندگی میں دھرا ہی کیا ہے، تم اس قدر افسردہ نہ ہو —— کبھی نہ کبھی، کوئی نہ کوئی، کہیں نہ کہیں تو ایسا مل جائے گا —— جین! جب تم سکون، خوشی اور راحت محسوس کرو گی ——!"

"نہیں —— راجن ——!"

"خیر —— رات بہت پیاری ہے اور ہم گھر سے بھی بے حد سویٹ موڈ میں نکلے ہیں —— اب تم سنجیدہ نہ ہو ——!"

"بہتر ——!" کہتے ہوئے وہ خاموش ہو گئی ——

اب بادل بھی چھٹ سے گئے تھے —— اور آسمان پر ستارے نظر آ رہے تھے —— دور گلڈ ہال کے اوپر پیلا پیلا سا اُداس چاند نظر آنے لگا تھا۔ اب وہ دریائے ٹیمز کے کنارے پہنچ چکے تھے ——

گاڑی ایک جگہ پارک کر دی گئی —— دونوں نیچے اتر آئے۔ دونوں نے

ٹیمز کی شور مچاتی موجیں بہی چلی جا رہی تھیں ـــــ،

دُور عمارتوں کی کھڑکیوں اور روشندانوں سے روشنی کی شعاعیں تاریکی کو کم رہی تھیں ـــــ،

کچھ دُور برطانوی پارلیمان، ویسٹ منسٹر ایسے نظر آ رہے ـــ اور دہ دونوں چونک اٹھے ـــــ جب بگ بین کی آواز نے رات کی اس خاموشی میں دو بجائے۔

رات کافی بیت گئی ہے ـــــ جینؔ ـــ!

" ہاں ـــــ راجو ـــــ!" وہ کہیں دُور سے بولی۔

وہ خاموش رہا ـــــ تو جواب نہ پا کر جینؔ نے اُس کی سمت دیکھا۔ اور پھر اُس کے چہرے سے وہ جان گئی ـــ کہ راجوؔ کہنے سے راجنؔ یوں سنجیدہ سا ہو گیا ہے ـــ،

" سوری ـــــ مسٹر راجنؔ !"

" معذرت مجھے کرنی چاہیئے ـــــ جینؔ! کیوں کہ راجو کہنا کوئی ایسی بڑی بات نہیں ـــ کہ یوں موڈ آف کر لیا جائے ـــــ لیکن کیا بتاؤں ـــ کہ راجو کہنے سے ایک پل میں مجھ پر کیا گذر جاتی ہے ـــ!"

وہ چُپ ہو رہی ـــ،

وہ چلتے چلتے ملکہ بوڈیسیا کے مجسّمے کے قریب آ گئے ـــ راجنؔ نے استفہامیہ نظروں سے اُس کی سمت دیکھا ـــ تو جینؔ نے اُسے بتایا ـــ کہ یہ ملکہ بوڈیسیا کا مجسمہ ہے ـــ جس نے انتہائی پامردی سے رومنوں کے اس حملے کا منہ توڑ جواب دیا ـــ جب کہ وہ اس ملک کو ختم کرنا چاہتے تھے ـــ اور یہ بہادر ملکہ آخری وقتوں میں زہر کھا کر موت کی وادیوں میں جا گم ہوئی تھی ـــ،

" ملکہ بوڈیسیا ـــ؟" راجنؔ نے نام دہرایا ـــ،

" ہاں ـــ راجنؔ! یہ یادگار ہے ـــ دریا کے کنارے ملکہ بوڈیسیا

کی یہ یادگار ایسے ہے ـــــ جیسے کہ تاج محل جمنا کے کنارے ـــ!

"جین ـــــ ؟"

وہ تڑپ اٹھا ـــــ اور دوڑ کر ریلنگ کی طرف چلا گیا ـــــ آہنی جنگلوں سے ٹیک لگائے وہ بڑی بے بسی سے بہتے ہوئے دریائے ٹیمز کے پانی کو دیکھتا رہا ـــــ جین بذاتِ خود تیزی سے اُس کے قریب آگئی اور بڑے پیار سے اس کے شانوں پر اپنے ہاتھ رکھتے ہوئے بولی ـــ

"راجن ـــ! پلیز ـــ بتاؤ تو سہی کہ تمہیں کیا دکھ ہے ـــ؟"

"کچھ نہیں ـــــ جین ـــ!"

"کہا تو ہے کچھ نہیں ـــ!"

"تمہیں دوستی کی قسم ـــــ مجھے بتاؤ تو سہی ـــ!"

"میں خود نہیں جانتا ـــ جین! بس اتنا جانتا ہوں ـــ کہ کچھ دنوں سے میں اپنی روح میں ایک خلش سی محسوس کرتا ہوں ـــ دل میں ایک بے چینی ہے ـــ جانے کیوں ـــ؟"

"لیکن راجن! مجھے بتاؤ تو سہی ـــ تم کیا محسوس کرتے ہو ـــ؟"

"میں یہ محسوس کرتا ہوں ـــــ جیسے میرا کچھ کھو گیا ہے ـــ میں لٹ سا گیا ہوں ـــــ اور جب تم کوئی بات ایسی کہتی ہو ـــ جو میرے وطن سے وابستہ ہوتی ہے ـــ تو تب میرا جی چاہنے لگتا ہے ـــ کہ میرے پر لگ جائیں۔ اور میں اپنے وطن پہنچ جاؤں ـــ!"

"لیکن ـــــ راجن! اس راکھ اور تاج محل میں کیا ہے ـــ؟"

"جاننا چاہتی ہو ـــــ جین؟" وہ بے پناہ جذباتی لہجے میں دریا کی موجوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا ـــ

"ہاں ـــــ راجن! اگر دوست سمجھو ـــــ تو ـــ!"

"تو سنو ـــــ جین! وہ سنبھل گیا ـــ اور اس نے اپنا چہرہ جین کی طرف

کرتے ہوئے کہا ——،

"میں شادی شدہ ہوں —— !"

"تم —— ؟" وہ قدرے حیرت سے بولی ——،

"ہاں جین —— ! اور میری بیوی کا نام شاردا ہے —— وہ مجھے راجو کہتی ہے —— وہ مجھے تاج محل میں ملی تھی —— جہاں وہ محبت کی ناکامی کے بعد محبت کی اس عظیم یادگار کو دیکھ کر اس قدر جذباتی ہو گئی تھی —— کہ خودکشی کرنے لگی تھی —— میں نے اُسے مرنے سے بچا لیا تھا ——

وہ میری زندگی میں آ گئی تھی —— پھر میں نے اُس سے شادی کر لی —— میرے دو بچے ہیں —— زندگی میں آج تک میں اُن سے کبھی جدا نہیں ہوا، اور اب میں پہلی بار اتنی دور اتنی مدت کے لئے آ کر پھنس گیا ہوں —— تقریباً سات سالہ شادی شدہ زندگی میں میں نے کسی عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا تھا —— اور نہ ہی کبھی شراب چکھی تھی —— لیکن —— لیکن —— !" کہتے ہوئے اُس نے گردن جھکا لی ——،

"لیکن کیا ——؟" پھر آنکھیں اٹھا کر بولا —— تم میری زندگی کا موجودہ روپ دیکھ چکی ہو —— میں یوں محسوس کرتا ہوں —— کہ جیسے میں اپنی بیوی کا مجرم ہوں —— اپنے بچوں کا مجرم ہوں —— !"

"راجن —— !" کہتے ہوئے وہ اُس سے چمٹ گئی —— اور بے حد جذباتی آواز میں بولی ——،

"راجن —— ! سچ مچ تم مشرقی لوگ بے حد عظیم ہوتے ہو —— !"

"نہیں —— جین —— !"

"میری بات کو نہ ٹھکراؤ —— راجن ! مجھے خوشی ہے —— کہ تم بلند ہو — عظیم ہو —— اپنے بچوں اور بیوی سے پیار کرتے ہو —— مجھے تمہاری دوستی پر ہمیشہ فخر رہے گا —— میں تمہاری رفاقت بہانہ کر دوں گی —— !"

وہ خاموش ہو رہا ــــ وہ پھر بولی ــــ،

" چلو ــــ راحن! واپس چلتے ہیں ــــ؟"

" نہیں ــــ جین! جاتی ہو ــــ میرا احمق جی اب کیا چاہتا ہے۔ کہ میں شارداکی مانند آج اس دریا میں کود جاؤں ــــ!"

" پاگل ــــ!" وہ بے حد خلوص سے بولی ــــ،

" ہاں جین! میں پاگل ہوں ــــ جب ہی تو یہاں پاگل پن کا مظاہرہ کر رہا ہوں ــــ!"

" نہیں ــــ راحن! یہ جائز ہے ــــ یہ شہری الیا ہے ــــ لیکن تم اپنے گھر کو آگ تو نہیں لگا رہے ہو ــــ تباہ نہیں کر رہے ہو ــــ تم نے اپنے گھر کے لئے مجھے بھی ٹھکرادیا ہے ــــ!"

" ہاں ــــ جین!" ــــ وہ بولا ــــ" مجھے افسوس ہے کہ میں تمہاری خواہش کا احترام نہیں کر سکا ــــ میں تمہاری یہ خواہش ضرور پوری کر سکتا ہوں ــــ اور وہ انڈیا گھمانے کی ــــ تم ضرور آنا ــــ جین ضرور آنا ــــ تمہارا پاسپورٹ اور دیگر جملہ اخراجات کے لئے میں آدا ئیگی کرا دوں گا ــــ تم ضرور آؤگی نا ــــ میں تمہیں اپنے ساتھ نہیں لیجا سکتا۔ جین ــــ! میرا خیال ہے کہ تم سمجھ جاؤگی ــــ!"

" ہاں ــــ راحن میں سمجھتی ہوں ــــ

" اور مجھے اس بات کی بھی پوری امید ہے کہ تم مجھے معاف بھی کر دوگی ــــ!"

" کیوں نہیں راحن! ــــ ویسے ایسی کوئی بات نہیں ــــ سوائے اس کے کہ میرے خواب پورے نہیں ہو سکے ــــ!"

" خواب کبھی پورے نہیں ہوتے جین! حقیقتیں تعمیر کی جاتی ہیں ــــ اور ــــ اور ــــ کیا ــــ؟"

" میرا خیال ہے ــــ اب ہمیں چلنا چاہیئے ــــ؟ جین بولی ــــ"

"ہاں — !" میں تمہارے خیال کی تائید کرتا ہوں —"

اور پھر وہ دونوں چلتے چلتے گاڑی کی طرف آئے — بگ بین دھوئیں اور کہر میں سر جھکائے کھڑا تھا — برطانوی پارلیمان کی روشنیاں دھندلا رہی تھیں —،

اور بوڈلیا کا مجسمہ ساکت، خاموش، نجانے کتنی صدیوں سے یونہی دریائے ٹیمز کی لہروں کا نظارہ کر رہا تھا —،

جب وہ واپس لوٹ رہے تھے — دونوں ہی خاموش تھے —

"راجن — کیا میں اس بات پر یقین کر لوں — کہ تم مجھے ایک عام ... کی بہ نسبت ایک دوست کا روپ دے سکو گے — ؟"

"تم میری دوست ہو — جین ! سچ پوچھو تو شاردا کے بعد تم مجھے عزیز ہو گی!"
وہ بائیں ہاتھ سے اس کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے بولا —،

"یہ چار ماہ — چار دن کی مانند بیت جائیں گے — راجن !"

"خدا کرے — جین ! یہ چار گھنٹے کی مانند بیت جائیں — !"

"تم مجھے شدت سے یاد آؤ گے — !"

"یادیں بے حد شیریں ہوتی ہیں — جین ۔ ؟"

"ہاں — راجن ! جیسے تمہارے لئے آپ — !"

"انہیں یادیں نہ کہو — جین ! یہ تو حماقتیں ہیں — حماقتیں — ڈھیر ساری !"

"سچ — ؟"

"ہاں ــــ!"

اور پھر وہ کچھ ہی دیر بعد گھر کے قریب پہونچ گئے ــــ،

"میں تمہیں چھوڑ آؤں ــــ جین ــ؟"

"نہیں ــــ راجن! آدھی رات کو چور رخصت ہوا کرتے ہیں ــــ میں تو تمہاری دوست ہوں ــــ!"

"تو صبح ناشتہ تیار کروگی ــــ؟"

"کیوں نہیں ــــ!"

"میں تو نیند پوری کروں گا ــ!"

"اور میں کاؤنٹر پر کھڑی جمائیاں لیتی رہوں گی ــ!"

"ٹھیک ہے ــــ!" راجن مسکرا دیا ــ،

اور تھوڑی دیر بعد وہ اپنے کمرے میں پہونچ چکے تھے ــــ تھکے ہارے بوجھل بوجھل ــــ،

"راجن ــــ!"

نجانے وہ کون سے جذبات تھے ــــ کہ وہ یوں چمٹ گئی ــــ اور پیار بھرے لہجے میں بولی ــــ،

"مجھے سنبھالو تو نہیں دوگے ــــ راجن ــــ؟"

"جین ــــ! میں نے تم سے کہا نا ــــ اگر شادی میری زندگی میں نہ ہوتی تو یقین جانو ــــ اگر تم خود میرے ساتھ جانے کو تیار نہ ہوتیں ــــ تو پھر میں تمہیں اغوا کر کے لے جاتا ــــ!"

"سچ ــــ؟"

"یقین جانو ــــ!"

"پھر میں وعدہ کرتی ہوں ــــ کہ میں ایک بار انڈیا ضرور آؤں گی ــــ ہر قیمت پر آؤں گی ــــ!"

"میں تمہارا انتظار کروں گا ــــ!"

"شکریہ ــــ!"

"شکریہ نہیں ــــ گڈ نائیٹ ــــ!"

"گڈ نائیٹ ــــ!"

اور رخصت ہونے کی بجائے وہ ایک دوسرے سے لپٹ کر یوں سو گئے ــــ جیسے موت بھی انہیں جدا نہ کر سکے گی ــــ!"

○

نیا سال شروع ہو رہا تھا ــــ،

سال پرانا بیت چکا تھا ــــ اور وہ اس عظیم رونق اور ہنگامہ سے لطف اندوز ہو رہا تھا ــــ واقعات اور حالات کی ڈگر نے اُسے پچھلے موڑوں کے متعلق کم ہی سوچنے کا موقع دیا تھا ــــ اس کے باوجود بھی وہ اُس زخم کو نہ مٹا سکا تھا۔ جو لاشعور میں ایک گھاؤ کی طرح پڑ چکا تھا ــــ،

یہ رات بھی کتنی حسین اور رنگین تھی ــــ،

وہ کافی دیر پکاڈلی سرکس میں گھومتا رہا تھا — گرین پارک کے قریب اُس نے تھوڑی دیر ہوئے ایک تازہ لڑکی کو رخصت کیا تھا — مارگریٹ بھی اُن لڑکیوں میں سے ایک تھی — جو اپنے جسم کی خوشبوؤں سے اُس کی راتوں کو مہکا گئی تھی —،

ریٹا ایک دو بار ہی ملی تھی — باوجود اس کے، وہ اچھی ٹائپسٹ تھی — لیکن وہ اسے ٹائپ نہ کر سکی تھی —،

ریٹا —،

مارگریٹ —،

جین —،

یہ تیسرا زاویہ تھی — جو اسے راس آیا تھا — آج ہی اُس نے اُس سے نہ آنے کی معذرت کی تھی — فون کرتے ہوئے اس کی آواز میں مذمت، خلوص، اور معذرت تھی — اس نے کہا تھا —،

"ساجن — ! تم پردیسی ہو — اور سیاح بھی — پانی کی لہروں اور آکاش پر اُڑتے بادلوں کا کیا بھروسہ — اس کے باوجود تم میرے بہت کچھ ہو، — بلکہ سب کچھ ہو — لیکن آج میں تمہیں نہیں مل سکوں گی — اُمید ہے — تم میری کمی کی تلافی آسانی سے کر لو گے — !"

"لیکن — جین! تم — تم آخر کیوں نہیں آرہی ہو — ؟"

"ساجن! — تم میرے دوست ہو — اور دوست جرح نہیں کیا کرتے!"

"او — کے — باس!"

"شاباش — !" جین نے اُسے فون پر ہی بتایا تھا۔ اور اب وہ پکاڈلی سرکس کے بار سے کئی پیگ چڑھا کر نکلا تھا — نہ جانے کیوں وہ شدت سے جین کی کمی محسوس کر رہا تھا — حالانکہ اس نے اس کی کمی مارگریٹ سے پوری کرنی چاہی تھی —،

مگر وہ نام کی گریٹ ضرور تھی ـــــ مگر حقیقتاً وہ گریٹ نہ نکلی ـــــ وہ جلد ہی اُکتا گیا تھا ـــــ

اُس کی عام اور کاروباری گفتگو ـــــ ظاہری خوب صورتی ہی تو عورت کا سب کچھ نہیں ہوتی ـــــ اس کا ذہن اور دل بھی تو خوب صورت ہونا چاہیئے ـــــ مگر مارگریٹ اُن میں سے نہ تھی ـــــ یہی وجہ تھی ـــــ کہ اُس کے چاہنے کے باوجود بھی راجن نے اُسے گرین پارک اتار دیا تھا ـــــ

اب وہ تنہا تھا ـــــ

اکیلا تھا ـــــ

ساتھی ـــــ نہ کوئی منزل ـــــ

آوارہ خرام یونہی سرگرداں ایک بوجھ زمانے کا اٹھائے وہ چلتا گیا ـــــ

شام ابھی دور تھی ـــــ

لیکن موسم یکایک بدل گیا ـــــ اور پہلے تین دنوں سے بھی زیادہ برف باری شروع ہوگئی ـــــ متواتر دو گھنٹے برف گرتی رہی ـــــ

سڑکیں، کھڑکیاں، دروازے برف میں چھپنے لگے ـــــ درختوں، منڈیروں اور بالکونیوں پر برف کے جھومر لہراتے نظر آنے لگے ـــــ

یہ رات ۲۱ دسمبر کی رات تھی ـــــ

برف باری کا زور کم ہوا تو لوگ ناچتے، گاتے، رقص کرتے ہر سمت سے پگڈنڈی سرکس سے گزرتے رہے ـــــ

اور یہ ہجوم، یہ لوگ — جو خوشی اور نئے سال کی آمد پر گیت گا رہے تھے — دلوں میں۔ نئے عزائم کی گرمی کے لئے ٹریفلگر سکوائر کی سمت بڑھ رہے تھے —، بازاروں میں ایک نئی روشنی تھی —،

جو برف باری کی وجہ سے ایک عجیب سا خوابناک ماحول پیدا کر چکی تھی۔

گیت —،

رقص —،

ہنگامے —،

لوگ، بوڑھے، جوان، عورتیں، مرد، بچے سب نئے سال کا خیر مقدم کر رہے تھے — یوں محسوس ہوتا تھا — کہ جیسے ایک زندگی جو تمام رعنائیوں، رنگینیوں اور شگفتگیوں سے بھرپور ہے — لوٹ آئی ہے —،

رات ڈھلنے لگی —،

ہنگامہ بڑھتا گیا — شور، گیت، جوش وقت کے ساتھ ساتھ تیز ہوتا گیا — ٹریفلگر اسکوائر پہ ایک میلہ تھا — ہر طرف روشنیاں دھندلا رہی تھیں،

سرد اور برف باری کا موسم ہونے کے باوجود بھی لوگوں کے جوش و خروش میں کوئی فرق نہ تھا — اور جب بارہ بجنے میں چند منٹ رہ گئے — تو گیتوں کی دھنیں تیز سے تیز تر ہوتی گئیں — نوجوان لڑکیوں اور لڑکوں کا جوش بڑھتا گیا —،

اور جب پورے بارہ بجے تو جیسے سب کو تاوُدن کا خزانہ مل گیا ہو —

لڑکیاں یہ کہتی ہوئی دوڑیں —،

"آؤ — مجھے پیار کرو —!"

"آؤ — مجھے پیار کرو —!"

"آؤ — مجھے پیار کرو —!"

کافی لڑکیاں سامنے کے نیلے پانی کے حوض میں کود گئیں ——— راجن بھی ان ہنگاموں میں کھو گیا ——— اور آخر اس نے بھی انتہائی جرأت کے ساتھ ایک لڑکی کا بازو تھام لیا ——— جو کہہ رہی تھی ———

"آؤ ——— مجھے پیار کرو ———!"

اُس نے حیرت، خوشی اور رسوائیہ نگاہوں سے راجن کی سمت دیکھا۔ راجن نے اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بے ساختہ کہہ دیا ———

"میں تمہیں پیار کرنا چاہتا ہوں ———!"

"لو ———!" کہتے ہوئے اُس لڑکی نے اپنے ہونٹ اس کی سمت بڑھا دیئے۔۔

"تھینک یو۔۔۔۔!" راجن نے علیحدہ کرتے ہوئے کہا ———

برف باری اور شدید سردی میں راجن نے اُسے جس رومانی اور والہانہ انداز میں کس (KISS) کیا تھا ——— اس سے وہ لڑکی متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔

"تم ہندوستانی ہو ———؟"

"ہاں ———!" راجن نے جواباً کہا ———

اور پھر وہ اس کے ساتھ ہی چل پڑا ——— وہ تنہا تھی ——— اور وہ خود بھی تنہا تھا ——— چلتے ہوئے لڑکی نے گلاب کا ننھا سا پھول راجن کے کالر میں لگا دیا ——— اور پھر سنبھالے راجن بھی کن جذبات میں آگیا ——— کہ اس نے جو ایک ننھی سی ریسٹ واچ جین کے لئے خریدی تھی ——— اس کی کلائی میں پہنا دی اور ایک بار پھر اُسے زبردست کس (KISS) کیا ———

اور پھر وہ اُسے ساتھ لئے اپنی گاڑی میں آکر بیٹھ گیا ——— اور پھر راجن نے بڑے اعتماد سے ایک بات کہی ———

"تم اگر چاہو ——— تو میں تمہیں کہیں بھی اُتار سکتا ہوں ——— لیکن اگر پسند کرو ——— تو پھر نئے سال کا سورج تم میرے کمرے کی کھڑکی سے دیکھو۔؟"

راجن نے اُسے بڑے خوبصورت انداز سے دعوت دی تھی ———

وہ مسکرانے لگی —— اور پھر وہ بولی —

"میں یقیناً —— یہ رات تمہارے ساتھ گزارنا پسند کروں گی !"

"شکریہ —— !" راجن نے کہا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ اور اس نئی لڑکی کا نام ہیلن تھا —

"ہیلن —— !" اس نے نام دہرایا تھا —

برف ایک بار پھر گرنی شروع ہو گئی تھی —

راجن گاڑی کو بے حد ستھرے انداز میں سنبھل سنبھل کر ڈرائیو کر رہا تھا۔ ہیلن اس کے قریب ہی بیٹھی ہوئی تھی —— اکثر موڑ پر گاڑی گھماتے ہوئے گاڑی بے ترتیب ہوتے ہوتے بچی تھی —— ایسے موقعوں پر ہیلن کے لبوں سے ہلکی سی چیخ نکل جایا کرتی تھی —— راجن مسکرا دیا کرتا تھا —

ہیلن نے امنگ سے کہا —

"آپ بہترین ڈرائیور ہیں —!"

"زندگی کی گاڑی میں بہترین اناڑی بھی ہوں —!"

"وہ کیسے ——— ؟"

"یہ مت پوچھئے ——— !"

اور کچھ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے کمرے میں پہونچ گئے تھے ——— ریٹا، مارگریٹ اور جین کے بعد یہ ہیلن تھی ———،

جو رات کو اس کے کمرے میں سونے چلی آئی تھی ———،

نیا سال شروع ہو چکا تھا ———،

باہر آہستہ آہستہ برف گر رہی تھی ——— ہیلن کچھ سردی محسوس کر رہی تھی ——— اُس نے اپنے آپ کو کرسی پہ گرا دیا ——— راجن نے ہیٹر روشن کر دیا ——— اور پھر بولا ———

"میرا خیال ہے ——— کوئی پینا پسند کرو گی ——— ؟"

"ہاں ——— راجن !" وہ بولی ———،

اور تھوڑی دیر بعد راجن نے کوئی کا پانی رکھ دیا ——— اور سگریٹ سلگائے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا ———

"نیا سال مبارک ہو ——— !"

"شکریہ ——— !" وہ بولی ———،

"ہوں ——— !" راجن نے بھرپور نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا ——— جو سگریٹ کے چھوٹے چھوٹے کش لے رہی تھی ———،

راجن اپنی سیٹ سے اٹھا اور اس کے قریب آگیا ——— اور پھر اس کے گلے میں بازو ڈالتے ہوئے وہ اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے بولا ———

"مجھے خوشی ہے ——— کہ تم نے میرے کمرے کی کھڑکیوں سے نئے سال کے سورج کو دیکھنا پسند کیا ہے ——— !"

"لیکن تم کس سورج کو دیکھنا چاہتے ہو ——— ؟" وہ بے باک لہجے میں بولی ———،

"میرا سورج تو میرے سامنے ہے ——— !"

"پھر نیا سورج مبارک ہو ــــ!"

"شکریہ ــــ!" راجن بولا ــــ اور پھر اس نے آگے بڑھ کر اُسے اپنے ساتھ چمٹا لیا ــــ اور بے تحاشہ بوسوں کی بھرمار کر دی ــــ،

"کچھ پینے کے لئے نہیں ہے؟" وہ علیحدہ ہوتے ہوئے بولی ــــ،

"اوہ ــــ سوری ــــ! راجن نے قدرے معذرت کرتے ہوئے کہا "مجھے خیال ہی نہیں رہا ــــ ویسے اس وقت برانڈی تو نہیں ہے ــــ لیکن وہسکی ضرور ہے ــــ؟"

"مجھے شراب چاہیئے ــــ خواہ وہ بیئر ہی کیوں نہ ہو ــــ!"

"پھر ٹھیک ہے ــــ!" کہتے ہوئے وہ اٹھا ــــ اور الماری سے گلاس اور بوتل نکال لایا ــــ اور بولا ــــ،

"تو پھر تم خود ہی تکلیف کرو!"

"اوکے ــــ!"

کہتے ہوئے ہیلن سنبھل کر بیٹھ گئی ــــ اور دو پیگ تیار کئے ــــ ایک عام ٹوسٹ کیا گیا ــــ،

"نئے سال کی خوشی میں ــــ!"

"نئے سال کی خوشی میں ــــ!"

وہ کافی دیر تک یونہی پیتے رہے ــــ کوئی کا پانی کھولتا ہوا جب شور مچانے پر مجبور ہو گیا ــــ تو راجن نے برتن ایک طرف رکھ مارا ــــ اور اُسے ساتھ لئے بستر میں گھس گیا ــــ ہیلن برف اور شراب سے ویسے ہی دو آتشہ بنی ہوئی تھی ــــ،

وہ راجن سے کہیں زیادہ جوش و خروش کا مظاہرہ کر رہی تھی ــــ وہ پھر دونوں ہی ایک دوسرے سے الجھ گئے ــــ،

رات آہستہ آہستہ ڈوبنے لگی ــــ اور ہیلن اُس کے بستر میں دبکی اس پر

ہلکی ہلکی برف باری کرتی رہی ۔۔۔،

"راجن ۔۔۔! وہ بولی ۔۔۔ تم طالب علم ہو ۔۔۔؟"

وہی عام سوال جو ہر نئی ملنے والی انگریز لڑکی اُس سے پوچھا کرتی تھی ۔

"نہیں ۔۔۔!"

"تو پھر ۔۔۔؟"

"میں انجینئر ہوں ۔۔۔!"

"خوب ۔۔۔!" وہ بولی ۔۔۔!

لیکن راجن نے اس قسم کا سوال پوچھنا کوئی ضروری نہ سمجھا ۔۔۔ وہ تو شاید اس کا نام بھی نہ پوچھتا ۔۔۔ مگر نام پوچھنا ضروری ہی تھا ۔۔۔ ورنہ وہ اُسے کس نام سے پکارتا ۔۔۔،

جین آج نہیں آئی تھی ۔۔۔،

نیا سال شروع ہو چکا تھا ۔۔۔ برف گر رہی تھی ۔۔۔ رات منجمد اور سرد تھی ۔۔۔ اور جین کا اُسے کوئی علم نہ تھا ۔۔۔ وہ اب خود راجن کی کمزوری سی بن گئی تھی ۔۔۔ اچانک ہیلن نے اُس سے پوچھا ۔۔۔،

"کیا سوچنے لگے ہیں آپ ۔۔۔؟"

"کچھ نہیں ۔۔۔!"

"پھر رات کیوں خراب کر رہے ہو ۔۔۔ برف گر رہی ہے ۔۔۔ سردی کافی ہے ۔۔۔ پھر کیا ۔۔۔؟" وہ جان بوجھ کر بات کو گول کر گئی ۔۔۔،

"ٹھیک ہے ۔۔۔!" کہتے ہوئے راجن اس کی طرف متوجہ ہوا ۔۔۔ اور پھر کو ایلپس کی چوٹی ننگی ہو گئی ۔۔۔،

کے ۔ ٹو ۔ کی برف پوش وادیاں برہنہ ہو گئیں ۔۔۔،

وہ میدانوں سے ڈھلانوں اور ترائیوں کی سمت بڑھنے لگا ۔۔۔،

راستہ خاصا دشوار تھا ۔۔۔ چوٹیوں پر برف جمی ہوئی تھی ۔۔۔

راجن نے تیشہ سنبھالا اور برف کاٹ کاٹ کر راستہ بنانا شروع کیا۔ پتھروں کی آوازیں پیدا ہوتی رہیں۔ مگر وہ مسلسل تیشہ چلاتا رہا،

راستہ بنتا رہا۔۔۔،

وہ آگے بڑھتا رہا۔۔۔،

یونہی تیشہ چلاتے چلاتے پتھروں کی گود سے چشمہ پھوٹ نکلا۔ اور پانی بہہ نکلا۔۔۔،

یوں محسوس ہوا ۔۔۔۔ جیسے کوہ ابلیس پر کوئی آتش فشاں تھا ۔۔۔ جو پھٹ گیا ہے ۔۔۔،

کے۔ ٹو کے سینے میں دراڑ پڑ گئی ہے ۔۔ اور برف پگھل پگھل کر پانی کی صورت میں بہہ نکلی ہے ۔۔،

راجن خود تھکن سے چور ہو چکا تھا ۔۔،

ادھر سامنے کے ٹو بھی سرنگوں تھا ۔۔۔ اور کوہ ابلیس کا غرور بھی خاک میں مل چکا تھا ۔۔،

وہ یونہی ترائیوں میں لیٹ گیا ۔۔ تھکا تھکا ۔۔۔ بوجھل سا۔ اچانک برف کی وادی میں رہنے والی ایک لڑکی کا ہاتھ اس کے شانے پر پڑا ۔ اور ایک ننھی سی آواز ابھری ۔۔۔ جو کہہ رہی تھی ۔۔،

"راجن ۔۔۔ ؟"

"ہوں ۔۔ !" اس نے غنودگی سے کہا۔

"کیا بات ہے ۔۔۔ فاتح نہیں بنو گے ۔۔۔ ؟"

"میں تو ماؤنٹ ایورسٹ کا فاتح ہوں ۔۔ ہیلن !"

"پھر اس پہاڑی پہ کیوں جی ہار بیٹھے ۔۔۔ ؟"

"میں تو صرف آب دہوا دیکھنے کا خواہش مند تھا ۔۔ !"

"سر کرنے کو نہیں ۔۔ ؟"

"نہیں ـــ ڈارلنگ! میں اتنا بڑا مہم جو نہیں بننا چاہتا ـــ!"

"ویسے تم تو بہترین کوہ پیما ہو ـــ!"

"ہاں ـــ لیکن ـــ!"

"لیکن ـــ کیا ـــ کچھ نہیں ـــ!" وہ پہلو بچاتے ہوئے بولا ـــ آؤ سوتے ہیں ـــ صبح کا سورج دور نہیں ـــ تازہ دم ہو لیں ـــ تو اس کا خیر مقدم کریں گے ـــ!"

"جیسے ـــ تم چاہو ـــ!"

"او۔ کے ـــ!"

"گڈ نائیٹ ـــ!"

"گڈ نائیٹ ـــ!"

کہتے ہوئے ہیلن نے پلکیں موند لیں ـــ اور راجن خود بھی نیند کے ویرانوں میں بھٹکنے کے لئے نکل گیا ـــ،

دن کتنی جلدی سے گذر گئے ——،

لنڈن کی ان ہی دھندلی فضاؤں میں آئے پانچ ماہ گذر گئے تھے —
پچھلے ہفتے ملا ہیرا شاردا کا خط اُس کے سامنے تھا — جس میں لکھا تھا —

ناتھ —! نمسکار —!

بھگوان کرے تم جہاں بھی ہو سکھی ہو ——،

تمہارے خط ملے —— راجن! میں ایک ایک پل گن گن کر گزار رہی ہوں —— نجانے یہ چھ صدیاں کب تک ختم ہوں گی تم کب آ رہے ہو —— کاش —— جانی! تم میرا گلا دبا جاتے میں اسقدر اذیت نہیں سہہ سکتی ——،

راجن —! تمہارے بغیر میں زندہ نہیں رہ سکتی —— میں ایک پل زندہ نہ رہ سکوں گی ——،

تم آ جاؤ —— بھگوان کے لئے چلے آؤ —— سمن اور لین بھی تمہیں ہر وقت یاد کرتے رہتے ہیں —— میں نہیں جانتی تھی کہ تمہارے جانے کے بعد میں اتنے سے چھوٹے دل کی رہ جاؤں گی،

تم اگر فوری نہ آسکو ۔۔۔ تو مجھے خط نہ لکھنا ۔۔۔ میں تو صرف
تمہاری آمد کا ٹیلی گرام دیکھنا چاہتی ہوں ۔۔۔،

راجن ۔۔۔! یوں محسوس ہوتا ہے ۔۔۔ جیسے ایک بار پھر دلی اجڑ گئی ہے ۔۔۔ تیمور نے ایک بار دلی کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہے ۔۔۔ ابدالی ایک بار پھر دلی پہ حملہ آور ہو گیا ہے ۔۔۔ انگریزوں نے جیسے ایک بار پھر غدر مچا دیا ہے ۔۔۔ مجھے نہ دولت کی ضرورت ہے نہ بنگلے کی اور نہ ہی ۔۔۔ شاندار مستقبل کی ۔۔۔ مجھے آدرش تمہاری آرزو ہے ۔۔۔ تمہاری خواہش ہے ۔۔۔،

تم چلے آؤ ۔۔۔ بلکہ اگر تمہارے بس میں ہو تو تم ابھی آ سکو، تو اڑ کر آ جاؤ ۔۔۔ تمہاری جدائی سے کہیں بہتر تو موت ہے ۔۔۔ جیسے میں جب چاہوں اپنے مستقبل ہواں ۔۔۔ یا میں یہ سمجھوں کہ اکثر ان ہندوستانیوں کی مانند جو لندن جاتے ہیں ۔۔۔ انہیں کی مانند تم بھی کسی کی نیلی آنکھوں میں ڈوب گئے ہو ۔۔۔؟ تم بھی کسی کی سنہری زلفوں میں پھنس گئے ہو ۔۔۔؟"
لیکن راجن! مجھے تمہاری ذات پر پورا بھروسہ ہے ۔۔۔ یہ تو صرف میرا وہم ہے ۔۔۔ ورنہ تم کبھی بھی مجھے نہیں بھلا سکتے ۔۔۔ تم مجھے دھوکا نہیں دے سکتے ۔۔۔،

تم میرے ہو ۔۔۔ صرف میرے ۔۔۔

بولو ۔۔۔ راجن! کب آ رہے ہو ۔۔۔؟ بھگوان کے لئے فوری آ جاؤ ۔۔۔ پتا جی اور ماتا جی بھی بہت اداس اداس اور بجھے بجھے سے رہتے ہیں ۔۔۔ گھر تم بن سونا ہے ۔۔۔ ویران ہے، اجاڑ ہے، اک صرف تمہاری کمی ہے ۔۔۔ جانے تم کب آؤ گے ۔۔۔؟"

تمہاری داسی

"شاردا"

یہ خط پڑھ کر اس کی کیا کیفیت ہوئی — یہ کوئی نہ جان سکا،
سوائے جیون کے — اس نے فوری طور پر فرم کے ڈائریکٹر سے مل کر اپنی
واپسی کے کاغذات تیار کرنے کی درخواست کی —

وہ فرم میں اس قدر ہردلعزیز تھا — کہ نہ چاہنے کے باوجود بھی ڈائریکٹر
نے اس کے لئے ہر چیز مکمل کرادی — دوسرے لفظوں میں آہستہ آہستہ
وہ اپنی تیاری میں مصروف ہوگیا —،

پونم، سمن اور شاردا کے لئے اس نے تحائف خریدنے شروع
کردیئے — لندن کا موسم آج کل کافی خوشگوار ہوچکا تھا — موسم بہار
کی آمد تھی — لندن میں ہر سمت زندگی کے نئے آثار پھوٹ رہے تھے —
لیکن وہ سب سے دور — سب سے الگ تھلگ — اپنے ہی گھر،
اپنے ہی وطن —،
اور اپنے ہی بچوں کے متعلق سوچ رہا تھا —،
لیکن راجن نہیں جانتا تھا — کہ زندگی کے اس دوراہے پر اب
وہ جس راستہ پر گامزن ہے —،
وہ کہاں جا کر ختم ہوگا —،

ایسی ہی ایک رات اسے دہلی میں بھی آئی تھی —،

جب وہ اگلی صبح لندن کے لئے پرواز کر رہا تھا — اور آج پھر ایک ایسی ہی رات تھی — جب وہ صبح دہلی کے لئے انڈین ایر لائنز کے طیارہ سے پرواز کرنے کی تیاری کر رہا تھا —،

سب تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں —،

سامان، تحفے، کاغذات، پاسپورٹ ... اور سب کچھ — اب وہ فارغ تھا — یہ لندن کی آخری شام تھی —

آخری رات تھی —،

اور اس آخری رات میں جینی اس کے ساتھ تھی — سوگوار، اداس، رنجور اور کھوئی کھوئی سی — وہ دونوں ہی پکاڈلی سرکس میں ایک بار میں بیٹھے تھے —،

جینی کی نیلی آنکھوں میں ایک عجیب سا یاس تھا — گہری خاموشی تھی — غم کی جھلک تھی —،

راجو آہستہ آہستہ سگریٹ کے کش لے رہا تھا — جہاں شاردا کے پاس پہنچنے کی خوشی تھی — وہاں اسے جینی کو چھوڑنے کا بھی دلی غم تھا —،

جبین نے یہ چند ماہ اس کے ساتھ ایک بہترین دوست کی حیثیت سے گذارے تھے، کبھی کوئی فرمائش نہ کی تھی۔ کبھی کوئی معاوضہ نہ مانگا تھا۔ بلکہ بسا اوقات وہ اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرنا چاہتی تھی ——— راجن اکثر اُسے ایسا کرنے سے منع کردیا کرتا تھا ———،

اور جب جبین باز نہ آئی ——— تو راجن نے اُسے سختی سے منع کردیا تھا۔

آج وہ دونوں گم صُم بیٹھے ہوئے تھے ———

وسکی کی آدھی بوتل اُن کے سامنے پڑی تھی ——— جبین گردن جھکائے اپنی بوجھل پلکوں کو نیم وا کئے نہ جانے چھت پر کیا دیکھ رہی تھی۔ شاید تصور میں وہ ملبار وہ تھا ——— جس میں اُس نے پرواز کرنی تھی ———

"جبین ———!" راجن کہیں دور سے بولا ———

جبین نے راجن کی سمت دیکھا ——— تب راجن نے کہا ———

"کیا بات ہے؟"

"کچھ نہیں ——— راجن ———!"

"تم اداس ہو ———!"

"نہیں تو ———!" وہ زبردستی مسکرادی ———،

"تم اپنی ان نیلی آنکھوں میں آنسوؤں کو لاکھ چھپانے کی سعی کرو ——— جبین! مگر میں جانتا ہوں ——— کہ تمہارا دل رو رہا ہے ———!"

"نہیں ——— راجن! وہ مسکرادی ——— اور اس مسکراہٹ کے ساتھ ہی دو چھوٹے چھوٹے سے آنسو اس کی پلکوں پر کانپنے لگے ———،

"جبین ———: وہ بے حد جذباتی سی آواز میں بولا ——— مجھے ہندوستان تک پہنچنے کے لئے نہ جانے کتنے سمندر سمیلا لگنے ہیں ——— لیکن یہ یقین جانو۔ کہ یہ آنسوؤں کا سماں مجھے نہ جانے دے گا ———"

"نہیں ——— ڈیئر راجن یہ تو خوشی کے آنسو ہیں۔ کہ تم اپنے وطن

واپس لوٹ رہے ہو ——؟"

"شکریہ —— جبین! مگر تمہارے ساتھ گذرے ہوئے لمحوں کے بعد ہمیشہ تڑپانے والی یادوں کے ساتھ ——!"

"نہیں راجن ——! مجھے بھول جانا —— تم اپنی ازدواجی زندگی کا خیال کرنا ——"

"اور تم مجھے انڈیا میں پہچاننے کی شرط عائد کرتی رہی ہو ——؟"

"وہ پاگل پن تھا ——!"

"وہ تھا —— یا یہ پاگل پن ہے ——؟"

"کچھ بھی سمجھ لو ——!" وہ بولی ——

"میں تمہیں خط لکھوں گا —— جبین! مجھے جواب دو گی نا —— ؟"

"ہاں ——!"

"اور ہاں —— جبین! میں یہاں تمہاری کوئی خدمت نہ کر سکا — لیکن ایک خدمت ضرور کرنا چاہتا ہوں ——!"

کہتے ہوئے راجن نے جیب سے پرس نکالا اور بولا —

"جبین ——! یہ ایک ہزار پونڈ ہیں —— یہ تم اپنے پاس رکھ لو — دیگر کاغذات اور اخراجات اور پاسپورٹ کے لئے یہ کافی ہوں گے ——!"

"راجن ——! وہ تڑپ سی اٹھی —— اور پھر بولی —

"تم نے مجھے غلط سمجھا ہے —— راجو ——!"

"جبین ——! راجو کہہ رہی ہو —— تو آگے بات نہ کرنا — انہیں اپنے پرس میں رکھ لو ——"

جبین نے اس کی آنکھوں میں جھانکا —— جہاں حکم تھا، اعتماد تھا —

"راجن ——! کیا میں اسی سلوک کے قابل ہوں ——؟"

"ہاں ——!" وہ غصے سے بولا ——

اور دوسرے لمحے جینی نے دو نوٹ پرس میں ڈال لئے ـــ اور پھر ایک بے حد خوبصورت سی گھڑی اس نے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ہمیشہ اپنی یاد رکھنے کے لئے یہ گھڑی ـــ!"

"شکریہ ـــ!" راجن نے خلوصِ دل سے کہا ـــ اور وہ گھڑی اپنی کلائی پر باندھ لی ـــ،

"شکریہ ـــ! مجھے ادا کرنا چاہیئے ـــ راجن! کہ تم نے اسے قبول کر لیا ہے ـــ!"

"ہاں ـــ ہاں ـــ کیوں نہیں ـــ ضرور ادا کرو۔ شکریہ!" وہ مسکراتا ہوا بولا ـــ

"ہوں ـــ!" وہ مسکرائی اور پھر قدرے سوچ کر بولی ـــ ہاں راجن! جولیا سے ملنا پسند کرو گے ـــ؟"

"امتحان لے رہی ہو ـــ؟"

"نہیں ـــ میں سنجیدہ ہوں ـــ!"

"تو میرا جواب ہے ـــ کہ میں ملنا پسند نہیں کرتا ـــ!"

"سچ ـــ؟"

"جی ـــ!"

"تو کیا ـــ تمہیں اس کا رقص پسند نہیں ـــ؟"

"نہیں ـــ!"

"ہوں ـــ!" وہ پھر کچھ سوچنے لگی ـــ،

اور پھر بڑی دیر تک وہ وہسکی پیتے رہے ـــ اور جب دونوں باہر نکلے، لندن کا موسم بے حد خوشگوار تھا ـــ دونوں نے ٹیکسی کرائے پر لی کیونکہ وہ کار تو فرم کو واپس کی جا چکی تھی ـــ وہ کافی دیر تک یونہی گھومتے رہے ادھر ادھر کی جانے کہاں کہاں کی باتیں تھیں ـــ جو ختم نہ ہوتی تھیں، نہ

ہوئیں ــــ،
وقت گذرتا رہا ــــ،
گذرتا گیا ــــ،
"راجن ــــ! اس کا مطلب تو یہ ہوا ــــ کہ میں عنقریب ہندستان کی سرزمین پر ہوں گی ــــ!"
"ہاں ــــ جبین! میں نے تو کم از کم یہی چاہا ہے ــــ!"
"لیکن کیا ــــ تمہاری شادی اس بات کو ناپسندیدگی کی نظر سے تو نہیں دیکھے گی ــــ؟"
"نہیں ــــ جبین!" وہ بولا ــــ،
"کبھی کبھی لندن آؤ گے ــــ؟"
"نہیں ــــ!"
"کیوں ــــ؟"
"بس میں اس مشینی شہر میں سکون نہیں پا سکا ــــ!"
"سکون تو کائنات میں کہیں بھی نہیں ــــ!"
"ممکن ہے ــــ کہیں بھی نہ ہو ــــ!"
"پھر ــــ کیا ــــ؟" وہ بولی ــــ "مجھے سکون کی نہیں، اپنے گھر کی ضرورت ہے ــــ!"
"اور وہاں تم جا رہے ہو ــــ!"
"ہاں ــــ!"
"راجن ــــ! آج کی رات کتنی یادگار رات ہو گی ــــ!"
"یہاں کا ہر لمحہ یادگار بن جائے گا ــــ جبین ــــ!"
"ہوں ــــ!" وہ بولی ــــ،
اور پھر وہ گھوڑے گھوڑے ایک بار پھر دریائے ٹیمز کے کنارے آ گئے،

جہاں زمین تک لپٹی عمارتیں تھیں —،

دھندلی دھندلی روشنیاں تھیں —،

دریا کے تیز بہتی، بھاگتی لہریں تھیں —،

اور اس سے الگ تھلگ ملکہ بوڈیسیا کا مجسمہ تھا — جو صدیاں بیت جانے کے باوجود بھی آج یونہی کھڑا تھا —،

وہ دونوں چلتے چلتے آہنی پل پر آ گئے —— جہاں نجانے کب کب کن کن لوگوں نے اپنے نام کھود دیے ہوئے تھے —،

نجانے آج وہ لوگ کہاں ہوں گے —،

"راحیلہ —— تم کبھی اپنا نام یہاں کندہ کر جاؤ —؟"

"نہیں —— جبین!" وہ بولا —— "میں تمہارے دل پہ نام کو کندہ دیکھنا چاہتا ہوں ——!"

"خوب ——!" وہ مسکرائی —،

رات انتہائی پُر سکون اور ٹھہری ہوئی تھی —— وہ ہولے ہولے رینگ رہے تھے —— دریائے ٹیمز کا پانی آہستگی سے بہہ رہا تھا —،

خاموش ——،

پُر سکون ——،

"راحیلہ —— ؟" وہ دور سے بولی ——،

"ہاں ——!"

"تم اس دن یہاں ڈوبنا چاہتے تھے ——!"

"ہاں —— جبین ——!"

"وہ رات بے حد جذباتی تھی ——،

"کبھی کبھی زندگی میں ایسا بھی ہوتا ہے ——!"

"لیکن ایسا نہیں ہونا چاہیئے —— ؟" وہ بولی ——،

"انسان مجبور ہے ــــ!"

"شاید ــــ!" وہ بولی ــــ!"

"چھ ماہ گذر ہی گئے ــــ!" وہ کہیں دور سے بولا ــــ،

"چھ صدیاں بھی ہوتیں ــــ تو گذر ہی جاتیں ــــ"

"اور اگر چھ قیامتیں بھی ہوتیں ــــ تو وہ بھی گذر ہی جاتیں ــــ"

"شاید ــــ!"

"ہوں ــــ!"

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا ــــ بازو پھیلے ــــ اور پھر دونوں ایک دوسرے کی گرفت میں تھے ــــ، گرفت جو مضبوط تھی ــــ پرکشش تھی ــــ،

اور پھر دونوں کے لب ٹکرائے ــــ اور اسی جگہ پیوست ہو کر رہ گئے، شاید دونوں نے ہی کبھی اتنی شدت اور خلوص سے ایک دوسرے کو کس نہ کیا تھا، جتنا جذبہ، جوش، اور خلوص آج تھا ــــ اور جب وہ دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے تو جین بولی ــــ،

"اگر ہم اسی کیفیت میں اس دریا میں کود جائیں ــــ؟"

"تو سیدھے جنت میں جائیں گے ــــ!" وہ بولا ــــ،

اور وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی ــــ،

"جین ــــ؟" وہ اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے بولا ــــ،

"تم وعدہ کرو گی ــــ کہ تم میرے وطن ضرور آؤ گی ــــ؟"

"کیوں ــــ کیا تمہیں ڈر ہے کہ میں تمہارے یہ ایک ہزار پونڈ خرچ کر لوں گی؟"

"تم اور لے لو ــــ!"

"نہیں ــــ شکریہ ــــ!" وہ بولی ــــ،

"پھر وعدہ کرو ــــ!"

"یقین کر لو گے ——؟"

"ہاں ——!"

"تو پھر میں وعدہ کرتی ہوں —— میں ضرور آؤں گی ——!"

"کب ——؟"

"یہ مت پوچھو ——!"

"خیر ——!"

"میری قسم کھاؤ ——؟"

"نہیں —— ملکہ بوڈاپیسا کے مجسمہ کی قسم کھاتی ہوں ——!"

"بھلا یہ بھی کوئی عہد ہے ——؟"

"ہم انگریزوں کے لئے بہت بڑا عہد ہے ——!"

"سچ ——؟"

"ہاں ——!"

"لیکن تم میری قسم بھی تو کھا سکتی ہو ——؟"

"نہیں —— راجو ——!"

"ضد ہے ——؟"

"ہاں ——!"

اور نہ جانے کتنے لمحے وہ ایک بار پھر اس کے بازوؤں میں تھی —— اور راجو بے حد جذباتی لہجے میں کہہ رہا تھا ——،

"جلین ——! اگر تم نہ آئیں —— تو میں نیا سال شروع ہونے کے وقت ٹریفلگر سکوائر پر ضرور آؤں گا —— اور وہ لڑکیاں جب گائیں گی ——،

"آؤ —— مجھے پیار کرو ——،

تو ان میں تمہارا ہونا لازمی ہے —— اور مجھے امید ہے —— کہ تم مجھے پہچان لو گی ——!"

"نہیں ——— راجی! ایسا وقت کبھی نہیں آئے گا —!"
"کہ تم مجھے پہچانو ———؟"
"نہیں ——— نہیں ——— بلکہ یہ کہ تم مجھے پہچاننے کے لئے یہاں آؤ —؟"
"اچھا ——— جین! دیکھیں گے ———!"
"اب چلو ——— کہ صبح یہیں کرنی ہے ———؟" وہ بولی ——
"صبح کیا ——— کاش! زندگی ہی یہیں گذر جائے ———!"
"راجی ———! کہتے ہوئے اُس نے پھر اُسے کِس (KISS) کیا ———
اور بولی ———
"چلو ——— صبح اپنے کمرے میں کریں گے ———!"
"یہ بھی ٹھیک ہے ———!"
کہتے ہوئے وہ دونوں آہنی پُل سے باہر نکل آئے ———

○

سچ مچ یہ لندن کی ایک ایسی آخری رات تھی ———
"راجو ———! وہ اُس کے قریب بیٹھتے ہوئے بولی ———
"خواب کتنے حسین ہوتے ہیں ———!"
"ہاں ——— جین!" اور ان کی تعبیریں کتنی بھیانک ہوتی ہیں؟"

"مطلب ——؟"

"مطلب —— یہی کہ میں نے سوچا تھا — کہ تم تنہا آئے — اور میں تمہارے ساتھ واپس جاؤں گی ——!"

"خیر —— !" وہ خود کہیں دور سے بولا ——،

اور پھر اُس نے کہا ——،

"جین —— !" آج اپنے ہاتھوں سے اتنی پلاؤ —— کہ صبح بھی بہک جائے ——!"

"تو تمہارا مطلب ہے —— کہ رات بھی مدہوش ہو جائے —— ؟"

"ہاں جین —— ! بلکہ کائنات مدہوش ہو جائے ——!"

"فی الحال تم مدہوش ہو جاؤ ——!"

"شکریہ ——!"

"تم نے شارودا کو اپنے آنے کی اطلاع دیدی ہے —— ؟"

"ہاں ——!"

کہتے ہوئے اس نے پیگ تیار کیا ——،

"نہیں جین —— ! ایسے نہیں —— آج کچھ نہ ——!" وہ اس کے لباس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا ——"

"ضروری ہے —— ؟"

"ہاں —— جین ! اتنا ہی ضروری ہے —— جتنا کہ میرا یہاں سے چلے جانا ——!"

اور تھوڑی دیر بعد —— ایک بار پھر وہ دونوں برہنہ تھے —— کھڑکیوں سے باہر رات دھیرے دھیرے رینگتی رہی —— اور وہ دونوں ایک دوسرے سے یونہی کھیلتے رہے —— آج رخصت ہوتے ہوئے راجن کو احساس ہوا۔ کہ جین کا جسم واقعی سوئیزرلینڈ کی کوئی جھیل ہے ——،

کشمیر کی وادی ہے ــــ،

وہ بالکل وحشیوں اور دیوانوں کی مانند اُس کے جسم کو نوچتا رہا، جھنجھوڑتا رہا۔ کھیلتا رہا ــــ،

اور وہ بالکل لاتعلق بنی اُس کا ہر ستم سہتی رہی ــــ اُس کے کہنے پر وہ ہر پارٹ ادا کرتی رہی ــــ وہ موم کی ناک بن گئی ــــ،

وہ کشتی بنی ــــ،

گاڑی بنی ــــ،

ریڈیو سیٹ بنی ــــ،

کیا کچھ نہ بنی ــــ،

راجن نے جو چاہا وہ بن گئی ــــ جس طرح خواہش کی ــــ وہ اُس خواہش میں ڈھل گئی ــــ راجن نے بھی سنجا نے آج کس قسم کی شراب پی ہوئی تھی۔ کہ وہ آؤٹ نہ ہو سکا ــــ بالآخر دونوں ہی تھک گئے ــــ،

"راجن ــــ! میں مر جاؤں گی ــــ!"

"اچھا تو ہے ــــ اس بہانے رُک تو جاؤں گا ــــ!"

"تو دیسے ہی رُک جاؤ ــــ کیا میرا مرنا ضروری ہے ــــ؟"

"نہیں ــــ میری جان! وہ بولا ــــ تم ایک ہزار سال تک زندہ رہو!"

"یہ بھی بدی ہے ــــ!"

"واقعی ــــ؟"

"ہاں ــــ!"

"تو پھر ــــ؟"

"پھر کچھ نہیں ــــ! وہ بولی ــــ تم بہکی بہکی سی باتیں نہ کرو ــــ!"

"ہوں ــــ!"

وہ قطعی طور پر تھک چکی تھی ــــ وہ اُس کے قریب ہی لیٹا ہوا سگریٹ

پی رہا تھا ۔۔۔۔ اور تمام دھواں اُس کے چہرے پر پھینک دیا ۔۔۔ اور بولا۔
"جین ۔۔۔! تم دریائے ٹیمز کی لہر ہو ۔۔۔ یا برف باری کی پہلی لہر؟"
"کچھ بھی سمجھ لو ۔۔۔!"
"ہوں ۔۔۔!" وہ چپ ہوگئی، اس نے اپنی نیلی آنکھوں کو موند لیا ۔
"کہاں چلیں ۔۔۔؟" اُس نے پوچھا ۔،
"سپنوں کے گاؤں ۔۔۔!"
"وہاں کیا ہے ۔۔۔؟"
"تم ۔۔۔ میں اور انڈیا کے شہر ۔۔۔!"
"ٹھہرو ۔۔۔۔ پھر مجھے بھی ساتھ لے چلو ۔ کرایہ بچ جائے گا ۔!"
"لیکن تم تو سیٹ بھی بک کرا چکے ہو ۔۔۔؟"
"کوئی بات نہیں ۔۔!"
"پھر آجاؤ ۔۔۔!"
اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ہی سپنوں کی وادیوں میں کھو سے گئے
ہو گئے تھے ۔۔۔۔،

دہلی ائیرپورٹ اُترنے کے لئے جہاز نے آخری راؤنڈ لگایا —،
وہ نیچے بہت نیچے دیکھ رہا تھا — مضافات، جمنا، قطب مینار،
اور نجانے کیا کیا —؟

اُس کے دل کی دھڑکنیں تیز سی ہو گئی تھیں — وہ بے قراری اور گہرے احساس کے ساتھ۔ اُس نے نیچے دیکھا — اور انہی سوچوں کے ساتھ جہاز زمین پر اُتر چکا تھا —،

اور پھر جب وہ طیارہ سے باہر نکلا — تو دور بہت دور جنگلے کے پار اُس کی بے چین نگاہوں نے شاہدہ، پون اور سمن کو تلاش کر ہی لیا —

خدا خدا کر کے وہ کسٹم اور دیگر فضولیات سے فارغ ہوا — اور جب وہ سب ایک دوسرے کے سامنے پہنچے — تو دونوں بچے،

"پاپا —!"

"پتا جی —!"

"ڈیڈی — نجانے کیا کیا آوازیں تھیں —،
کہتے ہوئے اُس کی سمت دوڑے — راجن نے دونوں بچوں کو اوپر اٹھالیا — اور بے ساختہ اُن کی پیشانیاں چوم لیں — اور پھر

اُس کی نگاہ شاردا پر جم کر رہ گئی ——،
گم سم ——،
چپ چاپ،
پتھر کا بت بنی ——
اور دوسرے لمحے دونوں بچّوں کو وہ نیچے اُتار چکا تھا —— اُس نے بازو پھیلا دیئے اور پھر تیسرے لمحے وہ اُس کے بازوؤں میں تھی —— یہ پہلا اتفاق تھا، وہ دونوں یوں سرِعام شاردا کو اپنے بازوؤں میں لئے کھڑا تھا ——،
وہ تو اس قدر جذباتی تھا —— کہ وہ تو شاردا کو کوئی کس (KISS) کرنا چاہتا تھا —— مگر اچانک اُسے خیال آیا —— کہ وہ لندن میں نہیں، دلی میں ہے ——،
"شاردا —— ؟"
"ناتھ —— !" وہ سسکی ——،
اور جب وہ علیحدہ ہوئے تو شاردا کی آنکھوں میں آنسو تھے —— جو بہہ نکلے تھے —— اور بذاتِ خود راجن کی پلکیں بھی نم تھیں ——،
"کیا حال ہے —— ؟" راجن نے ٹھہری ہوئی آواز میں کہا ——،
"زندہ ہوں —— وہ بولی ——،
"سچ —— ؟" وہ حسبِ عادت مسکرایا ——،
"ہاں —— راجن —— !" وہ بولی، اور باوجود کوشش کے بھی وہ مسکرا نہ سکی،
"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے —— ؟"
"ہاں —— !"
"اپنا حال کیا بنا لیا ہے —— ؟"
"کیوں —— ؟"
وہ مسکرائی —— اور یوں محسوس ہوا —— کہ جیسے راجن کی جان میں جان آ گئی ہو!

"میں تو تمہیں پہلے سے کبھی آدھی دیکھ رہا ہوں — !"

"خود غم دیا — اور خود ہی پوچھ رہے ہو — ؟"

"ہوں — !" وہ پھر مسکرایا —

اور پھر اپنا ہاتھ اُس کے شانے پر رکھتے ہوئے بولا —

"چلو — تمہاری صحت بنائیں گے — !"

اور وہ چپ چاپ چل پڑی —

دونوں بچے بھی ایک دوسرے سے زیادہ اس بات کی کوشش کر رہے تھے — کہ وہ اپنے پتاجی کے ساتھ چلیں — "

سامان ساتھ رکھا تھا —

"اور جان — ؟" وہ اپنا چہرہ اُس کے قریب لاتے ہوئے بولا —

"لوگ کیا کہیں گے !" وہ کہتے ہنس گئی —

"کہنے دو — !" وہ بولا —

"گھر تو دیکھ ہی ہے — !" وہ بولی —

اور دونوں مسکرا دیئے —

سامان کھلا پڑا تھا ۔۔۔،

اور وہ تینوں کی چیزیں نکال نکال کے سامنے پھینک رہا تھا، اور کہے جا رہا تھا ۔۔

"یہ میرے بیٹے سمن کے لئے ۔۔!"

"یہ میرے بیٹے لپن کے لئے ۔۔!"

"اور یہ ان دونوں کی ممی کے لئے ۔۔!"

کھلونے، کپڑے، گن، زیور، گھڑی، فوٹوز ۔۔۔ سنجانے کیا کیا الا بلا ۔۔

دونوں ہی بچے آپس میں فوٹوؤں پر الجھ پڑے ۔۔۔ اور پھر یونہی دونوں بچے لڑتے جھگڑتے باہر نکل گئے ۔۔،

"شاردا ۔۔۔!" وہ اس کے قریب آگیا ۔۔ اور اپنے بازوؤں میں لیتے ہوئے بولا ۔۔،

"باشبہ ۔۔؟"

"چھ نہیں راجہ ۔۔۔!" وہ بولی ۔۔،

"خفا ہو گیا ۔ مجھ سے ؟" کہتے ہوئے اُس نے اُسے اپنے آپ سے چمٹا لیا ۔۔۔ اور پھر اُسے پیار کرتے ہوئے بولا ۔

"روٹھی رہو گی کیا، مجھ سے ۔۔ ؟"

"نہیں ۔۔۔ !"

"کشن کا کیا حال ہے ۔ ؟"

"ٹھیک ہے ۔۔ !"

"ستا رہا ہے ۔۔ ؟"

"اکثر ۔۔۔ !"

"تمہیں کوئی تکلیف رہی ۔۔ ؟"

"نہیں ۔۔۔ !"

"باقی سب خیریت ہے ؟"

"ہاں ۔۔۔ راجو ۔۔۔ !"

"پھر تمہارا موڈ کیوں بگڑا بگڑا سا ہے ۔۔ ؟"

"نہیں راجو ! نہیں ۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں !"

"پھر کچھ بولو نہیں ۔۔۔ شاردا ۔ !" یہ حالت تو میرے لئے ناقابل برداشت ہے ۔۔ !"

"نہیں راجو !" وہ اٹھتے ہوئے بولی ۔

"آؤ تم نہا لو ۔۔۔ کپڑے تبدیل کر لو ۔۔۔ پھر باتیں کریں گے ۔ !"

"اور اگر تم پھر اسی موڈ میں رہیں ۔۔۔ تو ۔۔۔ ؟"

"نہیں ہو گا ۔۔۔ !"

"وعدہ ۔۔۔ ؟"

"ہاں ۔۔۔ ہاں ۔۔۔ وعدہ ۔۔۔ !" وہ مسکرا دی ۔

"تو پھر اکٹھے ہی نہائیں گے ۔ !"

کہتے ہوئے اُس نے شاردا کو دوسرے بستر پر پھینک دیا۔

"شور کرو ـــ راجو! سمن اور پون ـــ!"

"وہ کہیں رہے ہوں گے ـ!"

"نہیں ـــ!" وہ اپنا آپ چھڑاتے ہوئے بولی۔

"تو پھر ٹھہرو ـــ!"

کہتے ہوئے وہ باہر چلی آئی ـــ اور پھر قدرے دروازہ بند کر دیا۔

اور جب وہ اس کے قریب آئی تو وہ اس پر یوں ٹوٹ پڑا ـ جیسے صدیوں کا بھوکا ہو ـــ وحشی ہو ـــ درندہ ہو ـــ،

جذبات ـــ،

آگ ـــ،

محبت ـــ،

"شاردا ـــ؟" وہ بے حد جذباتی تھا ـــ،

"ہاں ـــ ناتھ ـــ؟"

"میں یاد آیا ـــ؟"

"یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے ـــ؟"

"پھر ـــ؟"

"پھر کیا ـــ اپنی بات کہیے ـــ وہاں کیا کیا گل کھلائے ـ؟"

"قسم لے لو ـــ!"

"جھوٹی قسم نہ کھائیے ـــ مفت کا پاپ میرے سر ـــ!"

"نہیں ـــ شاردا! کیا تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں تھا ـــ؟"

"لیکن ـــ راجو! مردوں کا کیا بھروسہ ـــ!"

"اور اگر میں بھی یہی کہہ دوں ـــ؟"

اور شاردا کا رنگ اڑ سا گیا ـــ اُسے یوں محسوس ہوا ـ جیسے راجن

نے اُسے اٹھا کر زندہ ہی چتا میں پھینک دیا ہے ۔۔۔!"

"سچ کہو ۔۔۔!" وہ کہیں دور سے بولی ۔۔۔،

"نہیں ۔۔۔ شاردا! تم دیوی ہو ۔۔۔ تم مقدس ہو ۔۔۔ تمہارے متعلق میں ایسا نہیں کہہ سکتا ۔۔۔!"

وہ چپ ہو گئی اور راجن یہ سمجھا ۔۔۔ کہ جیسے اس نے راجن کی اپنی کہی ہوئی بات کا غصہ کر لیا ہے ۔۔۔ یہی وجہ ہے وہ چپ ہو گئی ہے ۔۔۔ گم رہ گئی ہے ۔۔۔،

"شاردا ۔۔۔!" وہ پھر وحشی بن گیا ۔۔۔،

"اب تو آپ یہیں رہیں گے ۔۔۔!"

"لیکن ۔۔۔ چھ ماہ تو یہاں نہیں رہا ۔۔۔!"

"تو آج ہی کسر نکالنی ہے ۔۔۔؟"

"ہاں ۔۔۔!"

"تو وہاں اتنے دن جلتے رہے ۔۔۔؟"

"ہاں ۔۔۔ شاردا! تمہاری یادوں کی آگ میں جلتا رہا ۔۔۔!"

"سچ ۔۔۔؟"

"تو اس کا مطلب ہے ۔۔۔ کہ تمہیں مجھ پر بالکل بھروسہ نہیں رہا تھا؟"

"ہاں ۔۔۔ راجو!" کہتے ہوئے وہ اس سے چمٹ گئی ۔۔۔،

لاشعوری طور پر راجن کو جین یاد آ گئی ۔۔۔،

نیلی آنکھیں ۔۔۔،

سنہری بال ۔۔۔،

اور نہ جانے یہ کیسا خیال تھا ۔۔۔ کہ راجن بالکل ایک بلڈوزر بن گیا۔
سڑک کوٹنے والا انجن ۔۔۔؟

اندھا ۔۔۔ وحشی ۔۔۔ طاقتور ۔۔۔،

بجری کڑکڑا اُٹھی ۔۔۔ سڑک بننے لگی ۔۔۔ تارکول پھیلتا گیا ۔۔۔،

اور جب وہ نہا کر باہر نکلا ـــ تو وہ گنگنا رہا تھا ـــ،

"وہ کوئی ہوا سکے انہیں سمجھائے رے"

اچانک اُس کی نگاہ ٹیلی فون رلیسیور پر پڑی ـ جو الگ ہی میز پہ پڑا ہوا تھا ـــ فون شاردا کو ملا تھا ـــ وہ بچّوں کی جھڑپ کی وجہ سے (یقینی) رلیسیور رکھ چھوڑ کر اندر چلی گئی تھی ـــ فون کی نوعیت ہی کچھ اس قسم کی تھی ـ کہ وہ ذہنی طور پر پزل اور پریشان سی ہو گئی تھی ـــ،

اُس نے سوچا تھا کہ بچّوں کو چپ کرا دوں تو گفتگو کروں ـــ لیکن باتھ روم سے نکلتے ہوئے جب راجن نے ٹیلی فون کی سمت دیکھا ـ تو وہ سمجھا کہ اس کی کال ہے اُس نے رلیسیور اٹھا کر کانوں کو لگا لیا ـــ، آواز آ رہی تھی،

"شاردا ـــ! تم نے مجھے سمجھنے کی کوشش نہیں کی ـــ اب جب کہ راجن آنے والا ہے ـــ تم نے اس بات کی اجازت نہیں دی ـــ کہ میں تم سے ملوں ـ حالانکہ اب تمہارے اور میرے درمیان کوئی پردہ نہیں ـــ،

سوچو تو سہی ـــ راجن آ ئے گا ـــ تو تم اُسے کیسے مطمئن کر سکو گی؟" کیا کہانی سناؤ گی ـــ؟ " میرا خیال ہے ـ تم اُس رات کو سپنا سمجھ کر بھلا دو ـ!'

گنگناہٹ ختم ہو گئی تھی ـــ،

چہرہ بدل گیا تھا —،

قدموں کی چاپ سے راجن چونک پڑا —،

پلٹ کر دیکھا ——— سامنے شاردا کھڑی تھی —، یوں جیسے کوئی مجرم عدالت کے کٹہرے میں —،

راجن نے قطعی آہستگی سے کہا ——،

"اِٹ اِز یور کال ——!"

شاردا آگے بڑھی اور ریسیور تھام لیا —،

"ہیلو ——؟" وہ بولی —،

اور پھر یہ کہتے ہوئے شاردا نے ریسیور پٹخ دیا ——،

"رانگ نمبر ——!"

اور جب شاردا نے نگاہ اُٹھائی ——،

راجن غائب تھا ———،

وہ بالکل پاگل سی ہو کر اپنے کمرے کی سمت بھاگی ——— اور تکیے میں منہ چھپا کر سسکیاں لے لے کر رونے لگی ——،

دو تین دن کی ذہنی پریشانی کے باوجود وہ کوئی فیصلہ نہ کرسکا —،

وہ بالکل وحشی اور دیوانہ سا ہوگیا تھا — اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے وہ پاگل ہو جائے گا —،

اُسے وہ رات یاد آگئی —،

جب وہ دریائے ٹیمز کے کنارے کھڑا تھا — اور اُس نے عینی کو بتایا تھا۔ کہ وہ یوں محسوس کر رہا ہے — جیسے وہ لٹ گیا ہے، تباہ ہوگیا ہے —

اور عنبر شاردا کے خط کے الفاظ بھی اس کے ذہن میں گونجنے لگے —،

راجن —!

"میں یوں محسوس کرتی ہوں — کہ جیسے دلی ایک بار پھر اُجڑ گئی ہے —،

تیمور نے دلی کی ایک بار پھر اینٹ سے اینٹ بجادی ہے، ابدالی نے پھر دلی کو تباہ و برباد کر دیا ہے — انگریزوں نے پھر غدر مچا دیا ہے —،

تم آجاؤ راجن —!

مجھے صرف تمہاری ضرورت ہے —، تمہارا مستقبل، تمہارا بنگلہ کچھ بھی نہیں۔

میرا خط ملتے ہی آجاؤ —،!"

حالات کی کڑیاں ملتی گئیں —،

تسلسل خود بخود جڑتا گیا —،

اور پھر یہ اُڑی اُڑی سی رنگت، یہ بدلے بدلے سے تیور۔ یہ صحت، یہ بال ــــ یہ چہرہ ــــ یہ سب کچھ کیا ہے ــ،

وہ سمجھ گیا ــ،

پہچان گیا ــ،

اور پھر وہ یونہی لیٹا رہا ــــ وہ کوئی بھی فیصلہ نہ کر سکا ــ وہ نہ سوچ سکا کہ کیا کیا جائے ــ،

کہاں جایا جائے ــ،

وہ نہیں جانتا تھا ــ کہ جمنا کی لہریں ــ ایک روز تاج محل کو ہی تباہ کر دیں گی ــــ اُسے مسمار کر دیں گی ــ،

اُس کی شاردا یوں دھوکا دے جائے گی ــ،

وہ گم صُم لیٹا ہوا تھا ــــ باہر موسم ابر آلود تھا ــ اس نے تین دن سے کچھ کھایا پیا ہی نہیں تھا ــــ وہ یونہی لیٹا ہوا تھا ــ کہ کمرے میں قدموں کی چاپ سنائی دی ــــ اُس نے دیکھا کہ سامنے شاردا اچاریہ کی نرس کھڑی تھی ــ،

وہ اُٹھ کھڑا ہوا ــــ اور خاموشی سے گردن جھکائے جب وہ باہر نکلنے لگا تو شاردا نے اُس کا راستہ روک لیا ــــ اور بالکل اُس کے سامنے آ گئی ــ راجن نے راستہ بچا کر نکل جانا چاہا ــــ لیکن شاردا اُس کے سامنے آ گئی ــــ اور بے حد شکست خوردہ سی آواز میں بولی ــ،

"راجو ــــ؟"

وہ رک گیا ــ،

وہ آگے بڑھ آئی اور اُسے بازو سے تھام کر بولی ــ،

"راجو ــــ چائے تو پیو ــ؟"

"شکریہ ــ!"

"ناتھ ——؟"

"مجھے ناتھ مت کہو ——؟"

"راجو ——؟"

وہ بالکل اُس کے مقابل آ گئی —— اور اُسے بازوؤں سے تھام لیا۔

"راجو —— یوں نہ دھتکارو —— تمہیں غلط فہمی ہے ——!"

"نہیں —— شاردا ——!"

"بیٹھو تو سہی ——؟"

"میں باہر جا رہا ہوں ——!"

"باہر بادل اُمڈے ہوئے ہیں ——!"

"اس مکان میں اُس سے کہیں زیادہ بڑا طوفان ہے —— مجھے جانے دو!"

"راجن ——!"

وہ خاموش رہا ——

وہ پھر بولی ——

"میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں ——!"

"میں سن نہیں سکتا ——!"

"میں کہے بغیر رہ نہ سکوں گی ——!"

"اور میں سن کر جی نہ سکوں گا ——!"

"راجو ——!" وہ پھر بولی ——

"تمہیں بیٹھنا ہو گا ——!"

"شاردا ——! وہ پھر ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا —— کیا تم یہ چاہتی ہو —— کہ میں یہ گھر چھوڑ کر چلا جاؤں ——؟"

"نہیں راجو ——! بلکہ مجھے اس گھر سے نکال دو ——!"

اس بات پر اُس کے لبوں پر ایک کھوکھلی اور دل آزار سی مسکراہٹ

پھیل گئی ـــــ وہ پھر بولی ـــ،

"راجو ـــ تمہیں میری قسم ـــ!"

"مت اپنی قسم دو ـــ!"

"تمہیں سمن اور پون کی قسم ـــ!"

"مجھے ان کی زندگی سے کوئی دلچسپی نہیں ـــ!"

"راجن ـــ!"

وہ پھر خاموش رہا ـــ،

"بھگوان کے لئے بیٹھو تو سہی ـــ؟"

دوسرے لمحے وہ بیٹھ چکا تھا ـــ،

"راجو ـــ! وہ پھر بولی ـــ کیا تم مجھے معاف نہیں کر سکتے؟"

"شاردا ـــ معافی ـــ معافی ـ کس بات کی معافی ـــ؟ کیا عوام نے تیمور کو معاف کر دیا تھا ـــ کیا تاریخ نے انگریزوں کو معاف کر دیا؟ یہ لفظ اپنے منہ سے مت نکالو ـــ!"

"راجو ـــ!" وہ پھر بولی ـــ،

"شاردا ـــ! وہ بے حد جذباتی ہو گیا اور بولا ـــ،

"کچھ مت کہو ـــ بھگوان کے لئے کچھ مت کہو ـــ کہنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہی ہے ـــ میں مر سکتا تھا ـــ تم مر سکتی تھیں ـ پون اور سمن مر سکتے تھے، لیکن میرا اعتماد، میرا بھروسہ، میری محبت کو نہیں مرنا چاہیئے تھا ـــ شاردا! اور وہ سب کچھ مر گیا ہے ـــ سب کچھ ـ اب کہنے کے لئے اور سننے کے لئے رہ ہی کیا گیا ہے ـــ!"

"کچھ تو سن لو ـــ؟"

"سناؤ ـــ!" وہ بولا ـــ،

"کشن کے سپرد کون کر گیا تھا ـــ؟"

"لیکن جسے تم نے امانت سونپی تھی ـــــ مجھے اسی نے ننگا کیا تھا ـــ
کیا تم مجھے ویسے نہیں چھوڑ کر جا سکتے تھے ـــ ؟"

"شاردا ـــــ !" وہ چیخا ـــ ،

"راجو ـــــ ! وہ بولی ـــ ،

"میں اپنے گناہ پر پردہ نہیں ڈالوں گی ـــــ لیکن یقین جانو ـــ وہ گناہ میرے
جیون کا پہلا اور آخری گناہ ہے ـــــ میں بھٹکی نہیں ـــــ میری آنکھوں میں دھول
جھونک کر دھکا دیا گیا ہے ـــــ بھگوان کے لئے مجھے ٹھکراؤ نہیں ـــ ان بچوں
پر رحم کرو ـــــ اس گھر پر ترس کھاؤ ـــــ یہ زہر پی لو ـــــ !"

"شاردا ـــــ ! میں اُسے زندہ نہیں چھوڑوں گا ـــــ !"

"راجو ـــــ !" وہ اُس کے قدموں میں گر گئی ـــ ،

"بھگوان کے لئے ـــــ الیسا مت سوچو ـــــ !"

"شاردا ـــــ !"

اُس نے میرے خلوص پر تھوکا ہے ـــــ !"

"اس نے میرا منہ چڑایا ہے ـــــ ،

"اُس نے میرے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی ہے ـــ ،

"وہ ننگِ انسانیت ہے ـــ ،

"وہ زہریلا سانپ ہے ـــــ ،

"وہ افعی ہے ـــ افعی ـــــ !"

"راجو ـــــ !"

اُس کے آنسو راجو کے قدموں میں گرنے لگے ـــ ،

"شاردا ـــــ !"

وہ اکھڑ کھڑا ہوا ـــــ اور بولا ـــــ مجھے جانے دو ـــ !"

"راجو ـــــ ! بھگوان کے لئے رُک جاؤ ـــــ الیسا مت سوچو ـــ ،

"میں مر جاؤں گی ۔۔۔،
قانون تمہیں گرفت میں لے لے گا ۔۔۔ یہ بچے ۔۔۔ یہ گھر ۔۔۔!"
"راجو ۔۔۔!"
کہتے ہوئے وہ اُس کے قدموں میں گر گئی ۔۔۔ اور سسکتی رہی ۔۔۔،

شام ڈوب گئی ۔۔۔،
اور اس کے ڈوبنے کے ساتھ ہی ساتھ آسمان پر بادل اُمڈ آئے تھے ۔۔۔ دونوں بچے والدین کی اس کشمکش کو سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے ۔۔۔ لیکن وہ نہ سمجھ سکے ۔۔۔ شام کا کھانا کھا کر دونوں بچے سو گئے تھے ۔۔۔،
راجن ابھی تک اپنے کمرے میں بیٹھا خط لکھ رہا تھا ۔۔۔،
جین ۔۔۔!
میں نے تم سے وعدہ کیا تھا ۔۔۔ کہ میں یہاں پہنچتے ہی تمہیں خط لکھوں گا ۔۔۔ اور تم نے یقیناً شدت سے میرے خط کا انتظار بھی کیا ہوگا ۔۔۔ مگر میرا خط نہ پاکر تم یقیناً کچھ نہ کچھ ضرور سوچتی ہوگی،
جین ۔۔۔! تمہیں یاد ہوگا ۔۔۔ ایک رات دریائے ٹیمز کے کنارے

میں نے تم سے کہا تھا ـــ کہ میرا دل کانپنے لگتا ہے، ڈرنے لگتا ہے،
مجھے یوں لگتا ہے ـــ جیسے کسی نے میرا گھر لوٹ لیا ہے، کسی
نے میرے نشیمن کو آگ لگا دی ہے ـــ میرا دل ایک انجانے خوف
سے کانپنے لگتا ہے ـــ
تم تاج محل اور راجو کہہ کر مجھے بہت کچھ یاد دلا دیتی ہو،
جو میں بھول جانا چاہتا ہوں ـــ
جانتی ہو ـــ میرا دل کیوں کانپتا تھا ـــ لیکن تم کیا جانو گی ـــ
جب کہ میں خود بھی نہ جان سکا تھا ـــ خیر سن لو ـــ
جین ! جسے تم راجو کہہ کر پکارتی تھیں ـــ اور وہ تڑپ جایا
کرتا تھا ـــ اس لئے کہ اُسے وہ لڑکی راجو کے دامن پر گندے
خون کا نشان ڈال چکی ہے ـــ
وہ تاج محل مسمار ہو گیا ہے ـــ جو جمنا کے کنارے تعمیر کیا گیا
تھا ـــ میں نہیں جانتا تھا ـــ کہ کوئی دوست میرے اعتماد
اور خلوص کو یوں مجروح کرے گا ـــ یہ ایسا زخم ہے کہ اب
میں جانبر نہیں ہو سکتا ـــ یہ میری روح پر ایک ناسور ہے ـــ
میں لندن مستقبل بنانے آیا تھا ـــ اور یہاں کسی نے میری
زندگی کو ہی سولی پر چڑھا دیا ـــ
میرے لئے کئی راستے تھے کہ میں شاردا کو چھوڑ دوں ـــ لیکن
جین ـــ ! اس کا اس دنیا میں میرے سوا کوئی نہیں ـــ دوسرا یہ ـــ
کہ میں ایسی بے وقوف عورت سے جینے کا حق چھین لوں ـــ یہ میں اس
لئے نہیں کر سکتا ـــ کہ وہ دو بچے ایک ماں کے سائے سے ہمیشہ
کے لئے محروم ہو جائیں گے ـــ
تیسرا اور آخری راستہ یہ ہے ـــ کہ میں کشن کو ہی ختم کر دوں ـــ

جس نے میری زندگی کو برباد کیا ہے — اس صورت میں میں قانون
کے ہاتھوں میں ہوں گا — اور یہ ہاتھ مجھے کہاں چھوڑیں گے۔
وہ تم جانتی ہو۔

کاشش! میں لندن کبھی نہ آتا — اور اگر آیا تو پھر واپس اپنے
وطن کبھی نہ آتا — جین! ہم ہندوستانی لوگ بے حد جذباتی ہوتے
ہیں — جذبات ہی ہماری زندگی ہیں — اور جذبات ہی
موت —۔

یہ دوراہا میرے لئے بے حد کٹھن ہے — میرا یہاں کوئی دوست
نہیں — کوئی ساتھی نہیں — کوئی رہبر نہیں —،
ایک شاردا تھی —،
ایک کشن تھا —،
ایک بیوی تھی —،
ایک دوست —،
دونوں ہی اس راستے کا سنگم ہیں — جہاں مجھے کوئی فیصلہ
کرنا ہے — میرا کوئی ساتھی نہیں — کاشش! ان میں سے
کسی نے میری زندگی کا خیال کیا ہوتا —،
کشن نے ہی اگر ایسا کرنا تھا — تو کسی اور عورت کے
ساتھ کر لیا ہوتا — میری بیوی تو بچ جاتی —،
شاردا نے ہی اگر یہ سب کچھ کرنا تھا — تو کسی اور کے ساتھ
کر لیا ہوتا — میرا دوست تو بچ جاتا —،
لیکن جین!
میرا تو دوست، دوست نہ رہا — اور بیوی، بیوی نہ رہی،
— یہ کتنے بڑے دکھ اور غم ہیں —،

جین ـــ! جی چاہتا ہے کہ سب کچھ چھوڑ کر واپس چلا آؤں ـــ دونوں بچوں کو ساتھ لے آؤں ـــ اور کشن اور شارداکو یہ مشورہ دوں ـــ کہ وہ آپس میں سمجھوتہ کرلیں ـــ یوں زندگیاں تباہ ہونے سے تو بچ جائیں گی ـــ لیکن پھر خیال آتا ہے۔ کیا تم ان دو بچوں کو ماں کا پیار دے سکو گی ـــ؟"

میں عجیب اور انوکھی سی الجھنوں میں پھنس گیا ہوں ـــ جین! میں آخر کیا کروں ـــ میری سوچیں ـــ میرے فیصلے ہر قدم پر بدل رہے ہیں ـــ اور میں اپنے لئے کوئی راستہ بھی متعین نہیں کر سکتا ـــ،

خدا کے لئے جین! تم ہی کوئی میری مدد کرو ـــ بتاؤ تو سہی۔

یہ دنیا کیا ہے ـــ؟

خلوص کہاں ہے ـــ؟

دوستی کہاں ہے ـــ؟

جین ـــ! یہ زندگی ٹیمز سے لے کر برہم پتر تک اتنی آزار اور تکلیف دہ کیوں ہے؟

ٹوکیو سے لے کر واشنگٹن تک انسان اتنا مجبور اور پریشان کیوں ہے ـــ؟"

تم بھی رنجور ہو ـــ اور میں بھی رنجور ـــ زندگی کے ہاتھوں مجبور۔ تم ٹیمز کا سہارا چاہتی ہو ـــ اور میں جمنا کا ـــ کیا یہ دریا۔ پانی کے بپھرے اور لہراتے دریا، کیا سچ مچ سکون کی آماجگاہ ہیں ـــ؟

جین ـــ! جب سے آیا ہوں ـــ ایک پل بھی سکون سے نہیں گزرا ـــ ایک لمحہ بھی سکھ نہیں ملا ـــ،

میں کچھ پانے آیا تھا ـــ جین! اور میں نے زندگی کا سب کچھ کھو دیا ہے،

حالات اور واقعات نے مجھے یہاں لا پھینکا تھا — یقین جانو میں ان
کا خود ذمہ دار ٹھہرا دیتا —— لیکن افسوس ہے ۔ کہ انسان غیب کا علم
نہیں جانتا — ۔
میں فیصلہ کرنے سے قاصر ہوں —— بہن! تم مجھ سے دور سات —
سات سمندر پار ہو — ۔
مجھے جواب دو — کہ میں کیا کروں — ؟
یہاں پر (۳) وقت شراب استعمال ہو رہی ہے — لیکن جو ظلم ان مجھ پہ
گزر چکے ہیں — وہ — وہ مجھے یاد رہ گیا ہے — ۔
تم کب آ رہی ہو — بہن! نجانے کیوں میں تمہاری ضرورت محسوس
کر رہا ہوں — ۔

جواب دو — ۔

تمہارا
"راجن" (دہلی انڈیا)

اس نے خط لفافے میں ڈالا —— پتہ تحریر کیا ۔
اور کوٹ پہن کر باہر نکلنے لگا —— اسے یوں جاتے دیکھ کر شاردا اس کے
سامنے آ گئی — اور بولی — ۔
"کہاں جا رہے ہیں — ؟"
"کہیں نہیں — !"
"پھر بھی — ؟"
"جہنم میں — !"
"راجن — ! وہ بے بسی سے بولی — ۔
"باہر سخت بارش ہو رہی ہے — ۔
"میں جانتا ہوں — !"

"مت جاؤ ـــ موسم خراب ہے ـــ!"

"میرا موڈ خراب ہے ـــ شاردا! میرا دماغ خراب ہے ـــ اور ـــ تم موسم کی بات کر رہی ہو ـــ!"

"راجو ـــ! اس کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں ـــ!"

"مجھے جان سے مار دو ـــ مگر یہ بے اعتنائی اور بے رخی نہ برتو ـــ!"

وہ تلخی سے مسکرا دیا ـــ اس نے پتلون کی جیب میں ہاتھ ڈالا ـــ جرمنی پسٹل محفوظ تھا ـــ جی میں آیا ـــ کہ واقعی شاردا کا مرجانا بہتر ہے ـــ لیکن وہ کچھ نہ کر سکا ـــ وہ دھیرے بولی ـــ

"میں تم سے اب معافی بھی نہیں مانگوں گی ـــ راجن! لیکن اتنا ضرور کہوں گی ـــ میرے کئے دھرے کی سزا بچوں اور خود اپنے آپ کو ہرگز نہ دو ـــ!"

"شاردا ـــ! راجن مسکرایا ـــ اور پھر بولا ـــ

"ایسی کوئی بات نہیں ـــ میں عقیدت پسند آدمی ہوں ـــ میں سوچ رہا ہوں کہ مجھے کوئی ایک راستہ مل جائے ـــ جو ہم تینوں کے لئے فائدہ مند ہو ـــ کسی کو نقصان نہ ہو ـــ!"

پھر سگریٹ سلگا کر قدرے توقف سے بولا ـــ

"سوچتا ہوں ـــ کہ تم نے اگر ایک حماقت کی ہے ـــ تو میں وہ حماقت نہ کروں ـــ لیکن میں ابھی تک کسی نتیجے پر نہیں پہونچ سکا ـــ اور تا وقتیکہ میں کوئی راستہ چن نہ لوں ـــ میرا خیال ہے کہ تم مجھے پریشان کرنے کی کوشش نہ کرو ـــ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں ـــ کہ میں کوئی غلط قدم ہرگز نہیں اٹھاؤنگا بلکہ ـــ میں ایک ایسا راستہ چنوں گا ـــ جس میں سب کی بھلائی مضمر ہوگی!"

"لیکن راجن ـــ! اب کہاں جا رہے ہو ـــ؟"

"سکون کی تلاش میں ـــ!"

"کیا اس گھر میں اب سکون بھی نہیں رہا ـــ؟"

"شاردا — ! وہ تڑپتے ہوئے بولا — یہ تم کہہ رہی ہو — ؟"

"ہاں — راجو — !"

"خیریت ہے — !" وہ بولا —،

اور دوسرے لمحے وہ اُسے راستے سے ہٹاتے ہوئے نیچے اُتر آیا —،

بجلی چمکی — بادل گرجا — شاردا اُس کے پیچھے دوڑی دوڑی نیچے اُتر آئی۔

"راجو — ؟ اس نے اُسے آواز دی — لیکن وہ بجلی کی سی تیزی سے گاڑی

میں بیٹھا — اور گاڑی نکال کر لے گیا —،

شاردا کھڑی اُسے دیکھتی رہی — وہ جلد ہی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

رات گہری تاریک تھی —،

بادل، بارش، طوفان، تیز ہوا — اور راجن ان تمام باتوں کی

پرواہ کئے بغیر چلا گیا —،

"کہاں — ؟

کیوں — ؟

ان دونوں سوالوں کا جواب اُس کے پاس کوئی نہ تھا — اس نے بے بسی

سے آسمان کی سمت دیکھا — لیکن جواب میں زور سے بجلی چمکی — اور بادل گرجا

وہ تیزی سے دوڑتی ہوئی اُوپر آ گئی —،

طوفان شدت اختیار کر چکا تھا —،

ہوا مزید طوفانی ہو گئی — کھڑکیوں کے پٹ کھل گئے — وہ گھبرائی

گھبرائی اِدھر اُدھر دیکھنے لگی —،

اچانک زور کی ہوا چلی — اور پھر اس طوفانی لہر نے مینٹل پیس پر رکھی

ہوئی وہ تصویر نیچے فرش پر گرا دی —،

اور اُسی لمحے بادل گرجا — اور کہیں بجلی گرنے کی دلخراش آواز آئی —

وہ پاگلوں کی طرح گری ہوئی تصویر پر دوڑی —،

"راجن ۔۔۔! " وہ پاگل سی ہو گئی ۔۔۔،

طوفان کی شدت یک لخت کم ہو گئی ۔ یوں محسوس ہوا ۔ جیسے طوفان کا زور ٹوٹ رہا ہے ۔۔۔ اُس پر سکتہ سا طاری ہو گیا ۔۔۔ وہ ہارے ہوئے جواری کی طرح اٹھی ۔۔۔ ساتھ ہی اُس نے فرش پر گری ہوئی تصویر اٹھائی ۔

اُس کی طبعیت میں ایک ٹھہراؤ سا آ گیا ۔۔۔ یوں محسوس ہوا ۔۔۔ جیسے طوفان نے اُسے بھی منجمد کر دیا ہے ۔۔۔ اُس نے مضبوطی سے دروازے بند کیے ۔۔۔ کھڑکیاں بند کیں ۔۔۔ دونوں بچوں کو دیکھا ۔۔۔ جو گہری نیند سو رہے تھے ۔۔۔ اور وہ تصویر کے سامنے جھکی ہوئی تھی ۔۔۔،

صبح سویرے اُسے پولیس انسپکٹر نے اطلاع دی ۔۔۔،

کہ راجن نے شہر کے مشہور رئیس کشن کو قتل کر دیا ہے ۔ وہ پاگلوں کی طرح بچوں کی طرف دوڑی ۔۔۔ اور پھر پلٹ کر انسپکٹر سے وحشیوں کی طرح پوچھا ۔۔۔،

" کب ۔۔۔؟

کیسے ۔۔۔؟

کیوں ۔۔۔؟

" ان سب سوالوں کا جواب آپ کو تھانہ میں مل جائے گا ۔۔۔ فی الحال آپ کو

ہم لینے کے لئے آئے ہیں ۔۔۔!"

لیکن دوسرے لمحے وہ نیچے گر چکی تھی ۔۔۔ نقاہت اور کمزوری کی وجہ سے یہ بہت بڑے صدمہ کی خبر اس پر بجلی بن کر گری ۔۔۔ پولیس انسپکٹر اور دیگر سپاہیوں نے اُسے بڑی مشکل سے سنبھالا ۔۔۔

اور تھوڑی دیر بعد وہ پولیس کی گاڑی میں پولیس اسٹیشن کی طرف جا رہی تھی ۔۔۔،

دونوں بچے جو پہلے ہی سے اس بدلی دنیا پر حیران اور پریشان تھے ۔، یہ نئی صورتِ حال دیکھ کر ان کے ننھے ننھے ذہن سمجھانے کیا سوچنے لگے تھے ۔،

پولیس اسٹیشن پہنچ کر گاڑی ٹھہر گئی ۔۔۔ پولیس انسپکٹر نے اُسے راجن سے ملنے سے پہلے بیان دینے پر مجبور کیا ۔۔۔ مگر شاردا کی ضد کی وجہ سے وہ مجبور "ا اُسے راجن سے ملنے کی اجازت دینے پر مجبور ہو گیا ۔۔۔،

وہ حوالات کی سلاخوں کے اندر بڑی بے قراری سے ٹہل رہا تھا ۔۔۔،

"راجو ۔۔۔!" وہ تھیسر پاگلوں کی طرح لپکی ۔۔۔ لیکن سلاخوں نے ان دونوں کو روک دیا ۔۔ بچے یہ منظر دیکھ کر رونے چلانے لگے ۔ سپاہیوں نے بچوں کو سنبھالا ۔۔،

"راجو ۔۔۔ یہ تم نے کیا کیا ۔ ؟ وہ تڑپتے ہوئے بولی ۔

"جو مجھے کرنا چاہیئے تھا ۔۔۔!" اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی ۔۔۔ کھوکھلی ۔۔۔ کربناک ۔۔۔ درد انگیز ۔،

"راجو ۔۔!" وہ سلاخوں سے سر ٹکرانے لگی ۔۔،

"شاردا ۔۔۔!" بھگوان کے لئے اب مزید چرکے نہ لگاؤ ۔۔ میں تمہیں معاف کرتا ہوں ۔۔۔ تم بے قصور تھیں ۔۔!"

"لیکن ۔۔۔ راجو ۔۔!"

"چھوڑو ۔۔۔ شاردا ۔۔! کشن اسی سلوک کا مستحق تھا ۔۔۔

"نہیں ــــ راجو ــ ! تمہارا کیا ہوگا ــ ؟"
"جو قانون چاہے گا ــ !"
"راجو ــــ !" وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی ــ ،
"شاردا ــــ ! وہ اُس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے بولا ،
"پاگل مت بنو ــــ کوئی وکیل کرو ــــ اور اس سے مشورہ کر کے بیان لکھوا دو ــ !"
"راجو ــــ !" اس کی آنکھیں سُرخ تھیں ــــ ،
"تم بے قصور ہو ــــ شاردا ــ ! جو ہونا تھا ــــ وہ ہو چکا ہے ـ لیکن اب ــ اب بھگوان سے بچے کی پرارتھنا کرو ــــ تمہارے لئے اور بچے کے لئے میں جینا چاہتا ہوں ــــ مجھے اپنے کئے پر کوئی ملال نہیں ــ لیکن اب میں قانون سے زندگی کا حق مانگنا چاہتا ہوں ــ !"
"میں کیا کروں ــ ؟"
"تم مکرجی ــــ کو وکیل کر لو ــــ اور بس ــــ وہ سب کچھ سنبھال لیگا ـ"
"تو بیان ــــ ؟"
"جب تک مکرجی سے مشورہ نہ کر لیا جائے ــــ نہ تم کوئی بیان دو ــ اور نہ میں ــــ "
"ہوں ــ !" وہ سنبھل سی گئی ــ ،
"پون اور سمن ــــ میرے بچے غم نہ کرو ــ !" وہ جھک کر دونوں کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا ــــ ،
"پاپا ــــ آپ باہر کیوں نہیں آتے ؟" سمن بولی ـ
"بیٹے میں جلد ہی باہر آ جاؤں گا ــــ بھگوان سے دعا کرو ــ !"
"لیکن پاپا ــ آپ کو سپاہیوں نے کیوں بند کر دیا ہے ؟
"میری کار کے نیچے آ کر ایک آدمی گیا ہے نا ــ بیٹے ــ !"

بچوں نے یقین کر لیا ۔۔۔،

پولیس انسپکٹر اندر آ گیا ۔۔۔ راجن نے کہا ۔،

"انسپکٹر ۔۔۔! میری بیوی کو وکیل سے ملنے کی اجازت دی جائے !"

"بہتر ہے ۔۔۔!"

اور سیما تھوڑی دیر بعد شاردا بہن بکر جی کے تھانے میں اپنا بیان لکھوا رہی تھی ۔۔۔"

اس مقدمہ قتل نے کافی شہرت اختیار کر لی تھی ۔،

مکرجی کی نا شائستہ اور کمینوں کی عجیب نوعیت نے راجن کے خلاف سنگین الزامات کی نوعیت بالکل ختم کر دی تھی ۔۔۔ راجن نے جن حالات میں کشن کو قتل کیا تھا ۔۔۔ وہ اتنے سنگین نہ تھے ۔۔۔ کہ اسے موت کی سزا دی جاتی ۔۔،

راجن کے بیان کا اقتباس یہ تھا ۔۔۔ کہ ۔،

کشن میرا دوست تھا ۔۔۔ لندن جانے سے پہلے میں نے اسے اپنی بیوی اور بچوں کی دیکھ بھال کے لیے کہا تھا ۔۔۔ کیونکہ وہ میرا دوست تھا میں نے ایسا کہہ کر کوئی زیادتی نہ کی تھی ۔۔ لیکن میری غیر موجودگی میں کشن میری بیوی پر ڈورے ڈالتا رہا ۔ اور اس نے اسے اپنے

دام فریب میں پھنسانے کی کوشش کی — لیکن وہ ایسا کرنے میں ناکام رہا۔
اور پھر میری شادی کی سالگرہ جو اُس نے زبردستی منوائی۔ میری غیر موجودگی میں اپنے تعلقات اور دوستی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اُس نے شاردا کو شراب پینے پر مجبور کیا — اور اُسے کوئی مدہوش کرنے کی چیز ملا دی گئی اور بعد ازاں اُس پر مجرمانہ حملہ کیا — اور اپنی خواہش کو پورا کیا۔

اس کے بعد وہ میری بیوی کو ذہن پر ملتا رہا — اُسے سمجھانے اور دوبارہ راہِ راست پر لانے کی کوشش کرتا رہا۔

جب میں واپس پہنچا — تو اتفاق سے اس کے ذہن آنے سے مجھ پر یہ راز کھل گیا — حالات اور واقعات کو سمجھتے ہوئے میں کوئی فیصلہ نہ کر سکا — کئی دن میں اسی پریشانی میں رہا — اور آخر مجھے صحیح حالات کا علم ہو گیا۔

ایک طوفانی رات کو میں کشن کے پاس گیا — اور اُسے مجبور کیا۔ کہ وہ شاردا کے ساتھ شادی کر لے۔ کیونکہ میری ازدواجی زندگی تباہ ہو گئی ہے — اور اب ہم سکون سے نہیں رہ سکتے — میں بچوں کا تحفظ چاہتا ہوں — میں دوستی کے نام پر تم سے سمجھوتہ مانگتا ہوں۔

لیکن کشن نے میری اس خواہش کا مذاق اُڑایا — اور مجھے کہا کہ یہ سب کچھ شاردا کی مرضی اور چاہنے سے ہوا — میں کچھ نہیں کر سکتا — میں نے اُس سے کہا — اگر وہ بہک بھی گئی تھی — تو تم میرے دوست تھے، تم نے اُسے کیوں بہکنے دیا؟

تو وہ بولا —

کہ میں نے تم سے دوستی ہی اس لئے کی تھی — کہ مجھے شاردا پسند تھی

تم اگر چاہو تو عدالت کی صورت میں جسقدر چاہو، تاوان لے سکتے ہو"
میں جذبات سے بے قابو ہوگیا ــ میں نے آگے بڑھ کر اس کو گھونسہ
دے مارا ــ میرا حملہ غیر متوقع تھا ــ جس کی وجہ سے اس کے
دانت ٹوٹ گئے ـــ یہ چیز پوسٹ مارٹم کی رپورٹ میں شامل
ہے ــ اس نے جواب میں پستول نکال لیا ـــ میں خود بھی پستول
لیے تھا ــ"
جواباً میں نے اپنی حفاظت کے لئے اس سے سنبھلنے سے پہلے ہی نشانہ
بنا دیا ـــ اور وہ مر گیا ـــ میں نے خود اپنے آپ کو پولیس
کے حوالے کر دیا ــ"
میں اس سے قتل کرنے کی نیت سے ہرگز نہیں گیا تھا ــ مقابلہ
کی شکل میں وہ میرے ہاتھوں مارا گیا ہے ـــ حالانکہ میں بحیثیت
ایک دوست اس کے پاس ایک پرخلوص دوست کے گیا تھا ــ
لیکن اس نے نہ صرف دوستی کی دھجیاں اڑائیں ـ بلکہ مجھے جان سے
مارنے کی بھی کوشش کی ــ"
شاردا کے بیان کا اقتباس بھی تقریباً یہی تھا ــ"
اس کی تائید میں ان چند سہیلیوں کے بیانات بھی قلمبند کئے گئے ـــ جو اس
روز شادی کی سالگرہ میں شامل تھیں ـــ"

ایک ہجوم تھا ــ جو فیصلہ سننے کے لئے موجود تھا ـــ"
بکرمجیت نے کیس اتنی محنت اور تیاری سے لڑا تھا ــ کہ یقین تھا
کہ راجن کو کم از کم ہی سزا دی جائے گی ـــ راجو سر جھکائے

کھڑا تھا۔ کہ راجن کے کچھ دوست، محلہ دار، ہمدرد۔ اس کی طرف بے حد ترس سے دیکھ رہے تھے۔ اچانک جج کی آواز اُبھری — جنہوں نے کہا۔،

راجن کمار، ولد وجے کمار — قوم..... پر تعزیرات ہند کے تحت مسٹر کشن راؤ ولد ہر سجن راؤ...... کو قتل کرنے کا الزام ہے — لیکن کیس کی تمام فائل پڑھنے کے بعد حالات اور واقعات جو سامنے آتے ہیں — اگر ان کو دیکھا جائے تو راجن جن حالات سے دوچار ہوا — اگر سوسائٹی کا کوئی بھی فرد اس کی جگہ ہوتا — تو شاید وہ اس سے زیادہ برداشت اور دانشمندی کا ثبوت نہ دے سکتا —،

کشن نہ صرف راجن کا مجرم تھا — بلکہ وہ پوری قوم، انسانیت اور مذہب کا مجرم تھا — اس نے جو کچھ کیا تھا — اس کا صلہ تو یہی تھا — جو راجن نے اس کے ساتھ کیا — اور یوں بھی راجن کا اعتراف، حالات، گواہوں کے بیانات —، پوسٹ مارٹم کی رپورٹ اور یہ سب کچھ پڑھ کر اور جان کر راجن کمار بے گناہ نظر آتا ہے — اس لیے قانون، راجن کمار ..... کو باعزت بری کرتا ہے —!"

ہال تالیوں سے گونج اٹھا — لوگوں کے چہرے تمتما اٹھے —، راجن ممکن تھا — کہ خوشی سے پاگل ہو جاتا — اس کی ہتھکڑیاں کھول دی گئیں —،

کٹہرے سے باہر نکلتے ہی وہ بچوں کی طرف دوڑا — جو شاردا کی سہیلیوں کے ساتھ تھے — لوگ اسے مبارکباد دے رہے تھے — اور وہ بچوں کو چپٹائے شاردا کو تلاش کر رہا

تھا — لیکن وہ وہاں سے غائب تھی —— پون اور سمن سے اس نے شاردا کے متعلق پوچھا — تو پتہ چلا — کہ وہ ابھی غائب ہو گئی ہے ۔

اچانک سمن نے اپنی جیب سے ایک رقعہ نکال کر اسے راجن کو دیتے ہوئے کہا ۔

" پتاجی — ماتاجی نے کہا تھا — اپنے پتاجی کو یہ خط دے دینا — ! "

راجن — نے جلدی سے خط کھولا — تحریر تھا ۔

راجن — !

جب میں رقعہ لکھ رہی ہوں —— میں نہیں جانتی — قسمت صبح تمہارے لئے کیا فیصلہ کرتی ہے — لیکن میں تو اتنا جانتی ہوں کہ قسمت تمہارے لئے کوئی فیصلہ کرے —— لیکن قسمت نے مجھے جس راستے پر چلنے کے لئے مجبور کر دیا ہے — اسے اپنائے بغیر میرا گزارہ نہیں — !

ویسے میں تمہارا فیصلہ ضرور سنوں گی —— راجن ! لیکن اپنے بارے میں عرض کئے دیتی ہوں —— کہ قانون نے اگر تمہیں بری بھی کر دیا تو میں اب اس قابل نہیں کہ تمہاری زندگی میں رہوں —— ۔

قانون نے اگر تمہیں کچھ مدت کے لئے بھی سزا دے دی تو میں زندہ نہ رہ سکوں گی —— اور اگر تم کو سزائے موت دے دی گئی تو میں خود اس فیصلے کے سنتے ہی مر جاؤں گی ۔

راجن — ! مجھے خوشی ہے —— کہ تم نے مجھے معاف کر دیا — میں سچ مچ ہی بے گناہ تھی —— لیکن مجھے میری غلطی کی سزا ضرور ملنی چاہیئے میں نے تم پر ظلم کیا ہے — تمہیں آزار پہنچائے ہیں — تم نے مجھے موت کے منہ سے بچایا — مجھ سے بیاہ کیا — مجھے نئی زندگی دی — گھر دیا — سکون دیا — اور میں نے تمہیں کیا دیا وہ دنیا جانتی ہے — ،

راجو! مجھے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں — مجھے مرجانا چاہیئے میرا وجود دھرتی پر بوجھ ہے — ایک ناقابل برداشت بوجھ — ویسے میرا دل کہتا ہے — کہ تم بری ہو جاؤ گے — قانون تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ اس لئے میں یہ قدم اٹھانے پر مجبور رہوں — بھگوان کرے تم بری ہو جاؤ۔ میری بھگوان سے یہی پراتھنا ہے — کہ اپنی آنکھوں سے تمہیں بری ہوتے دیکھ لوں — جس نے مجھے نئی زندگی دی۔

جانتے ہو — میں کہاں جا رہی ہوں — وہ جہاں سے تم نے مجھے بچایا تھا، انہی لہروں میں — جن میں تم نے ڈوب جانے کی تمنا کی تھی —

اچھا راجو! بھگوان تمہیں سدا سکھی رکھے! تمہاری شاردا "

" شاردا — !"

وہ پاگلوں کی طرح چیخا — اور پھر دوڑا — خط اس نے نیچے پھینک دیا۔ سامنے کرجی اپنی گاڑی میں سوار ہو رہے تھے — راجو وحشیوں کی طرح ان کی سمت بڑھا اور بولا — ؛

" کرجی — ! شاردا جمنا پر خودکشی کرنے گئی ہے — آپ بچوں کو لے کر وہیں آ جائیں — میں وہاں جا رہا ہوں — !"

کرجی نے حیرت ناک تیزی سے گاڑی اسٹارٹ کی — اور طوفان کی طرح سٹیشن کورٹ سے نکل گیا —

لوگ دیکھتے رہے — کرجی نے اور سہیلیوں نے وہ خط پڑھا — تو جس کے جو کچھ ہاتھ آیا — ، کار، ٹیکسی — ، رکشا — ، ٹانگہ — ، سائیکل — ، موٹر سائیکل، سب جمنا کی طرف دوڑے جا رہے تھے — کرجی، شاردا کی ایک سہیلی کی گاڑی میں دونوں بچوں کے ساتھ سوار ہو گئے — ،